

تنج

سنہ تالیف ۱۱۹۰ھ

تالیف لطیف

زُبُرِ العارفین و تہذیب السالکین بنیاب علی اقدس حضرت ابوبکر
سیدی شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ العزیز

ترجمہ:

حضرت مولانا سید خواجہ احمد اللہ حسینی صاحب

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولیان سجانی شاہ بیابانی رفاہی قادری۔

پنج گنج

تالیف منیف

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جناب اعلیٰ و اقدس
حضرت مولانا السیدی شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ العزیز

مترجم
حضرت مولانا سید خواجہ احمد اللہ حسینی صاحب
بی اے (عثمانیہ)

طباعت بار دوم

زیر سرپتی

حضرت مولانا سید شاہ غلام افضل بیابانی خسرو پاشا شاہ مدظلہ عالی

سجادہ نشین بارگاہ سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قاضی بیٹھ

چیرمن مسلم اوقاف بورڈ آندھر پردیش

جملہ حقوق محفوظ

بار اول	۱۹۹۱ء
بار دوم	۲۰۱۲
تعداد	۲۰۰
قیمت	۲۵۶/-
مطبوعہ	ایس ایس ایس کمپیوٹر گرافکس - حیدرآباد فونمبر 08885562636
زیر اہتمام	مجان شاہ افضل بیابانی
ملنے کا پتہ:	حسینی سادات منزل

23-1-689/A مغلیہ پورہ حیدرآباد

عرفان برادر
عبدالنبی شاہ کا میلکس، ہنمکنڈہ ورنگل

KAZIM SERIES
Near Fire Station, Moghal Pura,
HYDERABAD-500 002.
Cell: 9177396593, 9246524187

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ اشاعت دوم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد رسول الله ﷺ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مجھ عاصی کو پنج گنج مولفہ حضرت سیدنا فاضل بیابانی قدس سرہ اردو ترجمہ جدی حضرت سید خواجہ احمد اللہ حسینی علیہ الرحمہ کے دوسرے ایڈیشن کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں سپاس گزار ہوں حضرت مولانا سید شاہ غلام افضل بیابانی خسرو پاشاہ مدظلہ عالی سجادہ نشین بارگاہ سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ قاضی پیٹھ و چیرمن مسلم اوقاف بورڈ آندھرا پردیش کہ جن کی سرپرستی و پشت پناہی نے مجھے بڑی ہمت دلائی اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ کتاب اغلاط سے پاک ہو۔ اگر پھر بھی کتاب میں سہویا طباعت میں کوئی غلطی ہو تو قارئین ہماری مجبوری کا احساس کرتے ہوئے ہمیں معاف فرمادیں و نیز اس کی نشان دہی کریں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں درست کر لیا جاسکے۔

اس کتاب کی طباعت میں دام درمے سخنے تعاون کرنے والے تمام احباب کا عموماً اور میرے عم محترم الحاج سید خواجہ نور اللہ حسینی صاحب قبلہ کا خصوصاً شکر گزار

ہوں جنہوں نے مجھے اس کام کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ محترمی و معظمی ڈاکٹر حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے بیرون پاکستان کتابت فرماتے ہوئے کتاب کی تزئین و خوبصورتی میں اضافہ فرمایا اسی طرح محترم و معظم سید سعید قادری صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتابت کے دشوار گزار کام کو اپنی اعلیٰ صلاحیت سے بروقت مکمل کیا جس کی بدولت آج طباعت کے مرحلہ سے گذر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایک جانب وہ اس بیش بہا خزانہ سے ہم کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسری جانب اس کے ذریعہ ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین طہ و یس و علی الہ و صحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین۔

طالب دعا
حافظ سید خواجہ عبداللہ حسینی ابن حضرت سید خواجہ خلیل اللہ حسینی مدظلہ
۲۴ صفر ۱۴۳۳ھ م
بمقام مغل پورہ۔ حیدر آباد

فہرست مضامین پنج گنج

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
31	برکات بخشش تمام	۲۱	i اشاعت دوم پیش لفظ
32	برکات پوشیدہ لباس	۲۲	ix از مترجم پیش لفظ
32	فوائد حمایت مظلوم	۲۳	2 باب اول در حقیقت دنیا
33	مراتب مبلغین	۲۴	2 فصل اول در کیفیت اولیاء
33	ہدیہ ملک الموت	۲۵	5 فصل دوم در کیفیت دنیا
33	تحفظ طہارت	۲۶	8 فصل سوم احوال طالب دنیا
35	ہدیہ قبر	۲۷	9 فصل چہارم ہدایت بر اہل دنیا
35	ہدیہ منکیر و نکیر	۲۸	11 فصل پنجم در بیان عوامل
36	تواضع مع الخلق	۲۹	13 باب دوم در معاملہ عافیت و نتائج
36	صدق القول	۳۰	13 فصل اول فضائل تعوذ
37	ہدیہ میزان	۳۱	16 فصل دوم فضائل تسمیہ
38	ہدیہ النبی ﷺ	۳۲	19 فصل سوم در بیان ایمان و نماز
39	ہدیہ الروح	۳۳	19 فضائل ایمان
41	ہدیہ الرب	۳۴	19 فضائل نماز
41	فضائل کلمہ شریف	۳۵	20 فصل چہارم در بیان حشر
42	ادائی حقوق	۳۶	24 فصل پنجم در بیان آثار قیامت
42	حقوق مادر و پدر	۳۷	24 آثار قیامت
43	حقوق شوہر و زن	۳۸	26 فضائل استغفار
44	حقوق استاد و شاگرد	۳۹	28 فضائل توبہ
44	حقوق ہم سایہ	۴۰	29 فضائل درود شریف

۶۵	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	۴۱	باب سوم فضائل اہل بیت و سادات
۶۶	ام المؤمنین حضرت زینبؓ	۴۲	امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ
۶۷	ام المؤمنین حضرت سودہؓ	۴۳	امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ
۶۷	ام المؤمنین حضرت صفیہؓ	۴۴	امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ
۶۷	ام المؤمنین حضرت حفصہؓ	۴۵	فصل اول فضائل اہل بیت
۶۷	ام المؤمنین حضرت میمونہؓ	۴۶	ذکر مبارک آنحضرت ﷺ
۶۷	ام المؤمنین حضرت ام سلمیٰؓ	۴۷	امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰؓ
۶۸	فصل دوم چارہ معصوم	۴۸	ذکر حضرت سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہؓ
۷۰	فصل سوم فضائل سادات	۴۹	دوازده امام
۷۲	فصل چہارم کیفیات سادات	۵۰	حضرت سیدنا امام حسنؓ
۷۳	فصل پنجم آداب سادات	۵۱	حضرت سیدنا امام حسینؓ
۷۵	باب چہارم	۵۲	حضرت سیدنا زین العابدینؓ
۷۵	فصل اول ذکراولیاء	۵۳	حضرت سیدنا امام باقرؓ
۷۵	ذکر حضرت اویس قرنیؓ	۵۴	حضرت سیدنا امام جعفرؓ
۷۸	ذکر حضرت خواجہ حسن بصریؓ	۵۵	حضرت سیدنا موسیٰ کاظمؓ
۷۹	ذکر حضرت مالک دیناؓ	۵۶	حضرت سیدنا امام موسیٰ رضاؓ
۷۹	ذکر حضرت خواجہ حبیب عجمیؓ	۵۷	حضرت سیدنا امام محمد تقیؓ
۸۰	ذکر حضرت رابعہ بصریؓ	۵۸	حضرت سیدنا امام تقیؓ
۸۲	ذکر حضرت ابراہیم بن ادہمؓ	۵۹	حضرت سیدنا ابوالحسن عسکریؓ
۸۳	ذکر حضرت بایزید بسطامیؓ	۶۰	حضرت سیدنا حسن عسکری ثانیؓ
۸۵	ذکر حضرت عبداللہ مبارکؓ	۶۱	حضرت سیدنا مہدیؓ
۸۶	ذکر حضرت خواجہ سفیانؓ	۶۲	حضرت سیدنا مہدی صاحب قرآنؓ
۸۸	ذکر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؓ	۶۳	ازواج مطہرات
۹۰	ذکر حضرت امام شافعیؓ	۶۴	ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

117	ذکر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	۱۱۲	91	ذکر حضرت امام مالکؒ	۸۹
118	ذکر حضرت حمید الدین ناگوریؒ	۱۱۳	92	ذکر حضرت امام احمد حنبلؒ	۹۰
118	ذکر حضرت مخدوم جہانیاںؒ	۱۱۴	93	ذکر حضرت داؤد طائیؒ	۹۱
119	ذکر حضرت حافظ شیرازیؒ	۱۱۵	94	ذکر حضرت امام ابو یوسفؒ	۹۲
119	ذکر حضرت برہان الدین سراجؒ	۱۱۶	94	ذکر حضرت امام محمدؒ	۹۳
120	ذکر حضرت سراج الدین شاہ عالمؒ	۱۱۷	94	ذکر حضرت خواجہ معروف کرخیؒ	۹۴
120	ذکر حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	۱۱۸	96	ذکر حضرت خواجہ سری سقطیؒ	۹۵
121	ذکر حضرت حسام الدین حلبيؒ	۱۱۹	98	ذکر حضرت ذوالنون مصریؒ	۹۶
121	ذکر حضرت عبدالرحمن جامیؒ	۱۲۰	99	ذکر حضرت منصور حلاجؒ	۹۷
122	ذکر حضرت شاہ بدیع الدین مدارؒ	۱۲۱	99	ذکر حضرت شیخ احمد جامؒ	۹۸
122	فصل دوم	۱۲۲	100	ذکر حضرت احمد خضریہؒ	۹۹
122	در ذکر اولیاء ہند	۱۲۳	100	ذکر حضرت نظام الدین گنجویؒ	۱۰۰
122	ذکر حضرت خواجہ عبدالحق دہلویؒ	۱۲۴	100	ذکر حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ	۱۰۱
123	ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	۱۲۵	101	ذکر حضرت شیخ نجم الدین کبریاؒ	۱۰۲
126	ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	۱۲۶	102	ذکر حضرت شمس الدین تبریزیؒ	۱۰۳
128	ذکر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ	۱۲۷	102	ذکر حضرت عبداللہ بلیانیؒ	۱۰۴
131	ذکر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ	۱۲۸	103	ذکر سلطان الاولیاء پیران پیر حضرت غوث اعظم دہلیؒ	۱۰۵
	محبوب الہی				
136	ذکر حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ	۱۲۹	113	سلطان العارفین حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ	۱۰۶
138	ذکر حضرت منتخب الدین۔۔۔	۱۳۰	115	ذکر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ	۱۰۷
138	ذکر حضرت برہان الدین غریبؒ	۱۳۱	116	ذکر حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ	۱۰۸
139	ذکر حضرت زین الحقؒ	۱۳۲	116	ذکر حضرت شیخ بہاء الدین ذکریاؒ	۱۰۹
140	ذکر حضرت امیر خسروؒ	۱۳۳	117	ذکر حضرت شیخ فخر الدین عراقیؒ	۱۱۰
142	ذکر حضرت خواجہ بندہ نوازؒ	۱۳۴	117	ذکر حضرت امیر حسین ساداتؒ	۱۱۱

۱۵۹	ذکرشاه غلام حسین صاحب مرحوم 167	۱۴۳	ذکر حضرت بابا کوچک
۱۶۰	ذکر سید شاہ فخر الدین صاحب مرحوم 168	۱۴۴	ذکر حضرت شاہ محمد ملتانی
۱۶۱	ذکر سید شاہ فضل صاحب مرحوم 168	۱۴۵	ذکر حضرت مخدوم سید سعید الدین رفاعی
۱۶۲	ذکر سید شاہ منجلی صاحب مرحوم 169	۱۴۵	ذکر حضرت مخدوم سید شاہ علی
۱۶۳	ذکر حاجی حسام الدین صاحب مرحوم 169	۱۴۶	ذکر حضرت مخدوم سید ضیاء الحق والدین
۱۶۴	ذکر میاں محمد خضر صاحب مرحوم 169	۱۴۶	ذکر حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانی
۱۶۵	ذکر شاہ واجد صاحب مرحوم 170	۱۴۷	ذکر حضرت سید شاہ محمد امین بیابانی
۱۶۶	ذکر شاہ حسین الکبیر صاحب مرحوم 171	۱۴۸	ذکر حضرت سید شاہ محمد احمد بیابانی
۱۶۷	ذکر حضرت سید ابراہیم صاحب مرحوم 173	۱۴۹	ذکر حضرت سید شاہ فضل اولی بیابانی
۱۶۸	ذکر حضرت سید شاہ عبدالستار قندھاری 173	۱۵۰	ذکر حضرت سید شاہ فاضل بیابانی مصنف ثانی
۱۶۹	فصل چہارم 174	۱۵۱	ذکر حضرت سید شاہ سلیم بیابانی
۱۷۰	ذکر مشائخاں بلدہ حیدر آباد 174	۱۵۲	ذکر حضرت سید شاہ جمال البحر عشق ربانی
۱۷۱	ذکر سید شاہ قادری 174	۱۵۳	ذکر حضرت میراں سید حسین بغدادی
۱۷۲	ذکر سید درویش محی الدین قادری مرحوم 174	۱۵۴	ذکر حضرت سید شاہ امین الدین اعلیٰ
۱۷۳	ذکر شاہ فتح صاحب 175	۱۵۵	ذکر حضرت جان اللہ شاہ صاحب
۱۷۴	ذکر حافظ ابراہیم صاحب مرحوم 175	۱۵۶	ذکر حضرت شاہ برہان الدین رازا الہی
۱۷۵	ذکر سید معین الدین صاحب قادری مرحوم 175	۱۵۷	فصل سوم 162
۱۷۶	ذکر عبد الوہاب صاحب مرحوم 176	۱۵۸	در بیان اولیاء دکن 162
۱۷۷	ذکر شاہ ابو الحسن صاحب مرحوم 176	۱۵۹	ذکر حضرت شیخ احمد شطاری 162
۱۷۸	ذکر حضرت سید قطب عالم بخاری 177	۱۶۰	ذکر حضرت شاہ مجد الدین مرحوم 164
۱۷۹	ذکر سید سلیمان مرحوم 178	۱۶۱	ذکر حضرت شاہ عبدالشکور مرحوم 164
۱۸۰	ذکر سید شاہ ظہور اللہ صاحب مرحوم 178	۱۶۲	ذکر حضرت شاہ عنایت اللہ ثالث پوش 165
۱۸۱	ذکر شاہ نور اللہ صاحب مرحوم 179	۱۶۳	ذکر حضرت نظام الدین چشتی مرحوم 166
۱۸۲	ذکر شاہ رضا صاحب مرحوم 179	۱۶۴	ذکر شاہ عطا اللہ صاحب مرحوم 167

194	فصل دوم وحدۃ الوجود	۲۰۶	۱۸۰	ذکر شاہ عسکر اللہ صاحب مرحوم	۱۸۳
195	فصل سوم در ذکر و اشغال	۲۰۷	181	ذکر شاہ عبد النبی صاحب مرحوم	۱۸۴
195	شغل سہ پایہ	۲۰۸	182	ذکر شاہ عطا اللہ صاحب مرحوم	۱۸۵
196	مراعات ذکر	۲۰۹	182	ذکر کلیم اللہ صاحب مرحوم	۱۸۶
196	طریقہ ذکر	۲۱۰	183	ذکر باد شاہ صاحب مرحوم	۱۸۷
197	ذکر پاس انفاس	۲۱۱	183	ذکر پیر باد شاہ صاحب مرحوم	۱۸۸
197	ذکر مسبغات عشر	۲۱۲	184	ذکر شاہ خواجہ صاحب مرحوم	۱۸۹
200	فصل چہارم	۲۱۳	185	ذکر شاہ تمیم صاحب مرحوم	۱۹۰
200	در ذکر صلوٰۃ	۲۱۴	186	فصل پنجم	۱۹۱
200	صلوٰۃ عاشورہ	۲۱۵	186	در ذکر مجذوبان	۱۹۲
201	دعاء عاشورہ	۲۱۶	186	ذکر شاہ خیف صاحب	۱۹۳
202	دعا آخری چہارشنبہ	۲۱۷	186	ذکر شاہ ہول صاحب	۱۹۴
202	نماز رجب لیلة الرغایب	۲۱۸	187	ذکر شاہ کڑک عرف میاں صاحب	۱۹۵
202	نماز شب معراج	۲۱۹	188	ذکر شاہ محمد شاہ صاحب	۱۹۶
203	نماز شب برأت	۲۲۰	188	ذکر مجذوب صاحب	۱۹۷
203	نماز لیلة القدر	۲۲۱	189	ذکر شاہ کامل دادا صاحب	۱۹۸
203	نماز شوال المکرم بروز عید الفطر	۲۲۲	190	ذکر شاہ امان اللہ صاحب	۱۹۹
203	نماز ذی الحجہ	۲۲۳	190	ذکر سید محمود صاحب	۲۰۰
204	نماز ہول	۲۲۴	190	وقفہ ذکر سید محمود صاحب	۲۰۱
204	نماز استخارہ	۲۲۵	191	ذکر شاہ بوریہ صاحب مرحوم	۲۰۲
205	نماز تہجد	۲۲۶	192	باب پنجم	۲۰۳
206	نماز قلائل	۲۲۷	192	در بیان توحید و ذکر و اشغال و وظائف	۲۰۴
206	نماز چاشت	۲۲۸	192	فصل اول	۲۰۵

210	فصل پنجم	۲۳۲	208	نماز غوثیہ	۲۲۹
210	مختلف کیفیات و لطائف	۲۳۵	208	ختم غوثیہ	۲۳۰
	مختلف واقعات	۲۳۶	208	ختم خواجگان	۲۳۱
	مختلف کیفیات	۲۳۷	209	نماز کفارہ عمری	۲۳۲
	لطائف	۲۳۸	209	دعاء رجعت	۲۳۳

پیش لفظ

الحمد للہ حمداً کثیراً۔ اما بعد اس ناچیز کو جو بے پناہ عقیدت و وابستگی بارگاہ حضرت اقدس سید شاہ افضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور جن کے اکرام و فیوض سے میری زندگی کا کوئی لمحہ خالی نہیں مولیٰ تعالیٰ نے مجھ ضعیف و ناتواں اور علمی بے مائیگی کے باوجود حضرت اقدس سید شاہ فاضل بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف گرامی جو بنام پنج گنج بہ زبان فارسی جس کو حضرت قدس سرہ نے ۱۱۹۰ھ میں ترتیب دیا تھا ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ میری بصارت اس قابل نہیں تھی کہ اس کتاب کو پڑھوں اور ترجمہ کروں۔ اس لئے میں نے اپنے فرزند سید خواجہ خلیل اللہ حسینی پرنسپال گورنمنٹ جوئیر کالج کی خدمات سے استفادہ کیا۔ وہ پڑھتے جاتے اور میں ترجمہ لکھواتا جاتا۔ ایک زبان کے مفہوم و مطالب کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کس درجے مشکل ہے اس کا اندازہ تو صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اس دشوار گزار گھاٹی سے گزرنا پڑا ہے۔ یہ دشواری اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جبکہ بصارت جواب دے چکی ہو اور پڑھنے والے فارسی زبان کے نشیب و فراز سے ناواقف ہوں۔ بزبان فارسی جو پنج گنج جس سے ترجمہ کرنے کی سعادت ملی کاتب کی غلطیوں سے معرئی نہیں۔ اس ترجمہ میں بساط بھر کوشش کی گئی ہے کہ مطالب میں کوئی فرق نہ آئے فرزند سید خواجہ خلیل

اللہ حسینی نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود شب و روز اپنے اوقات کو اس ترجمے کے لئے وقف کیا۔ میری پروردگار عالم سے یہ دعا ہے کہ انہیں دین و دنیا کی دولت سرمدی سے سرفراز فرمائے۔ ان کے شوق کو دو آتشہ بنانے میں حضرت مولانا سید شاہ غلام سرور بیابانی صاحب قبلہ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ اور ان کے برادر عالی جناب سید شاہ عبدالقادر بیابانی صدیق پادشاہ صاحب کو فراموش نہیں کیا جاسکتا جو نہ صرف اہل اللہ سے ہیں بلکہ اہل علم کی سرپرستی سے کبھی اپنے کو خالی نہیں رکھتے۔ چنانچہ مجلہ بیابانیہ کی اشاعت اور اس ترجمہ کی اشاعت کا سہرا صاحبان موصوف ہی کے سر ہے۔

قارئین کرام اور اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کی غلطیاں اور فروگزاشتیں بوقت مطالعہ علم میں آئیں تو تحریری طور پر مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں ان کی تلافی کی جاسکے۔ خدائے ذوالجلال اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس حقیر بندے کے لئے کفارہ سینات اور ذریعہ نجات اور توشہ آخرت بنائے۔

خاکپائے شاہ افضل بیابانی
 و خلیفہ شاہ عبدالکریم بیابانی
 سید خواجہ احمد اللہ حسینی بی اے

یکم جنوری ۱۹۹۱ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله
محمد شفيع المذنبين واله الطيبين

واصحابه اجمعين ونعم الانصارين ونعم المهاجرين
اما بعد یہ فقیر حقیر سراپا تقصیر خاک پائے عرفائے کامل جس کا نام سید محمد فاضل ولد سید امین
ولد سید فاضل احسنی البیابانی الرفاعی ہے غیبی امداد سے و نیز بلاشبہ استخارہ کر کے اس رسالے
کے جمع کرنے میں کمر باندھی اور اس کا نام پنج گنج رکھا۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں پانچ فصل ہیں، مکمل کیا۔ ارباب اہل
نظر سے التماس ہے کہ اگر کوئی سہو یا غلطی معلوم ہو تو ازراہ کرم و عفو پوشیدہ رکھیں اور بجائے
تنبیہ کے نظر انداز کر دیں.....

دیدہ انصاف چوینا بود در شود گر چه کہ اوینا بود
جب انصاف کی آنکھ روشن ہو تو شیشہ بھی موتی ہو جاتا ہے
من خجلم از عمل خام خویش توبہ ملامت نہ کنم سرزنش
میں اپنے نام تمام کام پر شرمندہ ہوں تو مجھے ملامت کر کے شرمندہ نہ کر
در روش زمرہ آزادگان نیست رواطعہ بر افتادگان
دانش مندوں کا طریقہ، گرے ہوؤں پر اعتراض کرنا نہیں ہوتا
چشم منیر بود از عیب پاک بے نیر از عیب کند زوچہ پاک
روشن آنکھ عیب سے پاک ہوتی ہے اور عیب سے پاک کر دیتی ہے

یہ کتاب، معتبر کتابوں سے جیسے کشف المحجوب، نفحات لانس، عمدۃ الواعظین، طبرانی سیرت النبی، تذکرۃ الاولیاء، مناقب السادات و مطلوب الطالبین کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے۔ تا سعادۃ مند لوگوں کی نظر میں یہ مقبول ہو۔

۱. باب اول : دنیا کی حقیقت کے بارے میں
۲. باب دوم : عافیت کے معاملات اور اس کے نتائج کے بارے میں
۳. باب سوم : اہل بیت کی تعریف اور سادات کے فضائل کے بارے میں
۴. باب چہارم : اولیاء اللہ کے حالات، مشائخین کے اقوال اور ان کے کرامات کے بارے میں
۵. باب پنجم : توحید کے بارے میں

باب اول

در حقیقت دنیا:-

دنیا کی حقیقت کے بارے میں

فصل اول

کیفیت اول کے بارے میں

انسان کی تقسیم تین گروہ ہوں میں کی جاتی ہے۔

۱. وہ لوگ جو مخلوق کو دیکھتے ہیں مگر مخلوق ان کو نہیں دیکھتی۔ وہ اہل العجاب میں ہیں

۲. وہ لوگ جو خلق کو دیکھتے ہیں اور خلق سمجھتے ہیں وہ صاحب الفہما کہلاتے ہیں

۳. وہ لوگ جو خالق و مخلوق کے جامع ہیں وہ صاحب بقاء کہلاتے ہیں

فرق چہ بود غیر از گاشتن جمع غیرش را عدم پنداشتن

فرق کے معنی یہ ہے کہ اصل کو غیر سمجھنا اور جمع کے معنی یہ ہیں کہ اس کے غیر کو غیر موجود سمجھنا

صاحب تخلیق اہل فرق داں کوندید از حق دریں عالم تمام
 اہل فرق کو قابل تخلیق جان کیوں کہ وہ اس عالم کے نشان میں حق کو نہیں دیکھا ہے
 ہرچہ گوید نیست کلی ہیچ غیر رالیقین اوست مسجد عین دیر
 ہر ایک کہتا ہے کہ غیر کوئی نہیں ہے اور اس کا یہ یقین بھی ہے کہ مسجد دیر کی اصل ہے
 صاحب جمع است پیش او نیست فرق جان او در بحر وحدت اشتہ غرق
 'صاحب جمع' کے پاس کوئی فرق نہیں ہے اس کی جان وحدت کے سمندر میں غرق ہو چکی ہے
 جمع، جمع است آنکہ حق بیند عیاں در مراپاے ہمہ فاش و نہاں
 جمع، جمع ہے اس لیے کہ حق کو دیکھتا ہے ورنہ وہ پوشیدہ کو ظاہر ہی دیکھتا
 صاحب اس مرتبہ کامل بود ز اں کہ ایں آں ہر را شامل بود
 اس مرتبہ والا شخص کامل ہوتا ہے اس لیے کہ یہ اس کے ہر دو (جہتوں) میں شامل ہے
 الدنيا زور بیہا لہا الا بالزور (دنیا دھوکا ہے اور اس کے ساتھی (اہل) دھوکے کے سوا کچھ نہیں)
 جملہ مشائخین اپنے ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں اور باطن میں اپنے کو فریادرس دنیا اور اس کے
 مرتبہ کو حاصل کرتے ہوئے اپنے نفس کی خواہش کے لیے مصروف رہتے اور خود کو چھپاتے ہیں
 بہ زیر دلق ملمع کند ہا دارند دراز دستی ایں کوتہ آستینان ہیں
 اپنی گودڑی کے اندر ملمع کر کے رکھتے ہیں یہ چھوٹے مقام والے اپنے ہاتھ بلند دکھاتے ہیں
 دلق بچہ آید و تسبیح و مرقع خود را ز عمل ہائے نکو ہیدہ بری داری
 یہ تسبیح دلق و رنگ روپ ان کے کیا کام آئے گا جبکہ وہ نیک عمل سے بری ہیں
 چنانچہ عبد اللہ بلیانی اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ درویشی نہ نماز روزہ ہے نہ شب بیداری
 ہے کیونکہ یہ سب بندگی کے اسباب ہیں۔ درویشی نہ رنج اٹھانا ہے اور نہ کسی کہ دل کو دکھانا ہے۔
 اگر یہ بات حاصل ہو جائے تو تم واصل ہو گئے۔ (یعنی اللہ سے مل گئے) فہم من فہم سمجھو
 سمجھو۔

کہ میرے طریقت میں رنجیدہ (غم گین) ہونا کفر ہے یعنی ایک قوم وہ ہے جو اپنے باطن کو

بصیرت سے آراستہ کرتی ہے اور اپنے ظاہر کو ملامت (مطعون) بناتی ہے
 نیک باشی و بدت داند خلق بہ کہ بد باشی و نیکت خوانند
 تو نیک ہو اور لوگ برا سمجھیں اور یہ کہ تو برا ہو اور لوگ نیک سمجھیں یہ ٹھیک نہیں؛ ایسوں کو ملامتی کہتے ہیں
 قومے بہ جد و جہد نہادند وصل دوست قومہ دیگر حوالہ بہ تقدیری کنند
 ایک قوم وہ ہے جو دوست کی قربت حاصل کرتی ہے اور ایک وہ جماعت بھی ہے جو تقدیر پر
 بھروسہ کرتی ہے

پس اگر دست بکار و دل بیار شد در ہر جا در یار بہتر و معتبر است
 پس کسی کے ہاتھ کام میں لگے رہیں اور دل دوست کی طرف لگا رہے تو وہ ہر مقام اور ملک
 میں معتبر قابل اعتبار اور اچھا رہے گا

زاندروں شو آشنا و زیروں بیگانہ باش ایں چینیں زیاروش کمتر بود اندر جہاں
 اپنے دل کے اندر آشنائی رکھو اور ظاہر میں بیگانہ بنے رہو، ایسا زیاروش کا طریقہ رکھنے والے دنیا میں
 بہت کم ہوتے ہیں

ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے کہ ان کا ظاہر اور باطن یکساں، ان کا قول و فعل یکساں
 ہے اور وہ ہدایت کی مسند پر بیٹھی ہوئی ہے وہ ایک عالم کو اپنا فیض پہنچاتی ہے پس وہ بہتر ہے
 کہ انبیاء کی اتباع میں ہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہے اور مخلوق کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتی
 ہے اے اللہ تو ہمیں اپنی محبت عطا فرما اور انکی محبت عطا فرما جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اللہ ہم
 کو اور تم کو فائدہ پہنچائے ...

فصل دوم

(دنیا کی کیفیت کے بارے میں)

اے عزیز! ظاہری طور پر انسان مختار ہے اور حقیقت میں مجبور ہے انسان کامل باوجود اس بزرگی اور کمال کے اسکی ہر مراد پوری نہیں ہوتی اور بغیر مراد کے بھی اپنی زندگی بسر کرتا ہے، اگرچہ علم و اخلاق کے لحاظ سے وہ کامل ہے لیکن قدرت کے لحاظ سے ناقص مراد یعنی اس کی تمام خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔۔

انبیاء در کار دنیا جبری اند کافراں در کار عقبی جبری اند

انبیاء دنیا کے کاروبار میں مجبور اور کافر آخرت کے کاموں میں مجبور ہیں

حب الدنيا راس كل خطية وترك الدنيا راس كل عبادة وهم الدنيا

سجن المومنین وجنته الکافرين

دنیا کی محبت جملہ گناہوں کی پونجی ہے اور دنیا کا ترک کرنا آخرت کی پونجی ہے۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے۔

چیت دنیا از خدا غافل بودن نئے قماش و نقرہ فرزند وزن

خدا سے غافل ہونا دنیا ہے نہ کہ سونا، چاندی اولاد دنیا ہے۔ اور بعض قلندروں نے ارشاد فرمایا ہے

ہرچہ باتو ز بیاید زیر خاک آں ہمہ دنیا بودن دین پاک

ہر چیز جو تیرے ساتھ مٹی میں ملتی ہے وہ دنیا تھی دین بن گئی۔

افسوس ہے اس ہے گھڑی پر جو فانی لذتوں کی خواہشات سے اس کو اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہے اور خاک پڑے اس عقل پر کہ جس پر اولاد منصب اور جاہ کی خواہش کا جادو چڑھ گیا اور افسوس ہے زندگی کی اس پونجی پر جو بازار دنیا میں تلف ہو جاتی ہے افسوس ہے اس جوانی کی قوت پر جو اپنے بازو کی قوت کو ضائع کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ آدمی جو دولت دنیا کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ اور اس بیوقوف کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جو اپنے دل میں دنیا کی محبت کا

فصل دوم

(دنیا کی کیفیت کے بارے میں)

اے عزیز! ظاہری طور پر انسان مختار ہے اور حقیقت میں مجبور ہے انسان کامل باوجود اس بزرگی اور کمال کے اسکی ہر مراد پوری نہیں ہوتی اور بغیر مراد کے بھی اپنی زندگی بسر کرتا ہے، اگرچہ علم و اخلاق کے لحاظ سے وہ کامل ہے لیکن قدرت کے لحاظ سے ناقص مراد یعنی اس کی تمام خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔۔

انبیاء در کار دنیا جبری اند کافراں در کار عقبی جبری اند

انبیاء دنیا کے کاروبار میں مجبور اور کافر آخرت کے کاموں میں مجبور ہیں

حب الدنيا راس كل خطية وترك الدنيا راس كل عبادة وهم الدنيا

سجن المومنین وجنته الکافرين

دنیا کی محبت جملہ گناہوں کی پونجی ہے اور دنیا کا ترک کرنا آخرت کی پونجی ہے۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے۔

چیت دنیا از خدا غافل بودن نئے قماش و نقرہ فرزند وزن

خدا سے غافل ہونا دنیا ہے نہ کہ سونا، چاندی اولاد دنیا ہے۔ اور بعض قلندروں نے ارشاد فرمایا ہے

ہرچہ باتو ز بیاید زیر خاک آں ہمہ دنیا بودن دین پاک

ہر چیز جو تیرے ساتھ مٹی میں ملتی ہے وہ دنیا تھی دین بن گئی۔

افسوس ہے اس ہے گھڑی پر جو فانی لذتوں کی خواہشات سے اس کو اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہے اور خاک پڑے اس عقل پر کہ جس پر اولاد منصب اور جاہ کی خواہش کا جادو چڑھ گیا اور افسوس ہے زندگی کی اس پونجی پر جو بازار دنیا میں تلف ہو جاتی ہے افسوس ہے اس جوانی کی قوت پر جو اپنے بازو کی قوت کو ضائع کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ آدمی جو دولت دنیا کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ اور اس بیوقوف کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جو اپنے دل میں دنیا کی محبت کا

بیچ بوتا ہے۔ وہ سالک بھٹکا ہوا ہے جو اپنی طلب کی راہ میں اپنے قدموں سے کوشش کرتا ہے اور وہ درد مند بیچارہ ہے جو اپنے گھر کے شربت سے درد کا علاج تلاش کرتا ہے۔ یہ بڑھیا جو بہت سے شوہروں کی قاتل ہے، بہت سارے جگر کھا چکی ہے اور خاک و خون میں ملا دی ہے دین کی غدار بہت آوارہ اور بہت سے لوگوں کو منتر و جادو سے برباد کر چکی ہے اس کی طویل امیدیں و خواہشات بغیر فتنہ کے بار آور نہیں ہوتیں اور اس کے مال و ملک کی محبت چھپانے کے قابل ہے چونکہ دشمن کی خبر نتیجہ خیز نہیں ہوتی اور اس کا اندیشہ و خوف دل میں ایک ایسا سمندر ہے جو بلا خیز موجیں اٹھاتا ہے پس اے درویش بے نوا و بادشاہ اقلیم فقر و فنا اپنی بے قدری جان اور لذتوں کے شہد کو فقیری کی آسائش و چین کے لیے صبر، غور و فکر کی انگلیوں کے پور سے اپنی جان کی خواہش کو چکھاسر داروں کے کاموں کے نتائج پر غور کر نعمت عظمیٰ کو شکر گزاری کے ساتھ محفوظ رکھ اور دور روزہ دولت کے لبوں کو جو ہنسی اور قہقہوں سے پر ہیں تو خواہش سے دیکھتا ہے۔

اپنے حالات کی تنگی کو دیکھ اور رنجیدہ نہ ہو اور حسرت و انانیت کے ناخنوں کے بزرگی کو خراب نہ کر، پس اے دنیا کے مال کے حریص افسوس اے فنا کے زنجیروں کے قیدی افسوس اے جاہل ہوش مند افسوس اے بیوی بچوں کا بار اٹھانے والے افسوس اے حسن عمل سے خالی ہاتھ والے افسوس بیابانی بوجھ کو اٹھانے والے خواہشات کی کثرت رکھنے والے گذشتہ اموال کے جمع کرنے والوں کو دیکھ کر پریشان مت ہو اور بے تابی کے بوتہ میں وقت کے لعل کو آگ میں مت ڈال یعنی بے صبری مت کر جبکہ تو جانتا ہے کہ اللہ غنی ہے اور سب محتاج ہیں اور اس کو رازق سمجھا اور مطلق جانا پس اللہ کے حکم افوض امری الی اللہ (میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں) کے مطابق تو اپنے اختیار کو اس کے حوالے کیوں نہیں کرتا۔

اختیارے نیست مار اور تو میگوری کہ هست من بدست دوست دام اختیار خویش را

ہم خدا خواہی و ہم دنیا ویدوں ایں خیال است و محال است و جنوں

{ جبکہ ہم کو اختیار نہیں ہے تو تو یہ کیوں کہتا ہے کہ ہم کو اختیار ہے جبکہ میں نے اختیارات کو اپنے دوست کے ہاتھ میں دے دیا ہے جب خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی چاہتا

ہے تو تیرا ایسا خیال غلط ہے اور یہ ناممکن ہے { یہ بہت کم ہوتا ہے یعنی کبھی کبھی ہوتا ہے کہ انسان کامل قدرت والا بھی ہو جاتا ہے۔

کاملے گر خاک گیر دزر شود ناقص از زر گیر دخترا شود
کامل اگر مٹی کو چھو لے تو سونا ہو جاتی ہے اور ناقص سونا ہی کیوں نہ پکڑ لے تو وہ مٹی ہو جاتی ہے۔
صاحب دل را ندارد آں زیاں برخوردار دوزہر قاتل را عیاں
صاحب دل کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی یہاں تک کہ جان لیوا زہر کو بھی وہ پی لیتے ہیں۔
لیکن یہ ظاہر ہے کہ انسان کو کس حد تک قدرت ہے۔ جب تو حقیقت پر نظر ڈالے گا تو معلوم ہوگا کہ انبیا اور اولیا کو بھی مجبوری پیش آتی ہے انھوں نے بہت ساری چیزوں کی خواہش کی لیکن وہ پوری نہیں ہوئیں پس معلوم ہو کہ کامل و ناقص بادشاہ و رعیت بس مجبور ہیں۔ فرمایا (سرکارے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم) 'مومن کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ وہ جیسا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے'

جہاں و کار جہاں جملہ ہیچ دریغ است ہزار بار من اس نکتہ کردم تحقیق
دنیا اور دنیا کے کار و بار سب بیکار ہیں میں نے بار بار اس نکتہ کی تحقیق کی ہے۔
جب تم نے یہ جان لیا کہ دنیا کو چھوڑنے سے بہتر کوئی چیز نہیں پس اس سے چھٹکارا پانا یعنی دولت و اقتدار سے علیحدہ ہونا چاہیے اور اس بعد سرداری اور بڑائی کو بھی چھوڑ دینا چاہیے اور ترک و تربیت و پرورش بھی ضروری ہے....

ستم کن آنچنانکہ ندانم بے خودی در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت
مجھے ایسا مت بنا کہ میں بے خودی میں یہ بھی نہ جانوں کہ میرے خیال میں کیا چیز آئی اور کیا چلی گئی آزادی اور بے فکری کو تمام چیزوں سے بلند تر دیکھا۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
اے جامی! جب تو عشق کا بندہ ہو گیا ہے تو اپنے نسب کو بھول جا کہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں کوئی فخر کی بات نہیں

کہ مریدوں کے گناہ ان کی گردن پر ہیں، پس جاننا چاہیے کہ دنیا کی ہر شان و شوکت پر دل نہ دے، شخص کہ ملک کے حالات ہمہ اقسام کی ہیں، وہ ایک حالت پہ قائم نہیں رہتے بلکہ (مثلاً تجمہ امثال) شکلیں بدلتے رہتے ہیں جیسے دریا کی موج معلوم ہے لیکن عقلمند آدمی دریا کی موج پر عمارت نہیں بناتا اور نہ وہاں مقیم ہوتا ہے۔

دولت دنیا کہ دونوں راز و فخر و فراست اولش آخرش بسترِ حاصلے درِ دسراست
دنیا کی دولت کمینوں کے لیے تکبر، شان و شوکت کا سبب ہے۔ اول و آخر ہر دو کا حاصل درِ دوسرا ہے۔

وہو مربی التوفیق و بیدہ ازمتہ التحقیق۔
وہی توفیق کا رب ہے اور اسی کے ہاتھ میں تحقیق کی ڈور ہے۔

فصل چہارم

(دنیا داروں کے لیے ہدایت)

اے عزیز! دنیا اور اس کے جاہ و مال پر دل نہ لگا، چونکہ اس خصوص میں حضرت مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رضینا قسمته الجبار فینا لنا علم وللجہال مال

ان المال یفنی عن قریب وان العلم باق لا یزال

ہم اللہ تعالیٰ کی اس عطا سے خوش راضی ہیں کہ ہمارے لیے علم دیا گیا اور جاہلوں کو مال عطا کیا۔ مال جلد زائل ہو نیوالا ہے اور علم لازوال اور باقی رہنے والا ہے۔

ایک روز ایک بادشاہ ایک درویش کے پاس گیا، کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ۔ درویش نے جواب دیا کہ اگر اللہ کے خزانے میں کمی دیکھوں گا تو اس زمانے میں بھی مخلوق سے طلب نہ کروں گا؛ ایک روز وہ ایک اور فقیر کے پاس گیا۔ فقیر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ بادشاہ اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا تو فقیر نے اپنے پیروں کو دراز کیا تو وزیر نے کہا

فصلِ سوّم

(در بیان طالبِ دنیا)

بہت سارے انسان خواہشات کو اپنالیتے ہیں، ہم کو بھی خواہشات کی آرزو ہے۔ اس موقع پر اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس رنگ میں ہوتے ہوئے دعوں شیخی و بزرگی کا کرتے ہیں اور مکر و فریب کے جال بچھائے رکھتے ہیں اور مال و دولت و اقتدار کو اپنا عزیز بنائے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں کو ان کی صحبت سے محفوظ رکھا ہے۔ مقلد اور محقق میں جو فرق ہے وہی ہمارا فرق ہے۔

اول سالک کو چاہئے کہ پہلے اکلِ حلال کا اتمام کرے اور سچ کہنے کی عادت ڈالے اور مرشد کو چاہئے کہ اپنے طالب کو ذکر و فکر کی تعلیم دے۔
صوفیاء تین چیزوں کا اعتبار کرتے ہیں۔

- (۱) اول جذبہ :- جذبہ حق کی طرف کشش کرتا ہے اور جذبہ حق کا فعل ہے کہ بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، بندہ کو دولت اور اقتدار کی محبت سے روگرداں کر دیتا ہے۔
- (۲) دویم سلوک :- سلوک سے مراد کوشش ہے جو بندہ کی طرف سے ہے اس کا نام ارادہ محبت اور عشق ہے۔

(۳) سویم عروج :- عروج اشارہ ہے (بخشش) عطا کا۔ حضرت شیخ الشیوخؒ عوارف میں لکھتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ بغیر امتحان کے اچانک کسی کا مرید نہ ہو، اگرچہ وہ ظاہر میں کتنا ہی پاک و صاف مقبول و صالح ہو۔

اے با ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نشاید داد دست
بہت سے شیاطین آدم کے بھیس میں ہیں اس لیے ہر کسی کے ہاتھ میں بیعت کے لیے ہاتھ نہ دینا چاہئے۔ پس وہ لوگ خواہش کے بندے بے اصل اور دکان دار ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا

”اے فقیر تو اس طرح کیوں کرتا ہے؟“

تو جواب دیا کہ

”میں اپنے ہاتھ کو لالچ کے لئے چھوٹا کر لیا ہوں“

مال کے دو درجے ہیں ایک وہ جو اللہ کے لئے صرف ہوتا ہے وہ نقصان نہیں پہنچاتا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں

مال را گزردین ہاشمی خمول نعم مال صالح خواندش رسول

مال کا فرکے لئے دین کی گمنامی کا سبب ہوگا۔ صالح کا مال رسول اکرم ﷺ بے بہتر کہا ہے۔ بعض مقامات پر مال سے ایمان نکل جاتا ہے۔ (اللہ کی پناہ) چنانچہ قارون و ثعلبہ۔ حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فاقہ کی تاب نہ لا کر میری بیوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر فاقہ کا احوال بیان کرو۔ چنانچہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا تو حضور پر نور ﷺ نے فقر و فاقہ کے فضائل بیان فرمائے تو میں واپس آ گیا۔ پھر دوسری مرتبہ میں نے اپنے فقر و فاقہ کی کیفیت بیان کی تو حضور اکرم ﷺ نے کچھ نہ فرمایا۔ پھر تیسرے دن خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تیسرے دن کا فاقہ ہے اور اب اس کی تاب نہیں ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک بکری خرید لو تمہارا فقر دور ہو جائے گا۔ اس شخص (ثعلبہ) نے ایک بکری خرید لی (کچھ ہی دنوں میں) اس سے ایک سو بکریاں ہو گئیں پھر سو سے کئی ہزار بکریاں ہوئیں نتیجتاً وہ مال دار ہو گیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس کو بکریوں کے زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید فرمائی تو ثعلبہ نے حیلہ حوالہ کیا، دوسری دفعہ پھر حضور اکرم ﷺ نے تاکید فرمائی، ثعلبہ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر طرح مجھے خوف ہے کہ اس کا ایمان زائل ہو جائے گا۔ آخر کار ثعلبہ کافر ہو گیا۔ اکثر جگہ اس کا قصہ مشہور ہے۔

اللهم عافنا من كل بلاء الدنيا و عذاب الاخرة نفعلنا الهدى و اياكم
اے اللہ ہم کو دنیا کی تمام بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اللہ ہم کو ہدایت کا نفع عطا فرمائے۔

فصل پنجم (عوالم کے بارے میں)

اے عزیز! یہ جاننا چاہیے کہ عالم ناسوت کو عالم شہادت و صور حسی (محسوس صورتیں) و صور خیالی (وہ صورتیں جو خال میں بنتی ہیں) بھی کہتے ہیں اور عالم ارواح ہر دو سے لطیف ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ ان سب سے لطیف ہے۔ واجب جو تنزل کند از حضرت ذات پنچ است تنزلات اور درجات غیب است و شہادت بوسط روح و مثال و آں خاص جمیعت ملک الحضرات جب واجب اپنی ذات سے تنزل کرتا ہے تو اسکے پانچ تنزلات اور درجے ہیں۔ غیب اور شہادت کے درمیان روح و مثال ہیں اور پانچواں فرشتوں کی جماعت (جمیعت ملک الحضرات) اور ملکوت جو پوشیدہ ملک ہے جو عالم ارواح میں داخل ہے کہ ان کا وجود پھیلا ہوا ہے کہ ان کی کوئی شکل نہیں جو شکل چاہتے ہیں اختیار کرتے ہیں۔ ایں فقیر و صفت ذوات تجدان نیست از اعتبار بطوں و لے برسم تعین صفت ذوات جدا است بقابذات میسر کجا تواند شد فنا خود پوشوی جملہ جلوہ گاہ خدا است بہ اعتبار بطون فقیر کے نزدیک صفت اور ذوات علیحدہ نہیں ہیں لیکن تعینات کا لحاظ کرتے ہوئے صفت ذوات سے جدا ہے۔ اپنی ذات کو بقا کہاں میسر آسکتی ہے۔ جب تو خود فنا ہو جاتا ہے تو سب کچھ خدا کی جلوہ گاہ ہو جاتی ہے۔ زمین سے لے کر عرش اعظم تک عالم ناسوت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرش یا قوت سرخ سے بنا ہوا ہے اس کے جانبیں کا فاصلہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے اور زمین کے پانی میں مثل گولے کے رکھا ہوا ہے اور اس کا نصف سے زیادہ حصہ غرق ہے اور

نصف سے کم باہر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے۔ اس کا ایک حصہ ویران ہے یعنی خالی ہے اس پر آبادی کا کوئی نشان نہیں ہے اور ایک حصہ ہے جس کو ربع مسکون کہتے ہیں جسکو معمورہ (آبادی والا) بھی کہتے ہیں۔ اس کی مسافت ۱۲۰ سال کی ہے۔ اس میں سے نو سال کی مسافت پر یا جوج ماجوج آباد ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند یافت کی اولاد سے ہیں بارہ سال کی مسافت پر حبشہ ہے اور آٹھ سالہ پر روم واقع ہے اور تین سال کی راہ پر عرب اور سات سالہ راہ پر جملہ مردم (انسان) اور دوسرے۔ چنانچہ اس کی تفصیل شرح بخاری کے باب میں خطیب احمد قسطلانی نے بیان کیا ہے۔ اسکی تفصیلات باب پنجم وحدت الوجود کے دفتر میں بیان کیئے جائیں گے۔



THE SYED FAZIL IBRAHIM

باب دوم عافیت اور اس کے نتائج کے بارے میں

فصل اوّل

(در بیان تعوذ)

فرمایا سرور کائنات ﷺ نے کہ جب مومن 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' کہتا ہے تو شیطان اس سے ایسا بھاگتا ہے جیسے بھیڑیے سے بکری اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب مومن 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' کہتا ہے تو شیطان کے چہرہ پر بغیر کمان کے تیر مارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ والدین امنو (دوست ہے وہ جو ایمان لائے) اگر کافر سو بار بھی 'اعوذ باللہ' کہتا ہے تو شیطان اس سے دور نہیں ہوتا لیکن جب مومن ایک بار 'اعوذ باللہ' کہتا ہے تو شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔

فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ جب کوئی مومن ایک بار 'اعوذ باللہ' پڑھتا ہے تو شیطان اس سے علحدہ ہو جاتا ہے۔ پس کسی کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ مومن کون ہے؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن وہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر اور اس میں کوئی شک نہیں کیا اور اپنی جان و مال سے جہاد کیا اللہ کی راہ میں چونکہ ایمان لانے کے بعد دشمنوں سے جہاد بھی کرنا فرض ہے کہ بظاہر کافروں سے جہاد اپنے دین اور طریقہ کی خاطر ہے اور باطنی جہاد شیطان اور نفس کے ساتھ ہے۔

مار بہتات نفس شمار است آل بتاں چوں مار وایں بت اثر دھا است
نفس شیطان زد کریمہ راہ من رحمت بادا شفاعت خواہ من

ہم سانپوں کی کثرت میں ہیں اور نفس ہمارا اڑدھا ہے۔ نفس و شیطان ہمارے ذکر کی راہ میں رکاوٹ ہے اللہ کی رحمت اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہماری مددگار ہے شیطان جس کا نام حارث تھا اس کے بعد عزرا زیل ہوا اور آسمانوں پر فرشتوں کا استاد بنا اور (چھ سو ہزار سال) چھ لاکھ سال عبادت کرنے کے بعد ایک نافرمانی کی وجہ سے دھتکارا گیا۔

قال اللہ تعالیٰ فاخرج منها فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ نکل جا یہاں سے کہ تو راندہ ہوا ہے اور بیشک تجھ پر لعنت ہے قیامت کے دن تک پس شیطان نے کہا خداوند جب تو نے مجھ پر لعنت کیا ہے تو میری عمر بھی زیادہ کر۔۔ قال فانظرنی یوم یبعثون۔۔

یعنی مجھے قیامت تک مہلت دے۔۔

پروردگار نے اس کی درخواست کو رد نہیں کیا قبول فرمایا اس حکم کے تحت ادعونی استجب لکم یعنی مجھ سے دعا مانگ میں قبول کروں گا جو فرمان عام ہے خواہ دشمن ہو یا دوست بعد میں شیطان نے عرض کیا خداوند میرے ساتھ کون ہوں گے تو حکم ہوا وہ لوگ جو میرا ذکر نہیں کرتے۔۔ پھر عرض کیا کہ میں کیا

پڑھوں تو فرمان ہوا کہ نقش اشعار پھر میری غذا کیا ہوگی فرمایا گیا ناپاک مال تیری غذا ہوگی پھر عرض کیا میرے پھندے کیا ہوں گے تو حکم ہوا کہ نقصانات پھر عرض کیا کہ میری خوشیاں کیا ہوں گی تو فرمان ہوا آلات گانا بجانا پس اس کی قوت بڑھ گئی۔ زبان کھولا اور پھر کہا۔ فو عزتک لا غریبہم اجمعین۔

یعنی قسم ہے تیرے عزت کی کہ میں سب کو گمراہ کروں گا۔

سب سے مراد اکثر ہیں لیکن اللہ کے خاص بندوں سے علیحدہ ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اس کا ایک شیطان لگا رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خیر البشر ہوں جملہ انبیاء اور اولیاء کا شیطان کافر ہے لیکن میرا شیطان مسلمان ہے۔

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے روانہ ہوئے اتفاقاً شیخ کو رحمت

پیش آئی اور راستہ میں رہ گئے۔ اہل قافلہ نے عاجزی کی اور اپنا اونٹ پیش کیا اور سوار ہونے کے لیے عرض کیا۔ شیخ نے اس کو قبول نہیں کیا جب تین رات گزر گئے تو شیطان پیر و مرشد کی صورت میں قریب آیا اور کہا کہ دولت مندوں کو حج کے لئے بلایا گیا ہے لیکن فقیر پر حج نہیں ہے تو بغیر طلب کیا آپ کیوں جارہے ہیں اپنے آپکو ہلاکت میں کیوں ڈال رہے ہیں۔

شیخ نے پوچھا کہ کیا تو شیطان ہے۔ ایک رسی اسکے گلے میں باندھی اور کہا اپنی پیٹھ کو چوڑی کر دے تاکہ میں اس پر بیٹھ جاؤں اور کعبہ کو مجھے پہنچا دے۔ شیطان ہر چند چاہا کہ اپنے مکر و فریب سے آپ سے چھٹکارا پائے پس غائب سے آواز آئی اے ملعون! اطاعت کر فرماں برداری کرو ورنہ میں تجھے جلا کر خاکستر کر دوں گا۔

لیکن شیطان نے پیٹھ پہلا دی۔ شیخ معاً اسباب کے اس پر سوار ہو گئے اور شیطان کو گھوڑے کی طرح کوڑا مارا ایک ساعت میں اس نے کعبہ کے دروازہ پر پہنچا دیا اور واپس ہوا اور کہا لا یقبل اللہ حجک اللہ تیرا حج قبول نہ کرے۔ شیخ ہنسے اور وہ پلید غائب ہو گیا۔

حضرت کرنی کے مناقب میں لکھا ہے کہ ایک روز شیطان چند ساتھیوں کو جمع کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ جو بھی شیخ کے پاس جائے تو ان کو وسوسہ ڈالے ان میں سے ایک شیطان اٹھا اور کہا میں ایسا کروں گا وہ پلید ایک بوڑھے کی صورت اختیار کیا اور پرانا لباس پہن لیا اجائے نماز کا ندھے پر لی اور اعصاء ہاتھ میں لئے ہوئے شیخ کے پاس آیا سلام کیا۔ شیخ نے جواب نہیں دیا۔ شیطان نے کہا اے شیخ جواب دینا فرض ہے آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔

تو شیخ نے کہا اے پلید میں نے تجھے پہچان لیا اور ایک پھونک اس کی طرف مارا آپ کے منہ سے ایسی آگ نکلی کہ وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور دوسرے شیاطین بھاگ گئے۔ شیخ نے کہا اور کہا کہ میرے دل کی آگ دوزخ کی آگ سے زیادہ گرم ہے.....

فصل دوم

تسمیہ :-

﴿۱﴾ گناہوں کے بخشش کے لئے

﴿۲﴾ عذابِ قبر سے نجات کے لئے

﴿۳﴾ پہلی دفعہ نماز میں کہنے کے بارے میں

﴿۴﴾ قرآنِ پاک پڑھتے وقت

وقال رسول الله ﷺ من قال بسم الله الرحمن الرحيم مرة لم يبق ذنوبه وعنه

عليه السلام من كتب بسم الله الرحمن الرحيم باحسن الخط دخل الجنة.

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک یا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اس

کے گناہ باقی نہیں رہتے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم خوش خط لکھا

وہ جنت میں داخل ہوا۔

﴿۵﴾ ذبح کرتے وقت اور وہ فرض ہے

قال عليه السلام من قال عند الذبح بسم الله الله اكبر غفر الله له قبل ان

بقطر الدم من المذبوحه.

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی ذبح کے وقت کہا بسم اللہ اللہ اکبر تو ذبح کئے ہوئے

جانور کے خون کے قطرے گرنے سے پہلے اس کو بخش دیا جاتا ہے

﴿۶﴾ وضو کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا سنت ہے

﴿۷﴾ جو شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو کھانا اس کے پیٹ میں

نور بنتا ہے

﴿۸﴾ مردے کو سپردِ خاک کرتے ہوئے پڑھنا مستحب ہے اور کھلے طور پر کہے۔ بسم

اللہ وبالله وتوکل علی اللہ وعلی ملت رسول اللہ: اللہ تعالیٰ قبر کی تاریکی اور تنگی کو دور فرماتا ہے۔

﴿۹﴾ کشتی میں سوار ہوتے وقت پڑھیں بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور الرحیم ..

﴿۱۰﴾ جب ظالم و جابر بادشاہ کے روبرو جائے بسم اللہ الی اللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھے تو اس کے شر سے بچ جائے گا۔
۱ عزیز چاہئے کہ بسم اللہ کثرت سے پڑھتے رہیں ..

قال علیہ السلام کل امر ذی بال

لم یبد بہ بسم اللہ فهو ابتر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اہم کام اگر بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ابتر رہتا ہے .. اور خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعد وفات ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب میں نظر آئیں حضور نے دریافت کیا اے خدیجہ کونسی چیز پڑھنے سے تمہارے روح کے لیے اطمینان کا باعث ہوا انھوں نے کہا اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسمیہ کا کثرت سے پڑھنا اس کا اجر بے حساب ہے ...

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر

شب بیس دفعہ بسم اللہ پڑھتے ہیں نے اس کے متعلق پوچھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وجد الذات فی اسم اللہ تعالیٰ مرتہ یا عائشہ. من

بال لها مرة فكتب الله تعالى عشر الف حسنة ومحى عنه عشر الف سيئة ..

بے عائشہ میں نے پایا اللہ کے نام میں اس کی ذات کو ایک مرتبہ اور اگر کوئی ایک مرتبہ بسم

اللہ پڑھے تو اسکو دس ہزار نیکیاں دی جاتی ہیں اور اسکے دس ہزار گناہ مٹا دیے جاتے ہیں

حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک مردے کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے

آپ نے چاہا کہ بخشش مانگیں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس بار بسم اللہ پڑھیں اور اس کا ثواب مردے کو بخشیں تو عجائب ملاحظہ فرمائیں گے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو اس کی قبر سے عذاب دور ہوا اور اس پر جنت کھول دی گئی اور دس حور جنت سے آئیں اور اسکے قبر کے اطراف بیٹھ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ حور کس قبر پر کب تک بیٹھی رہیں گی تو انھوں نے کہا کہ صور کے پھونکنے جانے تک یہیں رہیں گے اور یہ اس کے ہمراہ جنت میں جائیں گے۔ اس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر ومن تسمیہ فاقرها منجیۃ۔ جس نے تسمیہ پڑھا اس نے نجات پائی۔

امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ اپنے والد امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے بھی پڑھا یسن اس کے نام اور میم ملکہ اور بسم اللہ اور خیر السماء ہزار بار پڑھے اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض و لافی السماء وهو السميع العليم۔ پڑھے تو نجات پائے گا۔

انگریزی بسم اللہ بودے تاج عنوانہا نکشتی تا قیامت لو خط شیرازہ دیوانہا
اگر بسم اللہ عنوانات کا تاج نہ ہوتا تو قیامت تک عنوانات کا وجود ہی نہیں ہوتا۔
جب کہ بسم اللہ کتاب کے اوپر لکھا ہو تو وہ بمثل تاج اس کتاب کہ دیباچہ پر ہوگا۔ اگر نہ لکھا تو اس کا وجود قیامت نہیں رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ دوزخ کے انیس فرشتوں سے نجات ہو چاہئے کہ بسم اللہ پڑھے کیوں کہ بسم اللہ میں انیس حروف ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ نے بسم اللہ کے حرف ب کی شرح فرمائی۔ میں آپ کے سامنے تھا اور آپ میرے سامنے اور ہمارے سامنے ایک دریا محیط تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سینے میں وہ علم ہے کہ اگر میں اس کو آپ پر ظاہر کر دوں تو آپ کانپ اٹھیں گے۔ کہاں تک بسم اللہ کے فضائل بیان کروں کہ قلم عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور ہم کو فائدہ پہنچائے۔

فصل سیوم

ایمان اور نماز کے بارے میں

مشکوٰۃ شریف کے کتاب الایمان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت ماب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو منو اب اللہ ورسولہ.. اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا تو جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے.. فرمایا کلمہ طیبہ پڑھنا. پانچ وقت نماز ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال کی زکوٰۃ دینا اور بشرط استطاعت سفر خرچ حج کرنا. پھر جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ احسان کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ..

واعبد ربك تراہ فان لم تكن تراہ فانه يراك..
اور اللہ کی عبادت اس طرح کر جیسا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا ہے تو یوں سمجھے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے
اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.. ما الساعة.. قیامت کب ہوگی تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہم کو علم نہیں.. اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں..

نماز کا طریقہ:-

اے عزیز لا صلوة الا بحضور القلب. نماز ادا نہیں ہوتی مگر حضور قلب سے نماز میں کوئی وسوسہ نہ آئے. ایسی نماز بہت کم اور مشکل ہے.. حضور قلب کے بجائے نماز کو صورت احمد میں ادا کرے

ح	رکوع بصورت..	ایف	قیام بصورت..
د	قعدہ بصورت..	م	سجدہ بصورت..

اور شکل و معنی میں محو ہو جائے اور دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرے اور الفاظ اور اعراب میں گم ہو جائے اور فہم کے مطابق معنی کا لحاظ کرے مبتدی سالک کیلئے یہ طریقہ غنیمت ہے۔ خود امام اہل کتب حاجی سیاح سرور الرفاعی قدس سرہ اور بابا فتح محدث برہان پوری بھی مفتاح الصلوٰۃ کے آخر میں صوفیوں کی نماز کا ذکر فرمایا ہے اگر ادا کرے تو وہی نماز ہے ورنہ وہ نماز زبان بندی ہے۔

سجدہ دو ہے جن میں بے منہ کدھر دل کدھر جود کے
سجدہ وہی ہے جو جن (محبوب) کے آنکھوں میں سمائے ورنہ منہ کدھر دل کدھر اور سجدہ کس کو

فصل چہارم

حشر کے بارے میں

قال رسول اللہ ﷺ احذرو يوم النشور فان الناس قبه ماتوقور

فی انروده۔۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا کہ جیسے کشتی بھنور میں ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اسرائیل علیہ السلام صور ایسی حالت میں پھونکیں گے کہ لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے اور اچانک یک بہ یک آواز سن کر حیرت زدہ ہوں گے اور ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ یہ آواز ہے جب آواز اور بلند ہوگی تو اپنے گھروں میں گھس جائیں گے آواز جب زیادہ بلند ہوگی تو گھروں کے چھت پھٹ پڑے گی اور سب لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں گے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ یہ وہی دن ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے ہر ایک سے (نعرہ) شور بلند ہوگا اور آواز جب بہت زیادہ ہوگی تو شیرخوار بچے ماؤں کے گود سے گر پڑیں گے اور ماؤں کو خبر نہ ہوگی۔ حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا صور سنگ کے مانند ہوگا۔ اس کا طول تیس ہزار سالہ مسافت کا ہوگا۔ حضرت اسرائیل علیہ السلام

کے منہ میں صور کا پہلا حصہ بانسری کے مانند رہے باقی صور اُن کے دونوں ہاتھوں کے درمیان رہیگا مگر پانچ انگلیاں ان کے دونوں ہاتھوں سے باہر رہیں گے اور اس صور کے سات (۷) شاخ ہوں گے۔ ایک شاخ کی آواز پر انبیاء کی ارواح باہر نکلیں گی دوسرے سے فرشتوں کی ارواح نکلیں گی تیسرے سے مومنوں کی ارواح نکلیں گی چوتھے سے کافروں کی اور منافقوں کی ارواح پانچوں سے دیوں اور پریوں کی ارواح اور چھٹے سے چار پانیوں یعنی جانوروں کی ارواح اور ساتھویں سے پرندوں کی ارواح باہر نکلیں گی۔ وہ آواز جب اور بلند ہوگی تو بچوں کے سر کے بال سفید ہو جائیں گے (یعنی بچے بوڑھے ہو جائیں گے) اس کے بعد لوگ رونے لگیں گے اس وقت ایک واویلا مچے گا۔ القارعة مالقارعة یعنی قارعہ ایک دن ہے کہ اس دن سارے لوگ پروانوں کے مانند چو طرف پھیلے رہیں گے جیسا کہ روی کے گالے معلوم ہو کے قیامت کا دن بہت بڑا ہے۔ یوم یقوم ساعة (وہ دن جب کہ قیامت ہوگی اس کے نام۔)

یوم ینفخ صور پھونکنے جانے کا دن یوم البعث لوگوں کے اٹھنے کا دن

یوم القارعة کڑک دن یوم الغاشية چھا جانے کا دن

یوم الواقعة واقعہ کا دن یوم النشور پھیلنے کا دن

یوم الحشر حشر کا دن یوم الجمعة جمعہ کا دن

یوم القرار ٹھیرنے کا دن یوم الندامة ندامت کا دن

یوم الحسرة حسرت کا دن یوم التناد بدلے کا دن

یوم الخبر جاننے کا دن یوم القضاء فیصلے کا دن

یوم التغابن حساب کا دن۔ ہیں

حدیث میں اور بھی نام آئے ہیں

اذ الشمس کورت (جب آفتاب بے نور ہو جائیگا اور واذ النجوم انکدرت جب ستارے گر پڑیں گے واذ الجبال سیّرت اور پہاڑ اڑنے لگیں گے واذ العشارہ

عطالت (اونٹوں کا حمل گر جائے گا) عشارہ سے مراد مادہ اونٹ ہے اس دن کی سختی کی وجہ سے اونٹنیاں اپنے بچوں کو تک نہیں پہچانیں گی۔ زمین پر جتنے رہنے والے ہیں اس پر مرجائیں گے۔ سب سے آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنی جان دیدیں گے۔ اہل دوزخ و جنت اس وقت کے لئے مرجائیں گے۔ جب آواز زیادہ بلند ہوگی اور پرندے زمین کے گرد کے مانند اڑیں گے اور جب صور پورا ہوگا تو سب زندہ کر دیے جائیں گے۔ اس کے بعد ہر جاندار کو حکم ہوگا۔ جبرئیل (علیہ السلام) کو براق کے ہمراہ مدینہ شریف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس بھیجا جائیگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے اور سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور اپنے اپنے قبروں پر تین سو سال تک اور ایک روایت کے مطابق سات سو سال تک کھڑے رہیں گے اور سب برہنہ رہیں گے اور جو اعمال (افعال و اقوال) دنیا میں کیے تھے وہ یاد آئیں گے اور اپنے مخالفین (دشمنوں) کو پہچانیں گے اور رونے لگیں گے۔

یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبۃ و بنیہ

اور وہ دن بھائی، بھائی سے ماں سے باپ سے اور اپنے دوست سے اور اپنے بیٹے سے دور رہے گا۔ اس دن آفتاب ایسا چمکے گا کہ لوگوں کو پسینہ ان کے اعمال کے مطابق بعض کو کمر تک بعض کو سینہ تک اور بعض کو گلے اور منہ تک رہے گا اور اس دن عرش کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا اور اس وقت پکار ہوگی

وامتاز والیوم ایہا المجرمون۔

اے گناہ گارو علیحدہ ہو جاؤ۔ اور اس دن سب مجرم، صالح اور کافر، منافق تمام علیحدہ ہو جائیں گے۔ پھر اس کے بعد سب مقام حساب پر حاضر ہو جائیں گے۔

سب سے پہلے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدالت کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ سے نہایت میٹھی زبان میں سوال کیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ یہ ابرار سے ہیں اور حکم ہوگا کہ دوسروں کو حاضر کرو۔

فاما من اوتی کتابہ بيمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا وينقلب الى اهله مسرورا
پس جن کے اعمال نامہ سیدھے میں ہاتھ دیا جائیے گا اور حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ اپنے
اللہ کے پاس خوشی سے لوٹیں گے اور وہ بہشت سے ہوں گے جن کو اعمال نامے بائیں ہاتھ
میں دیئے جائیں گے ان کا بہت سخت حساب ہوگا۔ واما من اوتی کتابہ بشمالہ
اور جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے پس وہ کہہ اٹھیں گے کاش ہم
مٹی ہوتے کاش نامہ اعمال ہم کو نہ دیئے جاتے اور ساری مخلوق نفسی نفسی پکارے گی اور جناب
رسالت مآب ﷺ امتی امتی (میری امت میرا امت) کہیں گے سب سے پہلے نماز سے
متعلق سوال ہوگا اور اس کے بعد خون ناحق کا سوال ہوگا اور سب سے پہلے میزان میں نیک
لوگوں کا حساب ہوگا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَوَّلُ مَا يُوزَنُ فِي الْمِيزَانِ اَحْسَنُ الْخُلُقِ

سب سے پہلے جو چیز میزان میں تولی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے معلوم ہونا چاہیے کہ
حوض کوثر کے ساتی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور ہر ایک کو ایک پیالہ
سے آب کوثر پلائیں گے تو اُس کو آفتاب کی گرمی کا اثر نہ ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص
ہر جمعہ کی شب کو یا محی ہزار بار پڑھے تو قیامت کے دن اُس کا حساب آسان ہوگا۔ اس
کے بعد سب کو میزان کے پاس لے آئیں گے میزان کے دو پڑلے ہوں گے ایک نورانی
دوسرا ظلماتی یعنی نورانی میں حسنات رکھے جائیں گے اور ظلماتی میں گناہوں کو رکھا جائے گا
پس جس کے دو پڑلے برابر ہوں گے اُس کو مقام اعراف میں رکھا جائے گا۔

ایمان کی بدولت بعد میں اُس کو جنت میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔

فاما من ثقلت موازينه، فهو في عيشة الراضية، واما من خفت موازينه،

فأمة، حاوية

جس کے میزان وزنی ہوگی وہ عیش و آرام میں ہوگا اور جس کا پڑلہ ہلکا ہوگا وہ دوزخ کے مقام
پایہ میں ہوگا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت

میں سورہ فاتحہ کے بعد القارعہ تین بار سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے تو حق تعالیٰ اُس کے پڑے کو زمین آسمان سے سات گناہ زیادہ وزنی کرے گا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلواریں سے زیادہ تیز ہے اُس کو دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور اُس کی مسافت تین سال کی ہے بعض بجلی کی طرح، بعض سوار کی طرح، بعض پیدل اور بعض بار بردار اُونٹ کی طرح، اور بعض اپنے گھٹنوں کے بل بعض اپنے (چوڑوں) سُرن کے بل پر اُس پر سے گزریں گے اور ہر کوئی اپنے انداز کے مطابق گزرے گا۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو پل صراط پر بجلی کی مانند گزرے جائے گا۔

فالباقی بیدالباقی وما علینا الا اظہار
باقی اللہ جانتا ہے اور ہم پر اظہار کے سوا کچھ نہیں۔

فصل پنجم

آثار قیامت کے بارے میں

حدیث میں آیا ہے کہ اولاً قیامت کے آثار میں آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔ معلوم ہونا چاہئے اور 102 ایک سو دو علامات قیامت ظاہر ہوں گے۔ ایک علامت اُس میں کی یہ ہے کہ پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دوسری علامت چاند کے دو ٹکڑے ہونا (شق القمر) ہے اور دوسری سو علامتیں ظاہر ہونی ہے چودا ہے قائد بنیں گے لونڈی آقا کو جنے گی اور علم بہت ہوگا اور عمل تھوڑا ہوگا اور قرآن پاک کی لگی کوچہ میں تلاوت ہوگی اور تھوڑی سے خیرات کے لئے قرآن پڑھا جائیگا اپنے احسانات بہت جتائیں گے زمین سے برکت اٹھالی جائیگی اور بارش بے وقت ہوگی۔ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے کہ قیامت کب

آئے گی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے لئے تم کیا تیار کر رکھے ہو صحابہ نے عرض کیا کہ کیا رکھنا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى) تقویٰ بہترین توشہ ہے اس کے بعد فرمایا کہ لوگ دولت مندوں کو چاہنے لگیں گے اور غریبوں کو حقارت سے دیکھیں گے۔

عورتیں برہنہ ایک جگہ پانی میں غسل کریں گی اور مردوں پر حکومت کریں گی لوگ فقراء کو حقیر جانیں گے اور دنیا کو چاہنے لگیں گے۔ دولت مند ناشکر گزار اور فقیر بے صبر ہوں گے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو فرمایا کہ جب تم دیکھو گے باپ اپنے بیٹوں کو عاق کر رہا ہے اور بیویاں اپنے خاوندوں کے نافرمان جھوٹے اور آوارہ ہوں گے لڑکیوں کی پیدائش زیادہ ہوگی۔ جنازہ کے پیچھے لوگ ہنستے جائیں گے بادشاہ اور امیر لوگ ظالم ہوں گے۔ لوگ علم دنیا کی خاطر حاصل کریں گے۔ زمینات و مال کی زکوٰۃ کراہت و تاراضگی سے دیئے جائیں گے۔ تاجر لوگ زکوٰۃ کو قرض سمجھیں گے پس سمجھو کہ قیامت بہت نزدیک آچکی ہے۔ ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ہدیہ کے طور پر کھجوروں کا ایک طبق آیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تناول فرمائے اہل مجلس علیحدہ علیحدہ کھجور لئے چنانچہ اس روز کھجوروں کا حساب کیا گیا ایسا ہی سمجھو کہ قیامت قریب ہے اور دس قیامت کے علامات علیحدہ ہیں۔ جب تک یہ ظاہر نہ ہو قیامت قائم نہ ہوگی وہ یہ کہ۔

(۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔

(۲) دجال کا نکلنا

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا اور دجال کا قتل کرنے کے لئے

(۴) یاجوج ماجوج کا باہر نکلنا

(۵) دابة الارض (پرنده جو دوزخیوں کے پیشانیوں پر داغ لگائیگا) کا ظاہر ہونا

(۶) عدن سے آگ ظاہر ہونا

- (۷) دریائے نیل کی روانی زمین پر بند ہونا
- (۸) تین شہروں کا زمین میں جھنس جانا
- (۹) محمد بن عبد اللہ جو مسلمانوں کے امام ہوں گے جن کو امام مہدی آخر الزماں رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے پیدا ہونا، یہ نہیں معلوم کہ کوئی پہلے واقع ہوگی اور بعد میں کوئی۔
- (۱۰) کچھ عرصہ بعد یمن سے سرد لہر اٹھے گی جو زمہریر سے بھی سرد ہوگی جو ہر اُس جگہ جہاں مسلمان ہیں پہنچے گی۔ اُن کے ایک بغل میں داخل ہوگی اور دوسری بغل سے نکل جائے گی جس کے باعث سارے مومن ایک دم مرجائیں گے اور منافقین کو اس بات کا یقین ہوگا یہ لوگ ایمان سے مرے پس سارے منافق شور مچائیں گے اور اُس وقت شیطان آواز دے گا۔ اے باقی دھتکارے ہوئے لوگو میرے ساتھ بیٹھو کہ ہم ایک دوسرے کو پرستہ دے لیں اور ہمارے لئے ایک دوسرے پر رو لیں۔ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔
- حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ زمانہ ہوگا کہ لوگ قبروں کو بھول جائیں گے اور گھروں سے محبت کر لیں گے۔ قیامت کے حساب کو بھول جائیں گے اور دولت کی محبت ہوگی آخرت کو بھول جائیں گے اور دنیا کو دوست رکھیں گے، موت کو بھول جائیں گے اور زندگی کو چاہنے لگیں گے اُس زمانہ میں توبہ و استغفار فائدہ مند نہ ہوگا۔

برکات استغفار

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اذْنَبَ وَاسْتَغْفَرَ غُفِرَ لَهُ وَانْ دَعَا

سَبْعِينَ مَرَّةً

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص گناہ کرے اور استغفار پڑھے ۷۰ مرتبہ تو اللہ تعالیٰ

اُس کو بخش دیتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تین بار

ایں درگہ مادرگہ نا اُمیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ -
 تو جیسا بھی ہے اگر کافر، یہود اور بت پرست بھی ہو تو اُس سے باز آ.. ہماری بارگاہ نا اُمیدی
 کی بارگاہ نہیں ہے اگر توبہ کر کے سو بار توبہ تو نے توڑی ہے تو بھی توبہ کر...
 فوائد توبہ

قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتوبوا الى الله .. توبة نصوحا
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو ایسی توبہ کرو جو نہ ٹوٹے.. اللہ کی جناب میں میرے سردار
 میرے دادا، میرے قبلہ و کعبہ حضرت مخدوم ضیاء الدین حسینی البلیابانی قدس سرہ، مطلوب
 الطالبین میں خود فرماتے ہیں.. اے دوست نیک بخت تو توبہ کو دوست رکھ اور اُس کو اختیار کر
 ورنہ تو دنیا و آخرت میں نقصان پائے گا..

وقال عليه السلام احبّ الى الله من شاب تائب
 یعنی اللہ کے پاس وہ دوست ہے جو جوانی میں توبہ کرے
 حضور ﷺ نے فرمایا کہ لكل شيء حيلة و حيلة الذنوب التوبة
 ہر چیز کا ایک عذر ہوتا ہے اور گناہوں کا عذر توبہ ہے
 توبہ کرنے والے کو چاہیئے کہ بوقت توبہ غسل کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ولی یا بزرگ
 سے مدد طلب کرے اور حق تعالیٰ کی جناب میں دعا مانگے اور کہے
 ”الہی.. خداوند! میں اپنے ظاہر کو جو میرے اختیار میں ہے میں اُس کو پاک کر لیا ہوں اور
 میرے باطن میں جو ہے اپنے کرم سے تو اُس کو پاک کر“
 اس بھید کا یہ معنی ہے کہ ندامت ہی توبہ ہے
 حق زبندہ بہانہ می طلب بہر غفران بہانہ می طلب
 اللہ تعالیٰ بندے سے بخشش کے لئے بہانہ چاہتا ہے
 حدیث میں آیا ہے.. اعلمو ابا التوبته قبل الموت
 موت سے پہلے توبہ پر عمل کرو.. اے عزیز اللہ تعالیٰ اپنے کو توبہ قبول کرنے والا تواب فرماتا

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبُهُ عَمْدًا وَخَطِيئًا سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَأَتُوبُ
إِلَيْهِ مَنْ ذَنْبِ الَّذِي أَعْلَمُ وَمِنْ الَّذِي لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ .. پڑھے
تو اُس کی نماز ہماری نماز کی طرح ہوگی۔

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو کہتا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مِنْ جَمِيعِ الذُّنُوبِ وَالْآثَامِ
تو بخشا جاتا ہے

حدیث میں آیا ہے ایک آدمی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہت گناہ ہوئے ہیں کہ جس کا کوئی شمار نہیں ایسا حکم دیجئے
کہ اس سے میرے گناہ بخش دیئے جائیں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز
پڑھ روزہ رکھ زکوٰۃ دے اور کلمہ شہادت پڑھ اور حج کر تو اُس نے کہا کہ یہ حکم تو عام ہے کوئی
اور چیز ارشاد فرمائیے تو اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے بعد مجلس سے اُٹھ گئے
اور اپنے خلوت کدہ (کمرہ خاص میں) تشریف لئے گئے وہ شخص آپ کا دامن تھام لیا فریاد
کرنے لگا اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت کرنے
والے ہیں سوائے آپ کے سوائے کس سے کہوں صحابی رونے لگ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور اُس شخص سے کہا تجھے اور ساری
امت کو یہ (بشارت ہو) خوش خبری ہو کہ جبریل آئے اور کہے کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۃ
اخلاص ایک ہزار بار سبحان اللہ العظیم ہزار بار اور ہزار بار استغفر اللہ پڑھے تو
اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے اگرچہ اُس کے گناہ دریا کے کف سے زیادہ اور بیابان کے
درختوں سے زیادہ ہو۔

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

باز آہرا نچہ ہستی باز آ گر کافر و گمروت پرستی باز آ

ہے تو چاہیے کہ توبہ کی استعداد ہوش و حواس کہ ساتھ پیدا کر لے اور اہل معرفت کہتے ہیں کہ توبہ وہ ہے جو شوق اور عشق میں گناہ کیا ہے۔ اُس شوق سے کنارہ کشی کر لے اور گناہ کو ترک کر دے
بسر بردی بغفلت روزگارے مگر درگور خواہی کردگارے

چہ تو اں پردازیں مقام ولیک ہر کہ توبہ رفت چیزے برد
تو غفلت میں ایک زمانہ گذارا مگر اب تو چاہتا ہے کہ پروردگار بخش دے۔ اس مقام سے توبہ
کے ساتھ جو گیا وہ کچھ حاصل کیا

ذکر درود شریف: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے تو ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اُس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر یوم جمعہ ایک سو مرتبہ درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک ہزار دفعہ درود پڑھا اُسکے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جاتی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے روز ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو قیامت کے دن اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہوگا اگر اُس کو مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ مخلوق کو گھیر لے گا۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اُس پر کوئی حاجت ہوگی تو پوری ہوگی پس جو مجھ پر درود کی کثرت کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے رنج و غم دور کرے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روز جمعہ سو بار حضور پر درود بھیجے حق تعالیٰ اس کے ستر دنیوی حاجتیں اور ۳۰ اخروی حاجتیں پوری فرمائے گا اور بعض روایت میں یہ آیا ہے کہ (۷۰) اخروی حاجتیں اور (۳۰) دنیوی حاجتیں پوری ہوں گی وہ درود یہ ہے

بسم الله الرحمن الرحيم صلّ على محمد عبدك وحبیبك ورسولك النبی الامیّ وعلى اله وبارك وسلم .

الام والامیّ ماں کی طرف منسوب ہے نہ پڑھے نہ لکھے نہ کہیں چونکہ نسبت ذات مبارک سے ہے

حق بود محمدنا خوانده کسے علم تعلیم معلم نہ ہد ذاتِ خدا را

آپ کسی معلم کے پاس پڑھے نہیں آپ کی تعلیم ذاتِ خدا سے ہوئی آپ کا معلم اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور بعض محققین کا یہ قول ہے کہ لفظ اُمّ الکتاب سے منسوب ہے جو قرآن پاک ہے۔

نگار من کہ بکتاب زلفت و خط نوشت و بقرہ مسئلہ رموز صد مدرس شد

میرے آقا نہ مدرسہ گئے اور نہ کوئی تحریر لکھی وہ اسرار کھولے کے سینکڑوں معلم بن گئے اور درود کئی اقسام کے ہیں جو دلائل الخیرات میں درج ہیں اور درودِ عباسی جو تہجد کی نماز میں پڑھی جاتی ہے وہ بہت مقبول ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور علی ابراہیم وال ابراہیم ہے آلِ ابراہیم سے مراد ذاتِ ختم المرسلین ہیں کہ بنی اسرائیل میں بہت سے پیغمبر گزرے ہیں اور بعض نے لکھا ہے ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبر گزرے ہیں اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف ذاتِ مبارک ختم المرسلین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مماثل ہیں۔

اے عزیز جان لے فقر انبیاء کی سیرت ہے اور اولیاء کی حرمت ہے اس لئے الفقر و فقری فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لکل نبی حرفہ و لسی حرفتانی الفقر والجهاد۔ اور فقر جہاد پر فضیلت رکھتا ہے جاننا چاہئے کہ جہاد کبھی کبھی پیش آتا ہے مگر فقر ہمیشہ وابستہ رہتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ الفقر شری بخند اللہ اللہ کے پاس فقر شاندار چیز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو فرشتے آپس میں بحث کر رہے تھے ایک نے کہا دولت مند اچھا ہے کیوں کہ دولت مند تو خیرات کرنے کے لئے مال دیتا ہے۔

دوسرے نے کہا کہ مسکین بہتر ہے اس لئے کہ قیامت کے حساب سے محفوظ رہے گا پس دونوں نے اللہ سے دعا کی فرمان ہوا عرش کے نیچے قندیل ہے اس سے پوچھو ہر دو قندیل کے پاس پہنچے اور ہاتھ باندھ کر قندیل کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے تین سو سال بعد جواب ملا کہ تمہاری حاجت کیا ہے تو ہر دو نے کہا ہم اللہ کے حکم سے آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ جواب دیں کہ دولت مند نیک ہے یا فقیر تو قندیل سے آواز آئی کہ مخلوقات میں

اشرف و افضل کون ہوگا تو ہر دو فرشتوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اس قندیل نے کہا وہ فقیر ہیں یا تو نگر تو ہر دو نے کہا کہ آنحضرت کا اختیار فقر ہے اور درویشی پر آپ کو ناز ہے اس کے بعد قندیل خاموش ہو گئی اور فرشتے اسی طرح کھڑا رہے اور ہر دو نے کہا ہم کو آپ نے جواب نہیں سے شرف نہ بخشا تو قندیل نے کہا تم کو جواب دیدیا آپ نے یہ معلوم کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر پسند ہوگا پس اس سے سمجھو کہ تو نگر سے فقیر افضل ہے تو فرشتے حیران ہو گئے واپس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ قندیل کون ہے فرمان ہوا کہ امام اعظم نعمان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی روح ہے۔

کھانا کھلانے کے بیان میں اے دوست جاننا چاہیے کہ فقیروں کو کھانا کھانا دنیا میں سب سے بڑا عمل ہے اور حدیث شریف میں ہے من اشبع جائعا دخل الجنة.. جو بھوکے کو پیٹ بھر کھلائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ بھی حدیث میں ہے

من اطعم مطعما الا غفر الله.

جو بھوکے کو کھانا کھلائے اس کو اللہ تعالیٰ بخشے گا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اطعم جائعا اعطاء الله تعالى ثواب مائة مجاہدہ۔ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو سو مجاہدے کا ثواب دیتا ہے۔

جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو ہر لقمہ کے بدلہ میں ایک سالہ عبادت کا ثواب اُس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اگر پیٹ بھر کھلائے تو سو مجاہدوں کا ثواب۔ اگر قحط کے زمانہ میں کھانا کھلائے تو اُس کا ثواب بے حساب ہے حدیث شریف میں ہے

من اشبع جائعا في ايام مسغيته لك عشر اللف سنة

جو بھوکے کو قحط کے زمانہ میں کھانا کھلائے تو اُس کو ہزار برس کا ثواب۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اعطش بشر باء وجبت له الجنة

جو پیاسے کو مشروبات پلائے تو اُس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے
کپڑوں کا پہنانا: اللہ تعالیٰ کا قول ہے حاصل لبست عربانا۔ یعنی جس نے ننگے
 لباس پہنایا تو وہ بہت بڑا کام کیا۔ جو شخص کسی برہنہ کو پہنایا تو قیامت
 کے دن اللہ تعالیٰ اُس کو بہشت کا وہ پُر انوار لباس پہنایگا جو مومنوں، انبیاء اور فرزندانِ فاطمہ
 کے لئے مخصوص ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی ننگے کو نئے کپڑے پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کو
 جنت میں دن رات کی تعداد کے مطابق محل عطا کرے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر ایک سے سوال فرمائے گا کہ تو
 میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے تو وہ جواب دیگا میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا تو ندا آئے گی کہ
 دوزخ کے ڈر سے اور جنت کی آرزو میں یہ عمل کیا تا کہ وہ تیرے کام آئے۔ میرے لئے کیا
 عمل کیا۔ بندہ کہے گا اے اللہ تیرے لئے کوئی چیز ہوگی۔ تو حکم ہوگا کہ بھوکے کو کھانا کھلانا اور
 پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا بغیر کسی احسان کے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے۔

حمایتِ مظلوم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مظلوم کی مدد کریں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جو مظلوم کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت میں مدد فرمائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی عالم کے چہرہ کو دیکھا تو اُس نے ہزار غلام آزاد کیا
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ایک ہفتہ تک عالم کی خدمت کیا تو گویا اُس
 نے عبادت کی اللہ تعالیٰ کی سات سو سال تک جس نے مدد کی عالم کی اس نے بیت المقدس
 تعمیر کیا۔

عزتِ مبلغین امر و نہی، مبلغین کی عزت، حکم دینے اور رد کرنے سے متعلق۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ بندوں میں تیرا دوست کون ہے تو
 اللہ نے جواب دیا عالموں کو دوست رکھتا ہوں چونکہ عالم نیکوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں
 سے روکتے ہیں اور عوام کو نہیں ستاتے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرش کے نیچے ایک

ہوڑھے کو دیکھا اور جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اُس کے کیا حالات ہیں کہ وہ کس عمل سے اس مقام پر پہنچا تو انھوں نے کہا کہ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنے کے باعث۔

برکات سورۃ اخلاص حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی تین بار سورۃ اخلاص پڑھتا ہے تو اس نے گویا تمام قرآن پڑھا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ تمام

مقرآن تین قسموں پر مشتمل ہے عبادت، قصص، توحید اور سورہ اخلاص صرف توحید ہے حدیث میں آیا ہے کہ سورہ الاخلاص پڑھنے سے جنت میں ہر حرف کے بدلے ایک حوردی جائے گی

حدیث شریف میں آیا ہے سورہ اخلاص کی تلاوت سو بار کرے تو اسکے سالم جسم پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی سورہ اخلاص کی تلاوت کثرت سے کرتا ہے تو وہ

اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوگا تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کثرت سے کیا تعداد مراد ہے تو فرمایا کہ رات و دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے بڑا تحفہ یہ ہے کہ

نیکیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں، خلق کی نصیحت کریں اور حکم الہی پر راضی رہیں۔

یا کی کی حفاظت حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ کو جب جنازہ پر رکھ کر قبر تک لے جایا جاتا ہے تو اس سے سوال ہوتا کہ اے میرے بندے تیری نظر مخلوق کی

طرف اچھی رہی پس تو کبھی ہماری طرف اچھی نظر سے دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا اُن کے چہروں کو اُن کے اعمال کو اُن کے مالوں کو مگر دیکھتا ہے اُن کے قلوب کو۔

ملک الموت کی خوشنودی موت کے وقت کراما کا تبین سے ملک الموت دریافت کریں گے کہ بندہ اس دنیا میں کس طرح رہا۔

اول دشمنوں کی خوشنودی (رضامندی) ضروری ہے یعنی مخالف کو راضی کر لینا ضروری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مرا اور

میں پر کوئی ذمہ داری نہیں اُس پر آگ حرام ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے مخالفین کو راضی کر لیں۔ نیامت کے روز سوائے نیکیوں کے کوئی چیز کام میں نہیں آئے گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ مفلس کون ہے تو جواب دیا گیا کسی نے کہا جس

کے پاس مال نہ ہو۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفلس وہ شخص ہے جس کو قیامت کے دن لایا جائیگا جسکے مخالفین فریاد کریں گے اور اُس کی نیکیاں اُن کو دیدی جائیں گی پھر اُس کے پاس کوئی چیز نہیں رہے گی تو اُس کے گردن پر اُن کے گناہ ڈالے جائیں گے۔

دوم نماز روزے کی قضاء کے بارے میں سوال ہوگا کہ نماز روزے سے کیوں

بے پرواہی کی اور بلا وجہ نماز روزے

کیوں چھوڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بہت ساری نمازوں کی قضاء کرے گا تو اُس کو

چاہئے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو نماز جمعہ سے قبل چار رکعت بیک سلام پڑھے ہر

رکعت میں بعد سورہ فاتحہ آیت الکرسی ایک بار انا اعطینا پندرہ بار پڑھے تو آٹھ سو سالہ

دور گزشتہ کے نمازوں کا کفارہ ہوگا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے

بعض کی عمر ۷۰ یا ۸۰ اور بعض کی سو (۱۰۰) سال ہوتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ تمہارے باپ دادا اور عزیز واقرباء کی قضاؤں کا کفارہ ہو جائے گا۔

سوم موت کو آسان کرنے والی چیزیں تین اقسام کی ہیں ۱۔ قلبی (دل) ۲۔ قولی (بات سے) ۳۔ فعلی (عمل)

(الف) خواہشات کو کم کرنا۔ چنانچہ حضرت لقمان جن کو بعض نبی کہتے ہیں اور اکثر کا خیال ہے

کہ وہ ولی تھے۔ انھوں نے تین سو سال کی عمر پائی لیکن کوئی گھر نہیں بنایا انھوں نے کہا کتنے

سال مکان میں رہیگا جس کے لئے گھر بنائے قولی یہ ہیکہ اپنی موت کو زیادہ یاد کرتا رہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں افضل ذکر موت کا ذکر ہے۔ اور فعلی یہ ہے کہ نیک کام کرنا اور

برائیوں سے دور رہنا۔

چہارم۔ اللہ کی محبت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تمنا کرے جاننا چاہئے کہ

محبت شوق سے پیدا ہوتی ہے اور وہ جاذب و غالب ہوتی ہے۔

کمال اشتیاق سے اللہ کے ملنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اطاعت کو اپنے اوپر

لازم کر لیتا ہے

سلامتی قبر قبر کے ہدایا چار ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے ہدایا چار ہیں۔
 ۱۔ چغلی نہ کرنا۔ ۲۔ پیشاب سے بچنا۔ ۳۔ قرآن پڑھنا۔ ۴۔ راتوں میں نماز پڑھنا
 یعنی قبر چار چیزوں کی طلب گار ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں اور کیڑوں کا گھر اور تنگ گڑھا ہوں
 عذاب کا گھر اور جدائی کا گھر ہوں اس لئے چغلی نہ کرنا حدیث میں آیا ہے کہ انعام لا یدخل
 الجنة چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا حدیث میں آیا ہے کہ انعام ملعون چغل خور لعنتی ہے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بارش بند ہوگئی سات روز تک آبادی سے باہر آ کر
 گریہ وزاری کی گئی لیکن کوئی قبولیت نہ آئی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ تم لوگوں میں ایک چغل
 خور ہے جب تک وہ تمہارے درمیان میں ہے دُعا قبول نہ ہوگی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا
 کہ اُس کی نشان دہی کیجئے تاکہ اُس کو باہر نکال دوں تو فرمایا کیا میں چغلی کروں بتاؤں میں
 کیسے چغلی کروں اُس کی نشان دہی کروں پس تم میں سے ہر شخص توبہ کر لے وہ بھی تمہارے
 میں سے توبہ کرے تو ایسے ہی کیا گیا اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی جو بہترین بدلا ہوا۔

پیشاب سے حفاظت تنزه عن البول سے مراد پیشاب سے ہر طرح محفوظ رہے اس
 طرح کہ پیشاب کا شبہ باقی نہ رہے چونکہ اس سے دوزخ کا
 عذاب اور قبر کا عذاب لازم آتا ہے

تلاوت قرآن قراۃ القرآن سے مراد قرآن پڑھنے کا اہتمام کرے پس چاہیے کہ
 قرآن پاک کثرت سے پڑھے کہ قرآن پڑھنے والوں کی شفاعت کرتا
 ہے اور دوزخ کی آگ کے لئے آڑ بن جاتا ہے۔

نماز تہجد پڑھنا صلوٰۃ الیل قبر کا چوتھا ہدیہ ہے رات کی نماز سے مراد وہ نماز ہے جو شام
 میں سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور صحیح قول یہی ہے کہ وہ نماز تہجد ہے
 اور یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اگر کوئی تہجد گزار ہے تو وہ مقام محمود پر پہنچتا ہے۔

منکر نکیر کی خوشنودی غیبت کا چھوڑنا حق کرنا بات بیان کرنا مخلوق کے ساتھ عاجزی
 کے ساتھ پیش آنا سچ بات کرنا

۱. اول ہدیہ منکر نکیر غیبت کا چھوڑنا غیبت بدترین گناہ ہے۔ جو زنا سے بڑھکر ہے غیبت وہ بات ہے جو کسی شخص کے غیاب میں (سامنے کے بجائے) بیان کی جائے تو وہ شخص رنجیدہ ہو جائے اگرچہ وہ سچ بات ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے لئے دو جھوٹ کافی ہیں کہ جو کچھ سنا اُس کے خلاف بیان کیا۔ یعنی شکایت کرتا ہے کہ جو چیز اُس نے سنی ہے اُس کے خلاف بیان کرتا ہے

وقول الحق: سچی بات کا کہنا جب کے دو آدمیوں کے درمیان مخالفت ہو چاہیے کہ تم سچ کہہ دیں کسی کی مروت و تائید نہ کرے سچی بات دیکھنا اور جھوٹ بیان کرنا ہلاکت میں ڈالتا ہے یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ حق بات کو بیان نہ کرنا ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

مخلوق کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا: اگرچہ اپنے سے چھوٹا ہو تو مروت سے پیش آنا چاہیے کہ اس کے گناہ کم ہے۔ اگر وہ بڑا ہو تو سمجھے کہ اُس کے نیکیاں مجھ سے بڑی ہوئی ہیں۔

سوے ہر کس چناں گرداں نظر را کہ بنی بہتر از خود ہر بہتر را
ہر شخص کی طرف ایسی نظر سے دیکھے کہ وہ اپنے سے زیادہ بہتر ہے

سچی بات کہنا مردوں کا شیوہ سچ بیان کرنا ہے اور قرآن پاک میں آیا ہے الصابرین والصادقین صبر کرنے والے اور سچ کہنے والے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جب بارش نہیں ہوئی تو تین دن تک دعا کی گئی لیکن بارش نہیں ہوئی اُس کے بعد اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا پروردگار میں تمام عمر جو انہیں کھیلا ہوں اگر یہ میری بات سچ ہے تو بارش برسا اس کے کہنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بارش کو برسانہ شروع کیا اور مخلوق حیرت زدہ ہو گئی معلوم ہو کہ سچائی اللہ تعالیٰ کے پاس بہت محبوب ہے اگرچہ گناہ گار تھا اپنی سچائی سے بچ گیا اور جھوٹ سے ہلاک ہوتا اور حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنے کلام میں سچا ہوتا ہے اور جھوٹ نہیں کہتا تو اُس کے بدلہ میں جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ہدیہ سلامتی میزان ہدیہ سلامتی میزان
۱۔ اچھے اخلاق ۲۔ مخلوق پر شفقت۔ میزان کے چار ہدیہ ہیں ۱۔ عمل میں اخلاص ۲۔ عبادات میں کثرت

میزان کا ہدیہ سب سے پہلے عمل میں خلوص پیدا کرنا اور بغیر خلوص کے کوئی عمل کارآمد نہیں ہوتا اور بارگاہ الہی میں بغیر اخلاص کے کوئی اطاعت معتبر نہیں۔ قیامت کے روز یہ ندا ہوگی کہ وہ نامہ اعمال پیش کیا جائے جو اُس کے لئے کیا ہے۔

میزان کا دوسرا ہدیہ عبادت کی کثرت ہے اور اس مقام پر صرف اللہ کا کرم چاہیے۔ چونکہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا دیتا ہے اس حکم کے بارے میں ان الانسان لفی خسر یعنی انسان گھائٹے میں ہے کہ انسان ہر طرح نقصان میں ہے کہ اس کی عمر ہر روز گھٹتی جا رہی ہے اور مال جب جمع کرتا ہے تو رنج بڑھتا ہے اور پھر مستثنیٰ کیا جیسا کہ اللہ کا قول ہے الا الذین یامنوا و عملوا الصالحات یعنی جنہوں نے ایمان لایا اور نیک عمل کیا و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر اور حق کی اور صبر کی ہدایت دے یعنی اللہ تعالیٰ کو جانے اور لفظ حق صرف خدا کے لائق اور خدا کے لیے درست ہے اور وہی بادشاہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد نماز روزہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نعمتوں کا شکر اور تکالیف میں صبر کرنا ہے

اللہ والوں سے محبت رکھنا اللہ والوں کے ساتھ محبت رکھنا کہ اُن کے ذریعہ اللہ تک پہنچ سکے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک دوست ہے تو فرمان ہوا کہ جو تم کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے دوست وہ ہیں جن کو خوف ہے نہ رنج ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں کو خوف ہے نہ رنج۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چار چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱. اللہ کی محبت اللہ کے واسطے ۲. سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

۳. سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت ۴. صحابہ کی اتباع کرنے والوں کی محبت

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان ہے چنانچہ کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے نفس سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت نہ رکھے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے نزدیک میرے نفس کے سواء زیادہ محبوب ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا آپ میری جان سے زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر اب تمہارا ایمان پختہ ہو گیا اور مالک بن نضر سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی مومن اُس وقت نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے پاس اُس کی جان مال اولاد والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی آپ کے آل کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری آل سے محبت رکھا اُس نے مجھ سے محبت رکھا اور جس نے میری آل سے دشمنی رکھا اُس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور پس اللہ سے دشمنی رکھی اور وہ دوزخی ہے۔

اول: سب سے پہلے محبت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنت کی کنجی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے آگے باب سوم میں اس کا بیان آئے گا کہ میری زبان عاجز ہے کہ اُن کے اوصاف بیان کروں صحابہ اور تابعین کے متعلق اپنی زبان کو محفوظ

رکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ انصار کی محبت دوزخ سے امان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میرے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہے تو وہ میرے اور میرے صحابہ سے محبت رکھے۔

خوشنودی روح روح کی خوشنودی چار باتوں میں پوشیدہ ہے ۱ کھانا کم کھانا ۲ کم بولنا ۳ کم سونا ۴ روح پر زیادہ غور و فکر کرنا۔ اس کے تین نام ہیں۔

- ۱ ایک یہ کہ قل الروح من امر ربی یعنی روح اللہ کا حکم ہے
- ۲ دوم یہ کہ جبریل علیہ السلام کا نام ہے
- ۳ تیسرا ایک فرشتے کا نام ہے جس کا سر جفہ کے فاصلے کے مماثل ہے اور اس میں انگشت منہ ہیں جو شمار میں نہیں آتے۔

کم کھانا انبیاء علیہ السلام کی عادت ہے اولیاء اور پیغمبر کبھی پیٹ بھر نہیں کھائے کم کھانے سے آدمی فرشتہ صفت ہو جاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ۴۰ ہزار بکرے ۳۰ ہزار گائے اور ۲۰ ہزار اونٹ تھے جس کو ایک وقت میں اُس کی مقدار کے موافق روغن ڈال کر پکواتے اور کھلاتے اور خود جو کی روٹی، سرکہ، مچھلی اور چھانچ کے ساتھ تناول فرماتے۔ اور کبھی پیٹ بھر نہ کھاتے تاکہ اللہ کے پاس اس طرح کھانے پر مواخذہ نہیں پیٹ بھر کھانے میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر کبھی تین دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھائے۔

قلبت کلام بات کم کرنا روح کی خوشنودی کا ذریعہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بات کم کرتا ہے اُس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہ کم ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی زیادہ بولتا ہے قیامت کے دن شرمندہ ہوگا لا یعنی (یعنی بے معنی)

گفتگو سے خاموش رہنا بہتر ہے ومن سکت سلم ومن سلم نجا
جو خاموش رہا محفوظ رہا اور جو محفوظ رہا وہ نجات پایا۔

قلت المنام کم سونا روح کا ہدیہ ہے قرآن میں آیا۔ یا ایہا المزمّل قم الیل الا قلیلا نصفہ اے حبیب آپ تھوڑی سی رات یا نصف رات کے بعد اٹھ جائیے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے خطاب ہوا۔ من نام کل الیل لا یصلح الجنة۔ جو رات بھر سوتا ہے وہ جنت کے قابل نہیں نیز جبریل علیہ السلام جو جنت کا طلب گار ہے وہ نہیں سوتا۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب تک سوتے رہیں گے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مکان جنت میں دیکھا جو سُرخ یا قوت سبز مرد کی کنکریوں سے بنا ہے اور مروارید کا چھت ہے اور اُس گھر میں پانچ سو سالہ مسافت کا فاصلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ گھر کس کا ہے تو جبریل نے کہا یہ اُس شخص کا گھر ہے جس نے جو رات میں سو کر اٹھتا ہے وضو بناتا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رات میں بیدار ہو جاتے اور آخری رات کے حصہ میں اُٹھنے کی عادت نہ ہو جائے تو وہ غمگین رہتا ہے لیکن سب سے بہتر وقت آدھی رات کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص دو رکعتیں درمیانی شب میں پڑھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ یہ نماز تہجد بھی انبیاء علیہ السلام پر فرض تھی۔ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا الہی میں شب کے کس حصہ میں آپ کو ڈھونڈوں تو فرمان ہوا کہ آدھی رات کو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کثرة التفكير یعنی زیادہ سوچ بچار کرنا روح کا ہدیہ ہے حق تعالیٰ نے فکر کرنے والوں کے اوصاف بیان فرمائے۔

یتفکرون فی خلق السماوت والارض۔۔ ربنا ما خلقت هذا باطلا

سبحانک فقنا عذاب نار

وہ زمین و آسمان کے پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ تو زمین و آسمان کو بیکار نہیں پیدا فرمایا۔ اے اللہ تو پاک ہے ہم کو دوزخ کی آگ سے بچا۔

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں کہ آسمان بغیر ستونوں اور سات طبق زمین کو پانی کی سطح پر بچھا دیا اور سب کو پانی کی سطح پر قائم رکھا اے اللہ تو اس کو بغیر حکمت کے

نہیں پیدا کیا اور پاکی تیرے لئے سزاوار ہے۔ پس محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کی آگ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لمحہ کی فکر دو عالم کی عبادت سے بہتر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک لمحہ کی فکر ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے نشانات پر غور کرو اس کی ذات میں غور مت کرو۔

خوشنودی رب رب کی خوشنودی چار چیزوں میں ہے ۱۔ نیکیوں کا حکم دینا ۲۔ برائیوں سے روکنا ۳۔ خلق کو نصیحت کرنا ۴۔ اللہ کے احکام پر راضی رہنا۔ ان چار چیزوں کی طلب حکمت سے خالی نہیں ہے۔

(۲۱) ۱۔ امر بالمعروف جو کام برا ہوتا ہے اُس کو منکر کہتے ہیں۔ خواہ قول و فعل سے

کیوں نہ ہو۔ پس مؤمن کو چاہئے کہ نیک کام کی ہدایت کرے اور برے کاموں سے بچے رہے وہ جنتی ہوگا اگر زمین پر چلتا پھرتا ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا النصیحة للخلق۔ اللہ تعالیٰ سے مخلوق کی بھلائی چاہنا یہ ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے سب کے لئے نیکی طلب کرو۔ نیکی چاہنے کی علامت یہ ہے اپنے لئے قول و زبان سے جو چاہتا ہے وہی دوسروں کے لئے چاہے

۴۔ احکام الہی پر راضی رہنا۔ جو حکم تجھ تک پہنچتا ہے اُس پر خوش رہے نہ کہ شکوہ کرے جو کچھ اللہ نے لکھ دیا وہ تیرے سامنے آئے گا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جفت القلم بما ہو جو کچھ ہونا ہے اسے قلم نے لکھ دیا۔

فضائل کلمہ شریف: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی باتسمیہ کلمہ طیب پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کے پچاس سالہ گناہ بخش دیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کثرت سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھے گا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مجات پاتا ہے کہ اگر کوئی نماز فجر کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

دس بار پڑھے تو اُس کے جملہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر دریا کے کف سے زیادہ ہوں۔
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی بازار میں آئے اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
 لہ پڑھے تو اس کے نامہ اعمال میں چالیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ حدیث میں یہ بھی آیا
 ہے کہ جو کوئی قبرستان آکر لا الہ الا اللہ الملك الحق المبين پڑھے تو حق تعالیٰ اُس کو
 غنی کر دے گا اور آسانی سے جنت میں پہنچا دے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ دو کلمات ایسے ہیں
 جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جو کہنے کو آسان ہیں لیکن میزان میں بھاری ہیں۔
 اور یہ ہیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

حدیث شریف:

کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان
 فی المیزان سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

ادائی حقوق: اے عزیز یہ ذکر ادائی حقوق کے بارے میں ہے۔ مسلمانوں کا مسلمانوں پر
 اور دوسرے چھ حقوق ہیں۔ جب کسی سے ملاقات ہو تو اُس کو سلام کر اور دوسرا
 کرے تو اس کو جواب دو جب چھینک آئے تو اللہ کی حمد بیان کرو۔ جب کوئی تم سے مدد طلب
 کرے تو اس کی مدد کرو۔ اگر بیمار ہو تو مزاج پرسی کرو۔ جب کوئی مر جائے تو اُس کو قبرستان
 تک پہنچاؤ۔ اور دوسرے حقوق ایک دوسرے پر بہت ہیں ماں باپ کے حقوق اولاد پر اور
 اولاد کے حقوق ماں باپ پر بیوی کا حق شوہر پر اور شوہر کا حق بیوی پر استاد کا حق شاگرد پر اور
 شاگرد کا حق استاد پر۔ غریب کا حق تو نگر پر تو نگر کے حقوق فقیر و یتیم پر صحبت کا حق جماعت
 کا حق مسجد کا حق شہر پر شہر کا حق مسجد پر مالک کا حق غلام پر غلام کا حق مالک پر۔

حق مادر و پدر: ماں باپ کی خدمت اچھی کرو۔ جب اگر وہ غریب ہو جائیں تو ان کی
 پرورش کریں (کھانا کپڑا دیں) جو تم پر واجب ہے۔ ان کی خوشنودی
 کے لئے نفل حج ادا کریں۔ ان کے منہ پر کوئی سخت کلامی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ

والدین کے ساتھ احسان کرو۔ ”وبالوالدین احسانا“ حدیث میں آیا ہے کہ فرماں بردار فرزندوں سے کہو کہ وہ جو چاہے گناہ کریں دوزخ میں نہیں جائیں گے اور ماں باپ کے نافرمان فرزندوں سے کہو کہ تم کتنی ہی نیکیاں کرو جنت میں نہیں جاؤ گے۔ حضرت بندہ نوازؒ کی تصانیف میں دیکھا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی محبت غالب ہو تو حقوق ماں باپ و اولاد ادا کرے تو قیمت میں اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں کرے گا۔ اگر مواخذہ کرے گا تو پھر ادا من پکڑ لو۔ اگر نماز نفل پڑھتا رہے اور باپ بلائے تو نماز توڑ کر چلا جائے۔ اگر ماں بلائے تو نماز پوری کر کے جواب دے اس لئے کہ باپ کا حق زیادہ ہے

ایک شخص کے دو فرزند تھے ایک یاد خدا میں اور دوسرا ماں باپ کی خدمت میں مصروف تھا اور ہر دو اپنے کام میں ہمیشگی کرتے رہے ایک مدت گزر چکی۔ پہلا لڑکا جو یاد الہی میں مشغول تھا کوئی ترقی نہ کر سکا۔ جو حال پہلے تھا وہی رہا۔ دوسرا جو اپنے ماں باپ کو خوش رکھا درجہ ولایت پر پہنچا۔ وہ اپنے والدین کی خوشنودی اور دعاؤں کی برکت کی وجہ سے دولت عظمیٰ کو پاسکا۔

نباشد در کنارِ مدارسِ اطفال راخو نے

چہ شیریں اصطلاح است اینکہ مدارسِ راہماں گویند

ماں کے پہلو میں بچوں کو خون نہیں ہوتا۔ یہ کتنی میٹھی اصطلاح ہے کہ ماں کو اماں کہتے ہیں دوسرے یہ کہ ماں باپ اپنے بیٹے کو جان سے مار ڈالے تو اُن پر قصاص لازم نہیں آتا۔ اس کے برخلاف بیٹوں میں سے ماں باپ کو مار ڈالے تو قصاص لازم آتا ہے۔ ماں باپ پر ولاد کا حق یہ ہے اُن کا بہتر نام رکھے اور ختنہ کروائے اور جب بڑا ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اور عطا کرنے میں مساوات کو پیش نظر رکھے ادب سکھانے کے لئے اتنا نہ مارے کہ ختم آجائے۔ اسی طرح شوہر بیوی کو مالک غلام کو استاد شاگرد کو زخم آنے کی طرح نہ مارے۔

شوہر کا حق عورت پر: یہ کہ عورت اپنے آپ کو بناؤ سنگار کر کے رکھے اور اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ اُس کے مال اور خود اپنی است کو خیانت سے بچائے اور وہ اگر طلب کرے تو رک نہ جائے۔ فرمایا آنحضرت ﷺ

نے کہ بیوی اپنے شوہر کے پاس پیش ہونے سے پہلے سونا حرام ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش ہونے کا کیا مطلب ہے تو ارشاد ہوا اپنے لباس کو اتار کر شوہر کے پاس آرام کرے۔ اور عورت کا حق مرد پر یہ ہے کہ کھانا پینا اور لباس مہیا کرے اور اپنے رہنے کی جگہ علیحدہ رکھے یہ ضروریات سے ہے لیکن مستحب ہے کہ زیور اور خوشبو کا بھی اہتمام کرے۔

استاد کا حق شاگرد پر: یہ کہ ماں باپ کے حق سے بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”الاب ثلاثة ابا من ولدك واب من زوجك و ابا

من علمك و خير الاءاء من علمك۔ باپ تین ہیں۔ تم جس سے پیدا ہوئے اور وہ جو تمہاری بیوی کا باپ ہے۔ اور وہ جو تمہیں علم سکھاتا ہے۔ سب میں بہتر باپ وہ ہے جو علم سکھاتا ہے۔ باپ کے کام پر استاد کا کام مقدم ہے۔ لیکن استاد اللہ واسطے تعلیم دے۔

شاگرد کا حق استاد پر: یہ ہے کہ وہ بیٹے کی طرح اور اللہ کے واسطے تعلیم حاصل کرے اور استاد احسان نہ جتائے اور جو جانتا ہے اُس کو بھی سکھائے اور اپنی شفقت سے محروم نہ رکھے۔

پڑوسی کا حق: پڑوسی کے حق کو ملحوظ رکھو۔ حدیث میں آیا ہے ”للجار حق“۔ پڑوسی کا حق ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرم الجار و ان کان

کافرا۔ اپنے پڑوسی کا احترام کرو اگرچیکہ وہ کافر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ہم سایہ سے متعلق چند وصیتیں کیں یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو میراث میں بھی شریک کر لیا جائے گا۔ فرمایا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر وہ مرا اور اُس کا پڑوسی اُس سے خوش رہا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کا حق اپنے گھر والوں سے زیادہ ہے جس کا پڑوسی ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ عرصہ قیامت میں اُس سے ناراض رہے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ جب تم پکانا چاہو تو کدو میں پانی زیادہ ڈالو تاکہ اپنے پڑوسی کو بھیج سکو۔ اگر ہم سایہ کافر ہو تو اس کا ایک حق ہے اور اگر ہم سایہ مسلمان ہو تو دو حق ہیں۔ اگرچیکہ وہ ہم سایہ ہے مگر عزیز ہے۔ اس لئے اُس کا حق سب سے زیادہ ہے اور

ہم سایہ وہ ہے جو گھر سے ملا ہوا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ عود جلاؤ اُس کی خوشبو جہاں تک پہنچے وہ پڑوسی اور اُس کھانے پر جس کی خوشبو سے اُس کا دل لپچائے اور اُس کو کھانا بھیجا جائے تو پورے زندہ افراد کا ثواب اُس کو ملے گا۔ اگر اُس کا خیال نہ رکھے تو گویا اس نے تمام زندوں کو ختم کر ڈالا۔ اس لئے چاہئے کہ ہم سایہ کی خبر ہر وقت لیتا رہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ مرجائے تو اُس کو منزل تک پہنچاؤ۔ جب اُس کے مرنے کی خبر سن لے تو فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ اگر ہو سکے تو اُس کا غسل بھی دو۔ اگر اُس کو کفن میسر نہ ہو تو کفن بھی دو۔ اگر طاقت ہے تو اُس کے جنازہ کو کندھا دو اور اُس کے پیچھے چلو۔

باب سوم اصحاب کرام اور اہل بیت کے فضائل و کمالات سادات

امیر المؤمنین ابو بکر صدیقؓ: مناقب امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
آپ سارے انبیاء کے بعد انسانوں میں افضل ہیں۔
آپ کی کنیت ابو بکر اور لقب صدیق اکبر اور آپ کا اسم عبد اللہ ابن ابی قحافہ بن عثمان بن
عامر بن عمر بن کعب تک پہنچتا ہے۔ صدیق اکبر کی ولادت واقعہ فیل سے (۹) سال چار ماہ
بعد ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ خلافت کے مسند پر جانشین ہوئے۔ آپ
کی خلافت کی مدت دو سال (۳) ماہ ہے اور آپ کی وفات ہجرت کے تیرھویں سال روز دو
شنبہ ۲۲ جمادی الاخریٰ کو ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ جمادی الاولیٰ چنانچہ تاریخ طبری میں
لکھا ہے آپ کا مزار مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک سے متصل ہے۔ کتابوں
میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کو روضہ مبارک کے آگے
پیش کریں اور عرض کریں کہ السلام علیک یا رسول اللہ! یہ ابو بکر آپ کے آستانہ پر حاضر ہیں
اگر اجازت ہو تو دروازہ کھول دیا جائے گا اگر دروازہ کھلے تو اندر لے جائیں ورنہ صحرا میں
ڈال دیں۔ راویاں لکھتے ہیں کہ آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا ابھی الفاظ پورے نہ
ہوئے تھے کہ دروازہ مبارک خود بخود کھل گیا کہ دوست کو دوست کے طرف لے جایا جائے۔ آپ
کی فضیلت میں بہت سی احادیث مذکور ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ: مناقب: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
بن خطاب بن فصیل بن عزیٰ بن ریح بن عبد اللہ
فرط بن راح بن عدی کعب۔ فاروق کا نسب اپنے والد کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نسب کعب سے ملتا ہے۔ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد ہشتم ہیں۔ آپ کی پیدائش واقعہ فیل
کے (۱۳) سال بعد ہوئی اور آپ نے ایمان بعثت کے بعد لایا اور مسند خلافت پر ۲۳ جمادی

الآخری روز سہ شنبہ ۱۳ھ کو جلوسہ افروز ہوئے۔ آپ کی شہادت خلافت کے دس سال چھ ماہ بعد یعنی ۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات کا زخموں سے ہونا ۲۶ رزی الحجہ اور بعض حکیم محرم لکھتے ہیں۔ آپ کی عمر (۶۳) سال تھی۔ آپ کا مزار حضرت ابوبکرؓ کے مزار سے متصل روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر ہے۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمر فاروقؓ سے متصل دفن ہو گئے۔ یہ دونوں صحابہ دونوں پیغمبروں کے درمیان ہوں گے۔ آپ نے آخر وقت وصیت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح میرا جنازہ بھی روضہ مبارک کے سامنے رکھ کر سلام عرض کرنے کے بعد کہا جائے کہ عمر حاضر ہے اگر اجازت ہو تو دروازہ کھل جائے گا۔ جب ندا لگائی گئی تو جواب آیا کہ اندر لاؤ اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ کی شان و فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن الخطاب ہوتے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ: مناقب: امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو عمر یا ابولیلیٰ ہے اور آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ اس لئے کہ آپ کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ کہتے ہیں کہ صحابہ میں یہ فضیلت کسی اور کو نہیں ملی کیونکہ دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو ایک کے بعد دیگر میں عثمان کے عقد میں دیتا۔ آپ ابن عفان بن عاصی بن اُقیہ بن شمس بن عبد مناف ہیں۔ آپ سال اول ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہدایت پر ایمان لائے اور آپ کی مدت خلافت بارہ سال ہے۔ آپ کی عمر (۸۰) سال ہوئی اور آپ کی شہادت دس ذی الحجہ ۳۶ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی مزار مبارک جنت البقیع میں ہے آپ کے فضائل میں بہت احادیث ہیں اور حدیث میں ہے لکل نبی رفیق و رفیق فی الجنة عثمان ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت عثمان ہیں۔

فصل اول

(اہل بیت کے فضائل کے بارے میں وہ حضرات پانچ ہیں)

حضرت رسول اللہ ﷺ: اول: آنحضرت ﷺ۔ آپ ﷺ کی شان میں
لولاك لما خلقت الافلاك۔ اگر آپ ﷺ پیدا نہ

کئے جاتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اور دوسری وکل شیء من نورہ و انا من نور
اللہ۔ ہر شے میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔ دیگر و انا احمد بلامیم
اور میں احمد بغیر میم کے ہوں۔ و انا عرب بلا عین اور میں عرب ہوں بغیر عین کے۔ اور
دیگر لولاك لما اظهرت ربوبیتی اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ
کرتا اور حدیث قدسی ہے کل الطلبون رضائی و انا اطلب رضاك محمد سب میری
خوشنودی طلب کرتے ہیں اور میں آپ کی اے محمد ﷺ خوشنودی چاہتا ہوں۔

یاسید الانام صلوة و سلام تو روز زبان است مہ وصال و صبح و شام
اے سید الانام آپ پر صلوة و سلام اور یہی ماہ سال صبح و شام کے روز زبان ہے۔

بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر

اللہ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں عباس اور ان کے فرزند اور ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔
بعض سیرت کی کتابوں میں رسالت مآب ﷺ کی ولادت بروز جمعہ بوقت طلوع
آفتاب ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے۔ اور بعض بروز دو شنبہ کہتے ہیں۔ نو شیروان عادل کے
زمانے میں بمقام مکہ۔ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل آپ کے والد انتقال فرمائے اور
آپ ﷺ کی والدہ زندہ تھیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کی والدہ کی رحلت ہوئی

اور بعض تین سال کی عمر کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو
 ﷺ کی کفالت کی اور وہ بھی آپ ﷺ کی آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اس کے بعد
 آنحضرت ﷺ کی کفالت آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے کی اور بارہ سال کی عمر میں
 آپ ﷺ خود تجارت کے لئے شام کی طرف تشریف لے گئے۔ پچیس سال کی عمر میں
 حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو اپنے عقد میں لیا اور پینتیس سال کی عمر میں جملہ اہل قریش کے ہمراہ
 خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حجرہ اسود کو نصب فرمایا۔
 چالیس سال کی عمر میں آپ کو سورہ اقرء باسم ربک پڑھایا گیا اور آپ ﷺ کو خلق کی
 دعوت کے لئے مامور کیا گیا۔ سب سے پہلے بچوں میں ایمان لانے والے حضرت علیؓ ہیں۔
 بڑوں میں ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ
 ہیں۔ قریش کے لوگ مسلمانوں کو تکلیف دینے لگے۔ حضرت مرتضیٰؓ کی عمر کے متعلق بعض
 کہتے ہیں کہ بارہ سال، بعض نو سال اور بعض سات سال اور بعض چودہ سال کے تھے۔ آپؐ
 کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ ایمان لائے دوسرے زبیر بن العوام ہیں۔ تیسرے
 عبدالرحمن ابن عوف چوتھے ابوسعید وقاص پانچویں طلحہ اور ان پانچ اشخاص کو حضرت ابوبکر
 صدیقؓ نے سرکار ﷺ کے پاس لے آیا۔ یہ سب ایمان لائے (۳۹) کے بعد حضرت عمر
 بن الخطابؓ ایمان سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد دین متین مکہ میں کھلے طور پر ظاہر ہونے
 لگا اور اسلام کی دعوت سے تمام مخلوق کو آگاہ کیا گیا۔ گیارہویں سال حضرت ابوطالب کی
 وفات ہوئی۔ بارہویں سال معراج ہوئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ شریف کو
 ہجرت فرمائی۔ اور بارہویں سال یعنی ہجرت کے سال سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؓ کا نکاح
 حضرت علی مرتضیٰؓ سے ہوا اور فاطمہ الزہراءؓ کا جہیز یہ تھا

داں جہیز فاطمہ بالشت چادر بوریہ کانہ مسواک نعلین است بایک آسیا

اوڑھنے کی چادر بوریہ، پیالہ، مسواک، نعلین اور ایک سچلی

اور آپ کا مہر دوسو درہم تھا ایک درہم پاؤ تولہ چاندی کا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت علیؓ

نے اپنی زرہ دو سو درہم میں فروخت کر کے مہر کی بابت حضور ﷺ کی جناب میں پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے نصف کھانے میں اور نصف عطر و خوشبو میں خرچ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بی بی فاطمہؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہوں، حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ میری التجار و کردی گئی۔ تم بھی فاطمہ کے لئے التجا کرو حضرت عمرؓ کو بھی پیغمبر ﷺ نے وہی جواب دیا جو ابوبکرؓ کو دیا تھا اس کے بعد ان دونوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ حضرت فاطمہ کے لئے درخواست کیجئے۔ حضرت علیؓ نے یہ کہا جب آپ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے جواب نہیں دیا تو میں کیسے جبر کر سکتا ہوں انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو آپ سے قربت ہے۔ پس حضرت علیؓ نے درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے بی بی فاطمہؓ سے ذکر کیا تو وہ خاموش ہو گئیں اور حضور ﷺ باہر تشریف لائے حضور کچھ دیر خاموش رہے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری کیا حاجت ہے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ میں حضرت فاطمہؓ سے ازدواج چاہتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا ”مبارک و خوش آمدید“ جب حضرت علیؓ واپس ہوئے تو دوسرے انصار بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کیا خبر ہے کہا کہ میں فاطمہؓ کی خواہش کیا تو اہل اہل و مرہب فرمایا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے لئے بہت کافی ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ نکاح کے بعد (۲۹) ویں شب کو وداع ہوا۔ صفر کے آخر میں نکاح ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ آخر ربیع الاول میں رخصتی ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ماہ رجب میں ہجرت کے پانچ ماہ بعد نکاح ہوا۔ جب غزوہ بدر سے واپسی ہوئی تو رخصتی عمل میں آئی۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ: ولادت حضرت امیر المومنین واقعہ فیل کے تیس (۳۰) سال بعد ہوئی جو رجب کی ۱۳ ویں

وچودھویں تاریخ ہے۔ آپ کے والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور اسد نے ہجرت مدینہ کے بعد ایمان لایا اور وہیں پر وفات پائی۔ حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر کے سپرد کیا۔ اُس شاہ مرداں کی ولادت کعبہ میں ہوئی چنانچہ اس احقر

کمترین کے قبلہ دین و مرشد شاہ افضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف معدن الجواہر میں لکھا ہے

۱ روایت از ولادت آن شدہ دیں نوشتہ در فتوحات القدس ایں

اُس شدہ دین کی ولادت کی ایک روایت یہ ہے جو فتوحات القدس میں لکھا ہے

۲ چو درد زہ گرفتہ مادرش را قریب کعبہ کشتہ را فرش را

جب آپ کی والدہ کو درد زہ شروع ہوا تو آپ نے کعبہ کے قریب ایک فرش دیکھا

۳ دو دن کعبہ آن یک پردہ دید بحکم حق درون پردہ گرید

کعبہ کے اندر ایک پردہ دیکھیں اور اللہ کے حکم سے وہ پردہ کے اندر ہو گئیں

۴ با مرحق نظربہ آسایش او درون کعبہ شد پیدائش او

اللہ کے حکم سے آپ کے آرام کے لئے آپ کی پیدائش کعبہ کے اندر ہوئی۔

شاہ ولایت نے پیدائش کے بعد اپنی والدہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا اور اپنا ہاتھ اپنی ماں کی

چھاتی پر مارا جس سے آپ کے ناخون کا زخم آپ کی والدہ کی چھاتی پر نمودار ہوا۔ اس سے

پریشان ہو کر وہ حضرت ابوطالب کو اس کی اطلاع دیں۔ ابوطالب باہر آ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے آگے اندرون پردہ کا واقعہ بیان کیا اور آپ کو پردہ کے اندر دکھلایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا یہ حیدر (شیر) ہے۔ آپ کے حیدر ہونے کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ اس کے بعد بچہ کو آپ

اپنے دست مبارک میں لے کر اپنے لعاب مبارک کو حضرت علی مرتضیٰ کے منہ میں ڈالا۔ یہی

وہ چیز جو دنیا کی حضرت علیؑ کے شکم میں گئی اور لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور ایک روایت یہ

ہے کہ جب حضور گھر کے اندر تشریف لائے تو حضرت علیؑ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے حضرت

علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بے چین ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں کھڑی ہو گئیں۔ اُس

دن ابوطالب خفا ہو گئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا فرزند نہیں؟ کیوں تم اُن کی تعظیم کے لئے

کھڑے ہو گئے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا جو پیٹ میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی کھڑا

ہو گیا تو میں اُس کی اتباع کی تاکہ مجھے آرام ملے۔ ورنہ میری جان پر مصیبت آگئی تھی تو اُس

دن سے میں نے بچے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت شب جمعہ کے آخر حصہ میں عبدالرحمن ابن ملجم شقی کے ہاتھوں تلوار کی ضرب سے جو پیشانی پر لگائی گئی تھی جب کہ آپ نماز کے لئے کوفہ کی مسجد میں تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد اُس لعین ان ملجم کو ڈھونڈ کو پکڑ لائے اور قید کر دیا شاہ ولایت نے اُس کی نسبت کہا کہ اگر میں دو دن میں اچھا ہو جاؤں تو چھوڑ دیا جائے۔ اگر میری رحلت ہو جائے تو اس کو ایک ضرب شمشیر کی لگائی جائے کہ وہ بھی مجھ پر ایک ہی ضرب لگایا ہے۔ جب دو روز کے بعد ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ اتوار کی شب آئی تو آپ نے اس جہاں سے رحلت فرمائی آپ کی عمر شریف (۶۳) سال کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنین و عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا اور کفن پہنایا نماز جنازہ کی امامت حضرت امام حسنؓ نے کی اور متصل مسجد کوفہ فقر الامارۃ میں دفن کیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ حجاج ابن یوسف اپنے بد باطنی سے آپ کی لاش مبارک کو باہر نکال کر تمام لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ دوسری جگہ دفن کر دیا اور زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کو نجف اشرف میں دفن کیا گیا اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ ہارون رشید شکار کے لئے ایک دفعہ سواری پر سوار ہو کر کوفہ آیا جملہ شکاری جانور جیسے چیتا، باز، ہرن اور ہمہ نجف کے احاطہ میں پناہ کے لئے پہنچے اور سب سجدہ کے آداب بجالائے تو ہارون کو اس پر تعجب ہوا اور پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے تو کہا گیا کہ یہاں حضرت علی المرتضیٰ کا مزار ہے تو ہر سال ہارون زیارت کے لئے وہاں آتا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شاہ ولایت کی نعش مبارک اونٹ پر رکھ کر مدینہ کی طرف روانہ کر دی گئی۔ لوگوں کے سامنے سے اونٹ غائب ہو گیا۔ زیادہ صحیح روایت یہی ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نجف کے مزار میں دفن کیا گیا۔

روایت یہ ہے کہ شاہ ولایت کو (۱۹) لڑکے اور (۱۸) لڑکیاں تھیں۔ حضرت فاطمہؓ ے حضرت امام حسن و امام حسین کے علاوہ محسن جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے اور آپ کے لڑکیوں میں زینب رقیہ جن کی کنیت کلثوم ہے تھیں۔ زینب کی شادی عبداللہ ابن جعفر بن ابوطالب سے ہوئی اور آپ کے بطن سے فرزند ان علی و عباس و عون اور دیگر صاحبزادے ہیں

مذہبہ جوام کلثوم کہلاتی ہیں۔ حضرت عمر خطابؓ سے منسوب تھیں اور ایک قول میں عمر ابن
ابن العاص سے منسوب تھیں جو حضرت امیر المومنین علیؓ کے وصیت کے مطابق ہوئی اور یہ شیعوں
کے قول کے مطابق ہے۔ شاہ ولایت کی مدت خلافت چار سال چھ ماہ ہوئی۔

حضرتہ خاتون جنت فاطمہ الزہرہؓ

مناقب حضرتہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہرہؓ سیدۃ النساء فاطمہ الزہرہ سب سے چھوٹی
صاحبزادی جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

بضعة منی والفاطمہ ریحانی "سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے
جنت کا ٹکڑا ہے اور میری خوشبو ہے اُس کی بزرگی یہ ہے کہ زہرا کے معنی غنچہ (کلی) کے
ہیں اور زہرا کی وجہ تسمیہ وہ ہے کہ آپ میں دوسرے عورتوں کے مماثل عادات تھے

اوست معصومہ زمین وزماں اوست مستورہ مکیں ومکاں

آپ زمین وزماں کے معصومہ ہیں اور آپ مکیں ومکاں کے حیا دار ہیں

اوست خیر النساء بصدق ولیقین اوست زہرائے باغ خلد بریں

آپ صدق ولیقین میں بہترین عورت ہیں اور باغ جنت کی کلی ہیں

بعد شش ماہ سید الکونین نقل کردہ عقیقیہ دارین

سید الکونین کی وفات کے چھ ماہ بعد دونوں جہاں کی پاکباز پردہ فرمائیں

بود تاریخ سیوم از رمضان کہ شدہ فاطمہ بعدن جنان

رمضان کے تیسری تاریخ کو حضرت فاطمہ جنت کے باغوں میں پہنچ گئیں۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات سرکار کی رحلت کے ایک سال بعد ہوئی۔ جمعہ کی شب تھی

یاد و شنبہ کی شب اور آپ کا روضہ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں حضرت فاطمہؑ نے جو مرثیہ لکھا ہے وہ یہ ہے

صبت علی مصائب لواٹھا صبت علی الايام صرف لیا لیا
اگر جو مصیبتیں مجھ پر گزریں اگر وہ مصیبتیں دن کے اوپر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتی۔

دوازدہ امام

امیر المؤمنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ: حضرت سیدنا علیؑ کے بعد خلیفہ ہوئے اور حضرت امام حسنؑ چھ ماہ خلافت کی مسند پر جلوہ افروز رہ کر حکمرانی کرتے رہے اس کے بعد وقت کے تقاضے کے مطابق آپ نے خلافت کو اپنی مرضی سے علیحدہ کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حسن مجتبیٰؑ کے چھ صاحبزادے تھے۔ حضرت امام قاسمؑ کدبانو کے لطن سے تھے اور حسن ثنی اور زید دوسری بیوی سے تھے۔ حضرت جعفر و داؤد ام ولد سے تھے۔ امیر المؤمنین امام حسنؑ کی وفات حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے چھ سال قبل ہوئی اور دوسری روایت میں تین سال ہے امیر المؤمنین کی وفات دس محرم اور بعض کہتے ہیں کہ سات صفر ہے اور آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے اور آپ کے شاخوایں انسان جن اور فرشتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت امام حسینؑ: امیر المؤمنین ہادیؑ کو نین حضرت امام حسینؑ کے چار لڑکے تھے اور دوسری روایت میں پانچ ہے۔

علی اکبرؑ، علی اصغرؑ، عبد اللہؑ و جعفرؑ۔

حضرت امام زین العابدینؑ: پانچویں حضرت امام زین العابدینؑ ہیں۔ میری زبان میں یہ طاقت نہیں کہ آپ کی شان میں ایک

حرف کہہ سکوں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش حضرت علیؑ کی حیات میں ہوئی اور آپ

دو سال کے ہوئے۔ واقعہ کر بلا کے وقت آپ بیمار تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۰ یا ۲۲ سال تھی۔ آپ شہر بانو کے لطن سے تھے جو یزدوج بن پرویز بن نوشیروان کی بیٹی تھیں اور دوسری ان کی بہن کیہان بانو نامی محمد بن ابوبکر کی بیوی تھیں اور تیسری بہن عبداللہ ابن عمر سے منسوب تھیں۔ امام حسین علیہ السلام کے جملہ فرزندان سوائے امام زین العابدین کے سب کر بلا میں شہید ہو گئے اور تمام اولادِ حسینی امام زین العابدین سے ہیں کہ ان کو نوح ثانی کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ بی بی سکیمنہ کی والدہ کا نام رباب تھا جو امام حسین کی صاحب زادی تھیں اور بچپن میں آپ کر بلا کے قیدیوں میں شامل تھیں جو انہوں نے پر حضرت مصعبؓ سے منسوب ہوئے۔ کر بلا کی جنگ کے بعد کوئی نے مصعبؓ کو قتل کر دیا۔ امام زین العابدین ہشام بن عبدالملک بن مردان شقی نے چند دن قید اہنی میں رکھا اس کے بعد ابو العباس منصور جس کو ابوسفاح عباسی بھی کہتے ہیں تمام مردان کے خاندان والوں کو لعینوں کو تباہ و تاراج کر دیا۔ امام زین العابدینؓ کو تخت نشینی کی دعوت دی گئی لیکن امام ابوسفاح کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھا دیا اور اللہ کی یاد میں روانہ ہو گئے اور دوسری روایت یہ ہے کہ ان کو زہر دیکر مسموم کر دیا گیا اور آپ کی وفات ۴۷ھ میں ہوئی بعض کو اس سے اختلاف ہے آپ کا مدفون جنت البقیع ہے جو امام حسن سے متصل ہے امام زین العابدین کے چھ صاحبزادے تھے ان میں سے ایک امام باقرؓ ہیں جنہوں نے امامت کا جھنڈا بلند کیا اور دوسرے ابو جعفر عبداللہ زید و علی و حسین و اصغر ہیں جن سے کوئی اولاد نہیں۔

حضرت امام باقرؓ: حضرت امام باقرؓ تابعین سے ہیں کہ آپ نے حدیث انس ابن مالک سے سنی ہے نیز نعمان بن ثابت بھی جو ابو حنیفہ کہلاتے ہیں جن کو سارا عالم امام اعظم صاحب مذہب کہتا ہے اور وہ امام محمد باقرؓ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کی مجلس سے استفادہ کرتے آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال اور وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ نے ساتویں ذی الحجہ یومِ دو شنبہ کو وفات پائی۔

حضرت جعفر الصادقؑ: نور چشم حضرت علی مرتضیٰؑ اور وارث نبی اور عارف و عاشق

ہیں۔ امام حضرت جعفر الصادقؑ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ کی والدہ ام فردہ بنت قاسم بن محمد ابی بکر ہیں۔ آپ کی ولادت مدینہ میں ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات بھی مدینہ میں ماہ شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۶۸ سال ہوئی اور آپ کا مدفن جنت البقیع ہے آپ کے اوصاف یہ ہیں کہ آپ علم و معرفت کے میدان اور دین کے خزانہ اور شریعت و طریقت کے علوم اور دریائے وحدت کے تیراک تھے تذکرہ اولیاء کے مصنف کہتے ہیں کہ جو کوئی سرکارِ دو علم پر ایمان رکھتا ہے اگر آپ کے اولاد سے محبت نہیں رکھتا ہے تو اس کا ایمان درست نہیں۔ چنانچہ امام شافعی جو مذہب سنت الجماعت کے حامل ہیں وہ کہتے ہیں

لو کان رافضی حب آل محمد ﷺ فلیشد الثقلان انی رافضی

اگر آل محمد کی محبت رافض ہے تو دونوں جہاں کی گواہی ہے کہ میں بے شک رافضی ہوں۔
آپ کو اہل بیت کی دوستی اس حد تک تھی کہ اپنے کو رافض سے منسوب کیا اور اپنے آپ کو مقید کر لیا اور یہ بھی کہلے

علی حبہ جذبہ قسم النار والجنة وصی المصطفیٰ حقا امام الانس والجنہ
آپ کی محبت میں جنت اور دوزخ کی قسمیں ہوئی صحیح معنوں میں امام و انس و جن مصطفیٰ کے وصی ہیں۔ آپ کے زمانے میں منصور بن ہشام حاکم تھا اس نے اپنے غلام سے کہا کہ امام جعفر الصادقؑ کو لاؤ تا کہ میں ان کو قتل کروں وہ ایک جگہ قید میں رکھے گئے تھے وزیر نے کہا کہ وہ گوشہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے مصروفِ عبادت ہیں اور اپنے آپ کو ملک کی ہوس سے دستبردار کر لیتے ہیں اور اللہ کی یاد میں خوش ہیں وزیر بات دیر کی گفتگو سے وہ ظالم مایوس ہو کر امام جعفر الصادقؑ کو بلوایا اور منصور اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا اور غلام کو حیرت ہوئی اس کے بعد منصور نے کہا کہ آپ کی کیا ضرورت ہے حضرت امام جعفر الصادقؑ نے کہا مجھے پاس دوبارہ نہ بلا اور ہم کو اللہ کی اطاعت کے لئے چھوڑ دے۔ نذرانہ پیش کیا اور بہت ہی

عزت و احترام کے ساتھ واپس کیا اور منصور پر لرزہ طاری ہو گیا تھا وہ ظلم کرنے سے باز رہا اور تین دن تک بے ہوش پڑا رہا اور بعض لوگ کہتے ہیں اس کی تین نمازیں قضاء ہوئیں جب ہوش آیا تو وزیر پہچان گیا اور کہا کہ کیا حال ہے کہا جب صادق اندر تشریف لائے تو میں ان کے ساتھ ایک اڑدھان کے ساتھ دیکھا جو منہ پھاڑے ہوئے تھا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ذرا بھی تکلیف دیا تو تجھے نکل جاؤں گا میں اس کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا میں اس سے معذرت چاہا۔ ایک روز سفیان ثوریؒ امام جعفر الصادقؑ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ ایک عرصہ سے لوگ آپ کے ارشادات سے محروم ہیں۔

آپ گوشہ تنہائی اختیار کئے ہوئے ہیں تو امام نے جواب دیا زمانہ میں فساد پیدا ہو گیا ہے اور اچھے لوگ کم ہو گئے ہیں آپ نے صادق کو دیکھا کہ شاندار لباس پہنے ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا ”یا ابن الرسول“ کیا یہ اہل بیت کا حق نہیں ہے تو امام جعفر الصادقؑ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین کے اندر کھنچا اور بتایا ٹاٹ پہنے ہوئے ہیں اور یہ کہا کہ یہ خلق کے لئے ہے اور یہ اللہ کے لئے ہے۔ ایک روز امام جعفر الصادقؑ ریگستان سے گزر رہے تھے اور اللہ اللہ کہہ رہے تھے ایک شخص پریشان حال آپ کے پیچھے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ اللہ کہہ رہا تھا اس کے بعد صادقؑ نے کہا اے اللہ اس وقت میرے پاس جبہ نہیں ہے نئے کپڑے موجود ہو گئے۔ امام نے اس لباس کو پہن لیا وہ پریشان حال سامنے آیا اور کہا اے خواجہ میں اللہ اللہ کہنے میں آپ کے ساتھ رہا ہوں وہ پُرانا لباس مجھے عطا کیجئے۔ حضرت امام جعفر الصادقؑ کو اس کی یہ بات بھلی معلوم ہوئی اور پرانا لباس اس کو عطا فرمادیا۔

حضرت امام جعفر الصادقؑ سے لوگوں نے کہا تمام چیزیں آپ کے پاس ہیں زہد و عبادت و کرم اور خاندانِ مصطفویٰ کے آنکھ کی تھنڈک ہیں لیکن آپ بہت مغرور ہیں تو آپ نے کہا میں مغرور نہیں ہوں مگر مجھے بڑی کبریائی ہے میں اپنے سر سے بڑائی کو نکال کر پھینک دیا تو وہ کبریائی خود آئی اور میرا کبر بیٹھ گیا۔ ایک روز عرفات کے میدان میں ایک شخص کا کیسہ زرگم ہو گیا تو امام جعفر الصادقؑ سے جھگڑنے لگا کہ آپ نے وہ کیسہ زر لے لئے ہیں تو امام

جعفر الصادقؑ نے پوچھا کہ تیرے کتنے دینار تھے تو اس نے کہا ہزار دینار تھے پس اس کو اپنے گھر لے گئے اور ہزار دینار عطا کر دئے۔ اس کے بعد وہ شخص اپنا کیسہ زر کسی اور شخص کے پاس پالیا اور ایک ہزار دینار آپ کے پاس لا کر واپس کرنے لگا کہ میں غلطی کیا ہوں اور شرمندہ ہوں۔ حضرت صادقؑ نے کہا کہ میں جب کوئی چیز دیتا ہوں تو واپس نہیں لیتا وہ شخص کسی اور سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ جعفر صادقؑ ہیں وہ شخص شرمندہ ہوا اور چلا گیا۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں اور قرآن پاک کی تفسیر بھی کی ہے۔ آپ کے پانچ فرزند تھے ایک اسماعیل دوسرے عبداللہ جو ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں کا نام فاطمہ بن الحسین تھا۔ حضرت اسماعیل کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا۔ اور آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ تیسرے امام موسیٰ کاظمؑ اور چھوٹے محمد اور پانچویں علی ذاکر ہیں۔

حضرت موسیٰ کاظمؑ کا ذکر: حضرت موسیٰ کاظمؑ کی کنیت ابو ابراہیم ہے اور آپ کی والدہ کا نام حمیدہ ہے۔

اگرچہ حسب ظاہر شرع واہ است و لے معنی بکیرت گواہ است

نسب اگرچہ شروع میں ظاہر ہے لیکن معنی میں آزادی کا گواہ ہے اور ان کے بھتیجے محمد بن اسماعیل ہیں۔ ان کے بھتیجے سے امامت کے مسئلہ میں جھگڑا رہا۔ ان کو اولاد تھی امام موسیٰ کاظمؑ کی عمر ۵۴ سال تھی۔ آپ کی وفات جمعہ کے دن پانچویں رجب ۱۸۳ھ کو بمقام بغداد میں ہوئی۔ ان کو بائیس ۲۲ لڑکے تھے۔ اور چودہ لڑکوں سے آپ کی نسل چلی اور باقی اولاد تھی ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) سلیمان (۲) فضل (۳) عبدالرحمن (۴) عقیل (۵) قاسم (۶) احمد (۷) داؤد (۸) یحییٰ اور یحییٰ لا ولد تھے اس دنیا سے وفات پائے اور باقی فرزند جو صاحب اولاد تھے وہ یہ ہیں۔ (۱) علی (۲) رضا (۳) ابراہیم (۴) عباس (۵) محمد (۶) اسماعیل (۷) عبداللہ (۸) جعفر (۹) اسحاق (۱۰) زید (۱۱) حمزہ (۱۲) حسن (۱۳) حسین حضرت موسیٰ کاظمؑ کی سکونت شہر مدینہ میں تھی محمد مہدی نامی امیر بغداد نے آپ کو طلب کر کے بغداد میں قید کیا

ہمدی محمد مہدی موسیٰ کاظمؑ کو بلا کر معذرت چاہی اور اپنے قصور معاف کروا کر تین ہزار
تھار سرخ دے کر آپ کو واپس کیا۔ ہارون بن مامون کے زمانہ میں دوبارہ آپ قید کئے
گئے اور قید خانہ میں آپ اس جہان فانی سے انتقال فرمائے۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے آپ کو
ہاں نظر بند رکھا گیا وہ شمال کی جانب خیر الخصال اور سبزہ کے رنگ کا تھا۔

حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ کا ذکر حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ حضرات آئمہ میں کافی
شہرت رکھتے ہیں۔ آپ بزرگ فاضل اور خوش خلق

تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱ ربیع الاول روز پنجشنبہ اور بعض چھ یاسات شوال کہتے ہیں اس امام
عین کی وفات حسن آباد میں بروز جمعہ ۲۱ رمضان ۲۰۳ھ کو ہوئی آپ کی عمر ۴۹ سال چھ ماہ
تھی اور آپ امامت کی مدت ۲۰ سال چار ماہ ہے آپ کی والدہ کے کئی نام تھے بلقیس، تجہ،
متم، نام مشہور تھا۔

بظاہر در بیع و شری بود ولیکن فی الحقیقت پارسا بود

ز اشراف عجم بہتر زنان بود بعقل و دین بس کامل بیان بود

بظاہر آپ خرید و فروخت میں مشغول رہیں لیکن اصل میں آپ بہت پارسا تھیں۔ عجم کے
شریف زادیوں میں آپ سب سے بہتر تھیں اور عقل اور دین میں آپ کامل بیان تھیں۔ آپ کی
والدہ جو پاک دامن اور عقیقہ تھیں بیان کرتی ہیں کہ آپ ایام حمل میں کوئی گرانی محسوس نہیں کرتی
تھیں اور پیٹ کے اندر سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت
موسیٰ کاظمؑ نے آپ کی پیدائش کے بعد یہ خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و علی مرتضیٰؑ
فرماتے ہیں کہ تمہارا بیٹا علی رضاؑ نور مطلق کو دیکھے گا اور اللہ کے حکمتوں کو بیان کریگا اور ان کی
دائے خطا اور سہو پر نہ ہوگی اور آپ عیب پوشی کریں گے اور اسرار حق سے وہ واقف ہوں
گے۔ چنانچہ جامع الوصول میں یہی بیان کیا گیا ہے مامون کے عہد میں جب آپ کو طلب کیا
گیا تو آپ امام علی موسیٰ رضاؑ مدینہ سے خراسان تشریف لائے مامون کے عہد سلطنت اور
خلافت کو آپ کے سپرد کرنا چاہا تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں تجھ سے پہلے دنیا سے گذر

جاؤں گا۔ مامون الحاح وزاری کے بعد پھر ضرورت کے تحت حکومت کو قبول کر لیا۔ مامون اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ امام علی موسیٰ رضاء سے بیعت کر لی۔ اپنی عرفیت رضا رکھ کر اس زمانہ میں جو سیاہ لباس کا رواج تھا اس کو ترک کر کے سبز لباس کا رواج دیا اور سبز جھنڈے کا نیا رواج دیا اور اپنی صاحبزادی جس کا نام ام حبیبہ تھا امام دو جہاں کے نکاح میں دیا اور دوسری روایت میں ہے کہ مامون نے آپ کو خلافت کے لئے مجبور کیا لیکن آپ نے انکار کیا لیکن بہ تقدیر الہی دو ماہ کے بعد خلافت کو قبول کیا۔ جملہ آل عباس اور شرفاء نے آپ کے خلافت کی بیعت کی لیکن تین آدمی آپ کی خلافت سے ناراض رہے اور وہ ابن مونس اور علی اور ابن عمر ہیں۔ آخر ان تینوں کو مامون نے اپنے قریب قید میں رکھا اس کے چند دنوں کے بعد عید کے دن مامون نے حضرت امام علی موسیٰ رضاء سے عرض کیا کہ مصلیٰ پر تشریف لے جائے اور نماز پڑھائے اور امامت کیجئے اور خطبہ دیجئے ان باتوں سے امام وقت نے انکار کیا اور اسکے بعد بہت مجبور کر دینے پر آپ نے قبول کیا اس مسرت میں تمام ساکنان شہر کیا مرد کیا عورت امام کے دیدار کے شوق میں راستوں اور چھتوں پر اپنے آپ کو آراستہ کر کے مشتاق نظر آئے اور امام نے اپنے آپ کو کپڑوں اور عطر سے آراستہ کیا۔

بہمامہ و شملہ داشت آل شاہ یکے برسینہ خود افگندہ آں ماہ
وہ شاہ عمامہ و شملہ پہنے ہوئے جس کا ایک حصہ اپنے سینے پر رکھے ہوئے تھے چلے۔
دویم را در میان شانہ بگذاشت ز استعمال طیب عطر انباشت
دوسرے حصے کو اپنے شانہ کے درمیان میں چھوڑا اور آپ عطر و خوشبوی استعمال کی
روانہ شد بسوئے عید گاہے برفتہ راہ قدرے ہم جو ماہے
آپ عید گاہ کی طرف چاند کی طرح چلے۔
پس آنکھ سر بسوئے آسماں کرد دم اللہ اکبر خود رواں کرد
اور آپ آسمان کی طرف چہرہ کئے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے چلے۔
ادام نمود تکبر آں خردمند موالی ہم بدستور خداوند

اور آپ نے نماز ادا کی اور آپ کے سب ساتھیوں نے بھی دستور کے موافق اتباع کی اور سہیل بن فضل جو مامون کا وزیر تھا امام سے باطنی دشمنی رکھتا تھا اس کا دل دشمنی سے بھر گیا اور وہ امام کے حالات مامون کے آگے شکایت پیش کیا کہ ایسا نہ ہو کہ امام کے اطراف جو لوگ جمع ہوئے ہیں خون ریزی اور سفاکی سے ریاست چھین لیں چاہیے کہ آپ ان لوگوں کو جلد روکیں اور وہ سب لوگ گھروں کو واپس چلے جائیں اور لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کسی کو بھیج کر نماز سے منع کیا لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور عید کی نماز نہ ہوئی اس کے بعد ظالم نابکار بدخواہ العین نے شربت انار میں زہر ملا کر دیا اور آپ کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی بعض پانچ یا نو ذی الحجہ اور بعض صفر کے آخری دہے میں لکھتے ہیں اور آپ کی نماز جنازہ مامون نے پڑھائی اور طوس میں دفن کیا آپ کا رنگ مبارک ہرا ہو گیا تھا۔ اپنے والد کی طرح آپ کو بھی دو فرزند ہوئے ایک موسیٰ جو لا ولد تھے دوسرے ابو جعفر محمد جو اداں کا لقب تقی تھا۔

حضرت امام محمد تقی کا ذکر: آپ کا نام امام محمد تقی ابو جعفر محمد جو اداں اور آپ کا لقب تقی تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مامون اپنی لڑکی جس کا نام ام الفضل تھا اس کو امام محمد تقی کے عقد میں دیا۔ آپ کی وفات ۲۲۰ھ میں بمقام بغداد ہوئی ان کو اپنے دادا امام موسیٰ کاظم کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی والدہ کا نام ضرراں تھا۔

تقی را گر چه مادر جاریہ بود بعفت ہم چو مریم کشت معدودے
تقی کی والدہ اگر چه کنیز تھیں لیکن پاکدامنی میں حضرت مریم کی مانند تھیں۔

ہراں وای کہ آواز او باشد بجائے حرقوی ایجاد باشد

ہر وہ بیماری جس پر آپ کا نام لیا جائے وہ کیسی سخت کیوں ہو دور ہو جاتی ہے اور آپ کی اولاد میں بعض کہتے ہیں کہ ابو جعفر جو اداں المعروف امام محمد تقی کے دو فرزند تھے ایک علی ہادی ہیں جن سے حضرت محمد تقیؑ اور دوسرے موسیٰ جن سے کوئی نسل نہیں وہ شہرے میں دفن ہیں۔
امام علی نقی کا ذکر: امام علی نقی ہادی جن کی کنیت ابوالحسن کہ عسکری بھی کہتے ہیں آپ کی ولادت ۱۲ رجب ۲۲۳ھ بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ آپ کی وفات

سرمن رائی کہ جس کو شمارہ بھی کہتے ہیں جو بغداد کے اطراف میں ہوئی ۲۵۴ھ ماہ جمادی الثانی کے آخری دو شنبہ کو وفات ہوئی۔ معدن الجواہر میں حضرت مرشدی سید افضل بیابانی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں

گرچہ مادرش از واہ بود	بفرمود والد جاہ بود
بود امانہ نام اور زبان زد	رضاء حق بجانش بادبے حد
بود آں عسکری نسبت بہ عسکر	سرمن رائے عسکر بودہ اکثر
کہ من رائے بس شہر عظیم است	مکان راحت قلب سلیم است
نمودہ معتمم آن رانباے	عمارات گلزار آن و خوب جائے
بجہت آں کہ جملہ اہل بغداد	نہ پیش معتمم بنمود فریاد
کہ اے سلطان غلاماں تو مارا	بایذا پیش می آیند ہمایا
بفرما بہر ایشاں جائے دیگر	وگر نہ مارویم این ہر دو بہتر
ازان آن شہر خوش آمین بنا کرد	عدالت رانہ با ظلم آشنا کرد
مسمی کرو سرمن رائے درا	بسا مردہ و ساسر نیز گویا
کہ نادر دے نزول عسکری خود	بفرمود خود آن جا بود لابد
محمد آن کہ بود اسحاق باشد	پسر ہا رون خوش اخلاق باشد

اگرچہ کہ ان کے والدہ واہ سے تھیں ان کی قدر و منزلت اعلیٰ درجہ کی تھی ان کے نو نام زبان زد عام و خاص تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کی جانب زیادہ تھی۔ آپ کا نام عسکری آپ کے لشکر کی وجہ سے تھا۔ مقام سرمن رائے میں اکثر لشکر رہتا تھا کہ سرمن رائے بہت بڑا شہر ہے۔ راحت کا مقام اپنا قلب سلیم ہے۔ معتمم نے اس کی بنیاد رکھی اس مقام پر عمارت تیار ہوئے اس لئے کہ تمام اہل بغداد نے فریاد کی تھی کہ اے سلطان تمہارے غلام ہم کو ایذا پہنچا رہے ہیں ان کو دوسرے مقام پر منتقل کر دو ورنہ ہم نکل جائیں گے۔ اس وجہ سے اس شہر کی بناء رکھی۔ اپنی عدالت کو ظلم سے آشنا نہیں کیا۔ اس کا نام سرمن رائے رکھا جو شمارہ موضع کے نام سے بھی

مشہور تھا۔ اپنے نادر لشکر کو لایا اور فرمایا کہ وہاں لازما رہیں۔ محمد جو ہوگا وہ اسحاق ہوگا ہارون کا بیٹا خوش اخلاق ہوگا۔ اسی کو مقتسم باللہ کہیں گئے پس مامون کی وجہ اس کو امام جانے کے بنی عباس کا خلیفہ وہ میرے ساتھ ہوگا اور وہ مقتسم میامن کا اہل ہوگا۔

حضرت امام حسن عسکری ثانی: امام حسن عسکری ثانی آپ کی ولادت ۲۳۵ھ مدینہ میں ہوئی اور وفات ۲۶۰ھ بروز جمعہ بمآہ ربیع الاول سامرہ میں ہوئی اور علی ہادی تقی کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔ وہاں مسجد نہیں تھی آپ کی امامت حضرت علی ہادی کے بعد چھ سال رہی آپ کی والدہ ام ولاسوس تھیں آپ کی نسل سے ایک ہی فرزند ہیں

حضرت امام مہدی کا ذکر: حضرت امام مہدی لقب اور آپ کا نام ابو القاسم محمد ہے آپ کو امام آخر الزماں سمجھتے ہیں آپ بارہ اماموں میں آخری ہیں۔ آپ اپنی ماں کے حضور سامرہ بموضع سروایہ گئے اور وہاں غائب ہو گئے اور واپس نہیں آئے ۲۶۰ھ کے چھ ماہ بعد اور بعض کہتے ہیں کہ دس ویں ماہ غائب ہوئے اور اب تک چھپے ہوئے ہیں اور یہ قول شیعوں کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے اور سنی بھی یہی روایت کرتے ہیں اور قول ہے یہ روایت ضعیف ہے کہ وہ سامرہ میں فوت ہو گئے اور دوسرے قول کے مطابق آپ تترنہ کے مقام میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں بعض کہتے ہیں مدینہ میں مدفون ہیں آپ کے بعد عبد اللہ جعفر یعنی ہادی تقی کے فرزند نے امامت کا دعویٰ کیا اور کہا میں ان کا بیٹا ہوں میرے والد نے اپنی اولاد میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ غرض یہ کہ دعویٰ امامت میں ثبوت نہیں پائے آپ کے ارشاد کو تسلیم نہیں کیا گیا اور ان کو کذاب کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور نسل جعفر سے تین فرزند ہیں عبد اللہ اسمعیل و جعفر اور ان سے اکثر اولاد ہے۔

امام مہدی صاحب قرآن و آخر الزماں: آپ کا نام مہدی صاحب قرآن امام آخر الزماں یطین مادری سے قطب الاقطاب تھے اور افراد کے سردار ہیں اور حیات خضر سے قائم ہیں۔

جب ماں کے پیٹ سے زمین پر آئیں گے تو ان کی دو ہتھیلیاں بند رہیں گی۔ وہ ہر دو کلمہ شہادت پڑھیں گے وہ عادت کے طور پر ختم نہ ہوں گے ان کے آنکھ سوتے رہیں گے اور دل بیدار رہے گا۔ محدث، متقی اور راست گو ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ذوالفقار حیدری رہے گی اور اس سے بہت سارے لوگ ختم ہوں گے ان کے پاس صحیفہ رہے گا۔ جو مخالف اور موافق کی پہچان کرائے گا۔ میں ان کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہوں جیسا لکھا ہے ویسا بیان کیا۔

ازواجِ مطہرات

حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین: ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا ذکر۔

آپ کے اجداد کا نسب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے نسب سے ملتا ہے خطبہ نکاح سے قبل حضرت خدیجۃ نے خواب دیکھا کہ آفتاب آسمان سے آپ کے مکان میں اتر آیا ہے آپ کی عمر شریف نکاح کے وقت ۴۰ سال تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک ۲۵ سال تھا۔ آپ کا مہر بیس مادہ اونٹ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی حیات میں دوسرا نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ آپ کی وفات بعثت کے دسویں سال دسویں رمضان کو ہوئی جو طبری میں لکھی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ: آپ کا شمار علماء فصحاء و مجتہدین و صحابہ میں کیا جاتا ہے۔ مفتی اور راوی حدیث آل سرور عالم

آپ کی شان میں کہتے ہیں

خذواثلثی دینکم من ہذا المرحۃ

حاصل کرو تم دین کا تیسرا حصہ اس عورت سے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتویٰ دینے میں سات صحابہ تھے۔ ان میں ایک ام المومنین تھیں۔ اور حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا مجھے تمام ازواجِ پردس فضیلتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

پہلی فضیلت یہ کہ میرے سوا کوئی باکرہ عورت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نہیں آئی۔

میرے ماں باپ کے سوا کوئی حضور کے ساتھ ہجرت نہیں کیا۔

میری پاکدامنی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی۔

۴. میرے نکاح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعہ ایک ریشمی کپڑے پر میری تصویر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ یہ ابو بکر کی خوبصورت لڑکی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آپ کی بیوی بنا کر پیدا کیا۔

۵. میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔

۶. سجدہ گاہ سے متصل جب میں سوئی رہتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے اور یہ میرے ساتھ خصوصیت تھی

۷. سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی حالتِ خواب میں کسی دوسری زوجہ کے ساتھ نہیں ہوئی مگر میرے ساتھ لحاف میں بارہا وحی کا نزول ہوا ہے

۸. سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے پر تھا

۹. میری باری کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور قیامت کے دن ہی گھر سے آپ برآمد ہوں گے

۱۰. عورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون زیادہ محبوب ہیں تو ارشاد ہوا کہ عائشہ صدیقہؓ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں آپ کے زیادہ محبوب کون ہیں فرمایا عائشہ کے والد اور عائشہ صدیقہؓ کی باری کے موقع پر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ہدا یہ بھیجتے اور خوش ہوتے اور بعض سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سات سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا اور نو سال کی عمر میں آپ کی وداعی ہوئی اور اٹھارہ سال کی عمر میں آپ بیوہ ہوئیں۔ آپ ساٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور مزار مبارک جنت البقیع میں ہے آپ کا وصال ۷۱ رمضان المبارک یوم جمعہ ہوا آپ کے پاس ۵۰۰ درہم تھے اور آپ کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔

ام المؤمنین حضرت زینبؓ : کہا جاتا ہے کہ آپ ام المساکین ہیں رحم و کرم مسکینوں پر شفقت اور لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے باب میں اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لے

گئے جب آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ اور یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اجازت کے آپ کے گھر چلے لے گئے اس حال میں کہ وہ برہنہ سر بیٹھی ہوئی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو زینبؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بغیر نکاح خطبہ کے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ نے نکاح کیا اور جبرئیل اس کے گواہ ہیں اور زید پروردہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق بیوی تھیں۔

ام المومنین حضرت سودہؓ: آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح سے پہلے ہوا جب وہ عمر رسیدہ ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو طلاق دینا چاہا ایک رات حضرت سودہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں آئیں اور بیٹھیں اور کہا یا رسول اللہ مجھے طلاق نہ دیجئے کہ کل قیامت میں ازواج مطہرات میں شامل رہوں میں اپنی باری عائشہؓ کو بخش دی آنحضرتؐ خوش ہوئے اور اپنے ارادے کو ترک کر دیا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ: آپ سابق میں سردار قلعہ خیبر کی بیوی تھیں خیبر فتح کے بعد آپ کو مسلمان بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیا آپ کا مہر چار سو دینار تھا۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ: آپ حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیا ہجرت کے دو سال بعد آپ کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھ سال بعد آپ کو نکاح میں لایا

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ: ام المومنین حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ساتویں سال آپ کو نکاح میں لایا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور زینب بنت خزیمہؓ سرکار کی حیات میں انتقال فرمائیں اور زینب نام

کے دو لوگ تھے ایک زینب بنت جحش دوسرے زینب بنت خزیمہ۔ آپ کی بعض ازواج آپ کے مکان میں داخل ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئے اور بعض مکان میں داخل ہونے کے بعد طلاق دی گئی۔ ماریہ قبطیہ ام ولد آپ کی کنیز تھیں آپ کے بطن سے حضرت سیدنا ابراہیمؑ تولد ہوئے۔ اس کے بعد ماریہ قبطیہ سرکار کے پردہ فرمانے کے بعد بھی زندہ رہیں۔ آنحضرت ﷺ کے انیس بیویاں تھیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد نو (۹) ازواج مطہرات زندہ رہیں۔

فصل دوم

(چودہ معصوموں کے بارے میں)

۱. اول معصوم محمد اکبر ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں آپ دروازہ کے مار سے انتقال فرمایا آپ کا مزار بقیع میں ہے
۲. دوم معصوم عبداللہ بن امام حسینؑ ہیں آپ نے سات سال کی عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھوں شہادت پائے مزار بقیع میں ہے
۳. سوم معصوم علی اکبر بن امام حسینؑ ہیں آپ نے دو سال کی عمر میں عبدالرزاق دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی اور مزار کربلا میں ہے
۴. چہارم معصوم علی اصغر بن امام حسینؑ ہیں آپ چھ سال کی عمر میں منصور بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں شہادت پائی۔
۵. پنجم معصوم حسین بن زین العابدین ہیں منصور بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں چھ سال کی عمر میں شہادت پائی آپ کا مزار مدینہ میں ہے
۶. ششم معصوم ابوالقاسم بن امام زین العابدینؑ ہیں عود بن یزید بن معاویہ کے ہاتھوں شہادت پائی اور آپ کا مزار بصرہ میں ہے

۷. ہفتم معصوم نصر بن امام محمد باقر چھ سال کی عمر میں منصور دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار سامرہ میں ہے

۸. آٹھویں معصوم عبداللہ بن امام جعفر الصادق ہیں۔ دو سال کی عمر میں کوفی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار بغداد میں ہے

۹. نویں معصوم یحییٰ بن امام جعفر الصادق ہیں۔ آپ نے ایک سال کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار سنام میں ہے

۱۰. دسویں معصوم صالح بن امام موسیٰ کاظم ہیں۔ آپ تین سال کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی آپ کا مزار کرمان میں ہے

۱۱. گیارہویں معصوم عبداللہ بن امام کاظم ہیں۔ آپ نے تہمد دمشقی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ آپ کا مزار شیراز میں ہے

۱۲. بارہویں معصوم جعفر بن امام محمد تقی ہیں۔ بدست یوسف بن ابراہیم دمشقی شہادت پائی آپ کا مزار درحم میں ہے

۱۳. تیرہویں معصوم قاسم بن امام محمد علی نقی ہیں۔ بدست محمد بن ناصر بن ابراہیم دمشقی ایک سال کی عمر میں شہادت پائی آپ کا مزار ہرات میں ہے۔

۱۴. چودھویں معصوم ابراہیم بن امام حسن عسکری ہیں۔ آپ تین سال کی عمر میں بدست ناصر بن ابراہیم دمشقی شہادت پائی آپ کا مزار سامرہ میں ہے

فصل سوم

(سادات کی فضیلت کے بارے میں)

میرے عزیز غور کرو خدا کی یاد بارہ حروف پر مشتمل ہے اور وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اسلام کی بنیاد بارہ حروف پر ہے کہ وہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے اور لفظ امیر المومنین کے حروف بھی بارہ ہیں اور علی ابن ابی طالب کے حروف بھی بارہ ہیں۔ جملہ لیل و نہار کا انحصار بارہ گھنٹوں پر مشتمل ہے اور ستارے بارہ بروج پر منحصر ہیں۔ اعلیٰ الوریٰ میں لکھا ہے جس کی روایت امام زین العابدین نے امام حسین سے اور انہوں نے علی المرتضیٰ سے کی ہے فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ ائنا عشرة من اهل بيتي اعطاهم الله تعالى علمي وفهمي اولهم انت علي و آخرهم مهدي۔ میرے اہل بیت میں بارہ افراد کو میرا علم و فہم اللہ نے عطا کیا جن میں پہلے حضرت علیؑ اور آخری مہدی ہیں۔ اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک روز میں سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس زمانے میں تین اشخاص محمدؐ تین اشخاص علیؑ نام رکھتے تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا اکرموا اولادی فقد اکرمنی ومن اکرمنی فقد اکرم الله میری اولاد کی عزت کرو پس وہ میری عزت کیا اور جس نے میری عزت کی پس اس نے اللہ کی عزت کی۔

حدیث میں آیا ہے الصالحین لله والطالحین لی۔

نیک بندے اللہ کے ہیں اور برے بندے میرے

کسی کی رباعی ہے

سید معظم اند کہ چوں ذکر شان جلی اولاد مصطفیٰ و جگر گوشہ علی
در فعل شان نظر اے کن ز جاہلی الصالحین لله والطالحین لی

سادات کی شان کھلی اور بڑی ہوئی ہے کہ وہ اولاد مصطفیٰ ہیں اور جگر گوشہ علیؑ ہیں اے بچے اپنی جہالت سے عمل کی طرف مت دیکھ۔ چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا نیک بندے اللہ کے

ہیں اور برے بندے میرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ
والذین امنوا یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون۔ یعنی تصرف کرنے
والے نہیں، گنتی میں خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں وہ مومن جو نماز کو قائم رکھتے ہیں صدقہ
وزکوٰۃ ادا کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع میں ہیں۔ جمہور مفسرین شیعہ و سنی اس بات پر
متفق ہیں کہ یہ آیت خاص امیر المومنین علی مرتضیٰ کے شان میں اتری ہے اس کا قصہ یوں
ہے کہ ایک روز ایک سائل مسجد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اور سوال کیا لیکن کوئی اس کو کچھ نہ دیا
اور وہ سائل اپنا چہرہ آسمان کے طرف کر کے یہ آواز دی کہ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں مسجد نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا لیکن محروم جا رہا ہوں اس وقت امیر المومنین خیر المرسلین کے ہمراہ
نماز کے رکوع میں تھے۔ سائل اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور آپ انگلی سے انگوٹھی کو نکال لیا اس
وقت یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہراکم تطہیرا۔ جس میں مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ و فاطمہ الزہرا
وحسین رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے نزول
کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب پر اپنی کبیل اڑایا اور کہا۔ اللہم ہولاء اہل بیتی
اذہب عنہم الرجس و تطہیرا۔ اے اللہ یہ سب میرے اہل بیت ہیں ان کی آلودگیاں
دور کر اور پاک کر۔

اس کلمی کے نیچے مرتضیٰ علی اور سامنے فاطمہ الزہرا اور دو بازو حسن و حسین رضی اللہ عنہم تھے
پنجتن حضرات یہی ہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام سوائے ابو تراب کے شہرت نہیں پایا اور
احادیث صحاح میں اس کی سند آئی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی باب الجنة

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ أَخٍ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
بِأَلْفِ قَامٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي كَمَا نَزَلَهُ هَارُونَ مِنْ
مُوسَىٰ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقُلُوبُ سَبَنِی أَخِي قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الضمران مع علی و علی مع النصران قال علیہ السلام لكل نبی اخی وان علیا و اخی. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے دروازہ پر آسمانوں کی پیدائش سے ہزار سال قبل سے لکھا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں علی رسول اللہ کے بھائی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم مجھ سے ہیں جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گالی دے ان کو کہہ دو کہ اس نے مجھے گالی دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدد گالی کے ساتھ اور علی مدد گاروں کے ساتھ ہوں گے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کا ایک بھائی ہوگا اور علی میرے بھائی ہیں۔

اور امام شافعیؒ نے اپنی رحلت سے قبل کہا

ومات الشافعی و لیس یدری علی ربه الله

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بہت احادیث آئی ہیں۔ اختیار الاخیار و وجلا عظمیٰ میں بہت حدیثیں شاہ ولایت کی شان میں آئی ہیں۔ اس کے راویان قریشی مہاجر و انصار ہیں۔

فصل چہارم

(سادات کے کیفیت کے بارے میں)

وہ شاہ ولایت کو کرار اس لئے کہتے ہیں کہ کبھی آپ نے جنگ سے منہ نہیں پھیرا نہ پیٹھ دکھائی کہ آپ کی شان میں لاتخافون لومة لايم آیا ہے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں گھبراتے۔ کتاب راحت القلوب میں حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کے ملفوظات جس کو شیخ نظام الدین بدایونی نے لکھا ہے کہتے ہیں کہ ماہ ذی الحجہ کی ۲۲ تاریخ کو معتقدین و ملازمین مثل شیخ منتخب الدین متوکل اور خودیہ ضعیف اور دوسرے ارادت مند

حاضر خدمت تھے گفتگو سادات سے متعلق تھی تو حضرت نے کہا کہ بابا نظام الدین سادات کے مراتب اور درجات زیادہ سے زیادہ ہیں۔ جب میں قصبہ اور شہر کے متعلق سنا کہ سید وہاں تشریف رکھتے ہیں تو میں وہاں ایک دن سے زیادہ مقیم نہیں رہا۔

اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ میں بیرون شہر رہا اور دوسری جانب چلا گیا۔ نظام الدین نے یہ معلوم کیا کہ آپ کے وہاں نہ ٹھہرنے کی وجہ کیا ہے یہ سماعت کر کے کہ کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ اگر میں وہاں ٹھہروں اور سید بھی وہاں رہے تو سادات کا احترام جیسا چاہیے ویسا مجھ سے نہ ہو سکے گا۔

فصل پنجم (آداب سادات)

ایک روز حضرت ابو حنیفہ کو فی اپنے مکان میں خود درس دینے میں مشغول تھے اور درمیان درس تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر درس دینے میں مشغول ہو گئے۔ پھر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا۔ حاضرین مجلس نے دریافت کیا، فرمایا سید علوی کے فرزند دیوار کے پیچھے کھیلنے میں بچوں کی جماعت میں مشغول تھے۔ جب اُن کے فیض کی نظر میری طرف پڑتی تو میں بے اختیار اُس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ اگر میں آج اُن کا احترام نہ کروں تو کل قیامت کے روز بحضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شرمندہ ہونا پڑے گا کہ سید بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول تھا۔

رشحات نامی کتاب میں لکھا ہے کہ خواجہ عبداللہ احرار فرماتے ہیں کہ جس مقام یا مکان میں سید کی تصویر آویزاں ہو اس مقام سے بادب گذرنا چاہئے اور مناقب السادات میں ملک العلماء دولت آبادی لکھتے ہیں کہ ایک شہر میں ایک صحیح النسب سید رہتے تھے اپنے اوقات تکلیف اور فاقہ میں گزارتے تھے۔ ایک دن فاقہ کی تاب نہ لا کر شہر کے امیر کے پاس سوال

کیا کہ مجھے دو دن کے فاقہ گزرے ہیں۔ امیر نے اُن کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ چلا جاؤ کہ کچھ نہیں ہے۔ سید نے کہا کہ فی الوقت آپ کے کے ہاتھ میں جو انگشتی ہے اگر آپ وہ دے دیں تو میری حاجت پوری ہو۔ تو امیر نے کہا کہ یہ آدمی دیوانہ ہو گیا۔ اس کو اس جگہ سے نکالو۔ پس اُن کو نکال دیا گیا۔ سید اپنے گھر واپس غم گین آیا اور بیٹھا رہا۔ اُس رات میں امیر نے اپنے گھر میں خواب دیکھا کہ قیامت کا میدان قائم ہو چکا ہے اور جنت کے دروازے پر حضرت رسالت پناہ ﷺ کھڑے ہیں اور لوگوں کو جنت کے اندر داخل فرما رہے ہیں۔ جب اس شخص کی باری آئی تو فرمایا کہ تو وہی شخص ہے جب میرا ایک بچہ فاقہ سے تیرے گھر آیا تو تو نے کچھ نہیں دیا۔ آخر اُس نے تیری انگوٹھی مانگی وہ بھی نہ دی پس تجھے میں جنت میں داخل نہ کروں گا۔ علی الصبح وہ امیر شہر انگشتی کے ہمراہ پانچ سو دینار و خلعت طبق میں لے کر اس سید کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت معافی مانگی نذرانہ پیش کی اور دُعا کی درخواست کی۔ پھر چند دنوں کے بعد خواب دیکھا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ اس کو جنت میں داخل کئے۔

باب چہارم

ذکر اللہ و مشائخان و مقالات و خرق عادات کے بارے میں

حضرت اولیس قرنی: اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا خرقہ مبارک کس کو دیا جائے تو ارشاد ہوا کہ اولیس قرنی کو پہنچائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علی المرتضیٰ و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کوفہ آئے اور حضرت فاروقؓ نے دونوں خطبوں کے درمیان کہا ”یا اہل نجد قوموا یا اہل نجد“ اے اہل نجد کھڑا ہو جاؤ اے اہل نجد جب قوم نجد کھڑی ہوئی تو کہا کہ تمہارے درمیان کیا کوئی قرن کا بادشاہ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ نے اولیس قرنیؓ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ خبر دی ہے لیکن تم اُن کو نہیں جانتے ہو۔ پھر انھوں نے کہا کہ لوگوں میں ایک معمولی آدمی ہے وہ دیوانہ اور وحشی اطوار کا ہے کیا اُس کو طلب کرتے ہو۔ فاروق اعظمؓ نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں کہا کہ وہ وادی عرفہ میں اونٹوں کو چراتا ہے اور آبادی میں بہت کم آتا ہے اور کسی کے ساتھ میل نہیں رکھتا۔ لوگ ہنتے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنتا ہے اس کے بعد علی المرتضیٰ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما وادی کی طرف چلے۔ اُن کو نماز میں مشغول دیکھا اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجا ہے جو اُن کے اونٹوں کی نگرانی کرتا ہے۔ پس اولیسؓ نے جب آدمیوں کو دیکھا تو اپنی نماز کو مختصر کر دیا۔ حضرت فاروقؓ اُٹھے اور سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت فاروقؓ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے تو کہا اولیس قرنی۔ حضرت فاروقؓ نے کہا ”اپنا سیدھا ہاتھ دکھائیے انہوں نے دکھایا جو نشان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ پایا اور دیکھا اور بوسہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور کہا کہ آپ امت کے لئے دُعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ دُعا کے لئے آپ سے اولیٰ تر بزرگ

کون ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے کہا ہم اپنے کام پر ہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو پورا کیجئے۔ اولیسؓ نے کہا اے عمرؓ ذرا اچھی طرح دیکھو کہ شاید کہ وہ کوئی اور آدمی ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نشان بتلایا تھا وہ آپ میں پایا۔ حضرت اولیسؓ نے کہا کہ پس آپ وہ خرقہ مجھے دے دیجئے پس وہ خرقہ انہیں دیا گیا اور کہا کہ پہن لیجئے اور دعا کیجئے کہا کہ صبر کیجئے تاکہ میں اپنا کام پورا کروں اور ایک کونے میں چلے گئے اور خرقہ رکھ دیا اور اپنے چہرہ کو زمین پر رکھا اور کہا یا الہی یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ ہے اس کو نہ پہنوں گا جب تک کہ آپ اُن کی امت کو نہ بخش دیں۔ ہاتھ نے آواز دی کہ جنید ہزار امت کو تمہارے خاطر بخش دیا خرقہ پہن لو اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اُس ملک میں پائے جانے والے اونٹوں کے بالوں کی تعداد کے موافق امت بخش دی گئی۔ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے خرقہ کو پہن لو کہا کہ میں ساری امت کی بخشش سنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے سنا اور کہے کہ ہم اولیس کے نزدیک چلیں تاکہ ہم جس غرض سے آئے ہیں اُن کو دعا کرتے ہوئے دیکھیں۔ حضرت اولیسؓ اُن حضرات کو دیکھ کر اُٹھے اور آہ کی۔ کہا کہ آپ لوگ کیوں تشریف لائے۔ اگر آپ لوگ نہ آتے تو میں خرقہ نہ پہنتا جب تک کہ پوری امت بخشی نہ جاتی۔ جب حضرت فاروقؓ نے دیکھا کہ اولیسؓ نے خرقہ پہن لیا۔ ننگے پاؤں اور ننگے سر (۱۸) ہزار عالم کو اس خرقہ کے اندر دیکھا تو حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنی خلافت پر رنج ہوا اور کہا کہ میری خلافت کو ایک جو کی روٹی پر خریدیں۔ حضرت اولیسؓ نے کہا کہ جس کو عقل نہ ہوگی۔ جو آپ بیچتے ہیں دیکھیں کہ اُن کو کون برداشت کرتا ہے اور ہمارے درمیان خرید و فروخت کا کیا تعلق۔ پھر اس کے بعد اولیسؓ نے فاروقؓ سے پوچھا کہ کیا آپ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہا کہ ہاں۔ اولیسؓ نے کہا کہ کہئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو ملے ہوئے تھے یا علیحدہ اور کس جانب کی ابرو میں ایک بال زیادہ تھا۔ ان میں سے کوئی بھی نہ کہہ سکے جو ہیت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اُس کے بعد حضرت اولیسؓ نے کہا کہ جب آپ دوست رکھتے ہیں تو اُن کی موافقت کیوں نہیں کی کہ جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے نہ کہ دوستی اور محبت کا یہ تقاضہ ہے اور اپنا منہ کھولا اور بتایا کہ منہ میں ایک بھی دانت نہ تھا اگرچہ ظاہر میں حضور کو میں نے نہیں دیکھا لیکن موافقت میں پورے دانت توڑ ڈالے۔ پس فاروق اعظمؓ نے اولیںؓ سے کہا کہ آپ دُعا میں مجھے یاد رکھئے تو اولیںؓ نے کہا کہ میں ایمان میں کوئی خرابی نہ ہونے کی دعا کرتا ہوں اور ہر نماز کے تشهد میں اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات کہتا ہوں اگر آپ قبر تک اپنا ایمان سلامت لے جائیں تو میری دُعا کارگر ورنہ دُعا ضائع۔

ایمان جو سلامت بلب گور بریم

احسن زہے چشتی و حالا کی ما

اگر ہم اپنے قبر تک ایمان کو سلامت لے جائیں تو ہمارے حالات بہتر ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ آخر عمر میں آپ ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھ گئے کہ دو لشکر آپس میں لڑ رہے تھے۔ تو دریافت کیا کہ یہ جنگ کس کی ہے۔ تو کہا کہ جنگ علی المرتضیٰ اور معاویہؓ کے درمیان ہے تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کی موافقت کی اور شہید ہوئے۔ اگرچہ کہ بظاہر آپ نے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اگرچہ باطن میں آپ کی پرورش سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور نبوت سے فائدہ حاصل کیا اور حقیقت میں ہم دم اور واقف اسرار مصطفوی تھے۔ یہ مقام جس کو میسر ہو۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

فرقہ منکر از شہادت اوست متفق بروفات و رحلت اوست

درکنہ سی ہفت و باسی و دو ناصر گفت سال رحلت او

بعض فرقے آپ کی شہادت کے منکر ہیں لیکن متفق ہیں آپ کی وفات و رحلت کے آپ کی رحلت ۳۲ھ یا ۳۷ھ میں ہوئی۔ ناصری نے آپ کے وفات کی تاریخ لکھی ہے:

روز وفات ہفتم شوال روز جمعہ ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ: آپ حضرت علیؑ کے ساتھی تھے آپ کے مناقب بے حد ہیں اور محمد بے شمار ہیں۔ آپ صاحب علم و ورع تھے۔ آپ کی والدہ حضرت ام سلمیٰؓ کی کنیزوں میں تھیں جب آپ کی والدہ کام میں مشغول ہوتیں تو حسن رونے لگتے حضرت ام سلمیٰؓ اپنے سینہ کو اُن کے منہ میں دیتیں تاکہ وہ خاموش ہو جائیں اور چند قطرے آپ کے منہ میں جاتے یہ تمام خوبیاں اور برکتیں اُسی کا اثر ہیں۔ بچپن میں آپ کا نام موتھا۔ حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے تو آپ نے فرمایا مسلمانی کتاب میں ہے اور مسلمان قبر میں ہے۔ حسن بصریؒ نے ایک دن بچپن میں نبی کریم ﷺ کے کوزہ میں پانی پیا، حضرت ام سلمیٰؓ کے گھر میں حضور ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے پیا ہے کہا کہ جتنا پیا ہے اتنا ہمارا علم اُس کے سینہ میں آجائے گا۔ ایک روز حضور ﷺ ام سلمیٰؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حسن کو ام سلمیٰؓ کے گود میں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے دُعا کی جو کچھ انہیں ملا اس دُعا کا اثر تھا۔ ام سلمیٰؓ نے اُن کی پرورش کی اور ہمیشہ کہتی تھیں۔ اللہم اجعلنا اماما تقّی بے۔ اے اللہ تو ان کو امام بنا اور لوگ ان کے مقتدی بنیں۔ یہاں تک کہ ایسا ہوا۔ انھوں نے (۱۳۰) صحابہ کرام کو پایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حضرت علیؑ سے حاصل کیا۔

در سنہ بست و یک ولادت اوست	در صد و دہ وفات و رحلت اوست
عمر آن شد سوار عرصہ دیں	ہم ثمانین نوشت و ہم تسعیں
روز جمعہ و پنج رجب بود	کہ زد نیاش نقل او فرمود
بار تاریخ نقل اوست بہ ہیں	بصرہ ماندہ بغیر عمدہ دیں

آپ کی ولادت ۲۱ھ ہے۔ آپ کی وفات ۱۱۰ھ ہے۔ آپ کی عمر شریف بعضوں نے (۸۰) اور بعضوں نے (۹۰) سال کہا ہے۔ پانچ رجب روز جمعہ آپ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ دیکھو آپ کی تاریخ جو نقل کی گئی ہے آپ بصرہ میں مدفون ہیں۔

حضرت مالک دینار: وہ بزرگ سالک اور حق کے ثار مالک دینار ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دینار آپ کے والد کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ مالک کشتی پر سوار تھے جب کشتی درمیان دریا پہنچی تو ملاحوں نے کرایہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے ملاحوں نے اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو پھر کرایہ طلب کیا تو انہوں نے کہا نہیں ہے۔ پھر ایسا تین مرتبہ کیا۔ انہوں نے کہا میں دریا سے لوں گا۔ ہم دریا میں تجھے ڈال دیں گے۔ اس دوران میں دریا کی مچھلیاں اپنا سر پانی سے باہر نکالیں اور ہر ایک مچھلی اپنے منہ میں ایک دینار لئے ہوئی تھی۔ حضرت مالک نے ہاتھ بڑھا کر ایک مچھلی سے ایک دینار لیا اور اُن کو دے دیا۔ جب ملاحوں نے اس کیفیت کو دیکھا تو قدموں میں گر گئے۔ مالک نے کشتی سے باہر قدم نکالا اور پانی پر چلنے لگے اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے اس وجہ سے ان کا نام مالک دینار ہوا۔ ایک دن مالک دینار دیوار کے سایہ میں سوئے ہوئے تھے ایک سانپ آیا اور اپنے منہ میں زنگس کی شاخ لیا اور پٹکھا جھیلنے لگا۔

حضرت خواجہ حبیب عجمی: آپ مقبول بارگاہ حضرت رسالت عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ العزیز صاحب ریاضت و کرامات تھے۔ ایک روز حسن بھری حبیب عجمی کے پاس آئے۔ آپ کے پاس دو جو کی روٹیاں تھیں۔ آپ نے حسن کے آگے پیش کیا اور حسن کھا رہے تھے کہ سائل نے آواز دی۔ حبیب نے وہ روٹی جو حسن کے سامنے تھی اٹھا کر سائل کو دیدی۔ حسن نے کہا اے حبیب آپ ایک شائستہ آدمی ہیں لیکن ہماری ایک روٹی کا ٹکڑا سائل کو دے دیا اور ایک ٹکڑا روٹی چھوڑ دیا۔ حبیب عجمی نے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر گزری ایک شخص سر پر خوان لئے ہوئے آیا جس میں روٹی، حلوا اور پانچ سو درہم چاندی تھی۔ حبیب کے سامنے رکھ دیا آپ نے پانچ سو درہم درویشوں کو تقسیم کر دیئے اور خوان کا حلوا اور روٹی حسن کے سامنے رکھ دیا۔ جب وہ کھائے تو حبیب نے فرمایا اے اُستاد آپ نیک مرد ہیں اگر تھوڑا سا یقین ہوتا تو آپ کو علم ہوتا اور یقین بھی ہوتا۔ ایک روز ایک جوان کو سولی پر لٹکایا گیا۔ حبیب اُس جگہ پر سے گزرے اور آپ نے اپنی

کنکھیوں سے نظر ڈالی اور اُسی شب میں اُس کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ جنت کے باغوں میں بہشتی لباس پہن کر ٹہل رہا ہے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا۔ اُس نے کہا اُس وقت جبکہ مجھے دار پر لٹکایا جا رہا تھا حبیبِ جمی اُدھر سے گزر رہے تھے اور انھوں نے اپنی کنکھیوں سے مجھ پر نظر ڈالی یہ اُسی ایک نظر کی برکت ہے۔

نہم ماہ صوم و سنہ بود کہ زد نیا حبیب نقل نمود
سال نقلش باتفاق سند ہادی اہل دین بگفت خرد

رمضان کی ۹ تاریخ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی رحلت کا سال باتفاق سند خرد نے ”ہادی اہل دین“ کہا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ: آپ اپنے زمانہ میں معروفیت کے معاملات میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ اور آپ جملہ بزرگوں کے پاس متفقہ طور پر مجتہد مانی گئیں ہیں۔ جس شب میں رابعہ کی ولادت عمل میں آرہی تھیں آپ کے گھر میں نہ کپڑا تھا نہ چراغ کے لئے تیل تھا تا کہ آپ کی ناف میں تیل ٹپکایا جائے۔ آپ کے والد کو تین لڑکیاں تھیں اور چوتھی رابعہ تھیں اس لئے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ ہم سایہ کے پاس جائے۔ وہ جا کر دیکھے کہ ہم سایہ سویا ہوا ہے آپ کے والد تنگ دل ہو کر گھر واپس لوٹے اور سو گئے۔ خواب میں پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رنجیدہ مت ہو کہ یہ لڑکی سردار ہے۔ ستر ہزار میری امت کے لوگوں کو بخشش کا سبب ہوگی۔ پس کہا کہ عیسیٰ کے لڑکوں کے پاس جاؤ کہ وہ بصرہ کے امیر ہیں اُن سے کہو اور یہ نشانی بتلاؤ کہ آپ ہر شب ایک سو بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتے تھے اور جمعہ کی رات میں چار سو بار اور اس جمعہ کی شب میں درود بھیجنا بھول گئے اس کے کفارے میں چار سو دینار حلال کمائی سے مجھے دے دو۔ حضرت رابعہ کے والد صبح بیدار ہو کر اپنا خواب ایک کاغذ پر لکھ کر عیسیٰ کے لڑکوں کے پاس بھیجا اور وہ اس حال سے مطلع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ دس ہزار درہم چاندی کے صدقہ دیں اس شکرانہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یاد فرمایا ہے اور چار سو دینار رابعہ کی امداد

کے لئے بھیجے اس کے بعد اٹھ کر رابعہ کے والد کے پاس پہنچے اور کہا کہ آپ کو خدا کی قسم آپ کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو مجھے اطلاع کیجئے۔ اس کے بعد رابعہ کے والد نے اس رقم کو خرچ کیا۔ جب رابعہ بڑی ہوئیں تو والد اور والدہ دونوں انتقال کر گئے اور ان کی بہنیں پراگندہ ہو گئیں اور بصرہ میں قحط پڑا اور رابعہ ایک ظالم کے ہاتھوں گرفتار ہوئیں۔ اُس نے اُن کو چند درہم میں بیچ دیا۔ وہ مالک آپ کو سخت محنت اور رنج میں مبتلا کر دیا۔ ایک روز وہ اپنی بے بسی پر رو رہی تھیں کہ گر پڑیں اور ہاتھ ٹوٹ دیا اور وہ اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر کہنے لگیں کہ میں بے ماں باپ کی لونڈی بنائی گئی ہوں اور میں قیدی دست شکستہ ہوں مگر مجھے اُس کا کوئی رنج نہیں مگر آپ کی خوشنودی کی طلب گار ہوں میں یہ نہیں جانتی کہ تو مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ غیب سے آواز سنی کہ رنج مت کر تیری دعا قبول ہوگی کہ زمین و آسمان کے مقرب بندے تم پر ناز کرتے ہیں رابعہ ہمیشہ روزہ دار رہیں اور راتوں میں نماز ادا کرتیں۔ ایک روز اُن کا مالک نیند سے بیدار ہوا اور دیکھا کہ رابعہ سجدہ میں کہہ رہی ہے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ تیری رضامندی اور اطاعت کی میں خواہشمند ہوں اگر کام میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کی خدمت سے غافل نہ رہتی مگر میں کیا کر سکتی ہوں کہ مجھے مخلوق کے تحت کر دیا اس حالت میں اُن کے مالک نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ایک نور کی قندیل لٹک رہی ہے اور تمام گھر اس روشنی سے منور ہے اس پر ایک لرزہ طاری ہو گیا پس کہنے لگا ایسی ہستی کو خدمت میں نہیں رکھنا چاہئے۔ رابعہ کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو آزاد کر دیا۔ اگر یہ میرے پاس رہیں تو میں آپ کی خدمت کروں گا ورنہ جہاں چاہے چلا جا۔ رابعہ اجازت چاہیں اور چلی گئیں اور عبادت میں مشغول ہو گئیں اپنے دلی خواہش کے مطابق ہر شب ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتیں اور کبھی کبھی حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں تشریف لے جاتیں۔ اس کے بعد سفر حج کا ارادہ کیا اور ایک گدھا جس پر اپنا سامان رکھی تھیں جنگل میں مر گیا۔ اہل قافلہ نے کہا ہم آپ کا اسباب ساتھ لے لیں گے۔ رابعہ نے کہا میں آپ کے بھروسہ پر نہیں چلی کہ آپ مجھے لے چلیں۔ اس کے بات کہیں کہ الہی مجھے تو نے اپنے گھر بلایا اور میرے گدھے کو مار

والا۔ اُسی وقت اُن کا گدھا کھڑا ہو گیا۔ رابعہ اپنا اسباب اُس پر رکھی اور چلنے لگیں۔ کعبہ کی طرف جا رہی تھیں کہ کعبہ کو راستے میں دیکھیں کہ رابعہ کے استقبال کے لئے آرہا ہے۔ رابعہ نے کہا کہ مجھے کعبہ کے رب سے واسطہ ہے کعبہ کو کیا کروں۔ حضرت ابراہیم ادم علیہ السلام جو چودہ سال تک نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کو پہنچے وہ اس طرح چلتے کہ ہر دو قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے جب کعبہ کو پہنچے تو کعبہ کو موجود نہ پایا کہا کہ الہی میرے آنکھوں میں فرق آ گیا کہ کعبہ کو نہیں دیکھ رہا ہوں یا کعبہ اپنے مقام پر نہیں ہے۔ تو غیب سے آواز آئی کہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے ابراہیم نے غیرت سے آہ کی اور کہا کہ وہ ضعیفہ کون ہوگی۔ اچانک رابعہ کو دیکھا کہ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آرہی ہیں۔ ابراہیم نے کہا کہ اے رابعہ یہاں کیا ہنگامہ مچا رہی ہے۔ تو رابعہ نے کہا کہ ہنگامہ تو آپ نے کیا کہ چودہ سال دیر لگا کر کعبہ پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ میں نے نماز میں مدت گزاری۔ رابعہ نے کہا آپ نماز میں مصروف میں نیاز (عجز و انکساری) میں مصروف۔ ایک شب رابعہ اپنی عبادت گاہ میں حالت سجدہ میں تھیں کہ بوریہ کا کانٹا آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ خون رواں ہوا رابعہ کو خبر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ رابعہ پہاڑ پر گئی ہوئی تھیں کہ تمام شکاری جانور آپ کے اطراف جمع ہو گئے۔ اچانک حضرت حسن بصری بھی پہنچ گئے تو تمام جانور بھاگ گئے تو حسن نے کہا کہ اے رابعہ وہ مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ گئے اور آپ کے نزدیک رہے۔ رابعہ نے کہا آج آپ کیا کھا کر آئے ہیں تو کہا کہ ہرن کا گوش تو رابعہ نے کہا کہ جب آپ نے ان کا گوشت کھایا ہے تو کیوں نہ وہ آپ سے بھاگیں۔

حضرت ابراہیم ادمؑ: آپ شاہ اقلیم اعظم اور پرورش یافتہ لطف و کرم ابراہیم ادمؑ اپنے زمانے کے متقی وقت تھے حضرت ابو حنیفہؒ جو اپنے وقت کے سب سے بڑے علوم دینی کے امام تھے آپ اُن کے ہمراہ مصاحبت و دوستی رکھتے تھے اور حضرت جُنیدؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم علوم کی کنجی ہیں۔ ایک روز حضرت ابو حنیفہؒ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھی ابراہیم ادمؑ کو حقارت سے دیکھ رہے تھے۔ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سیدنا

ابراہیم ادھم کے بارے میں انھوں نے دریافت کیا کہ اُن کو یہ بزرگی کیسے ملی تو کہا کہ ابراہیم بن ادھم اللہ کے حضور اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے کام میں۔ جب ابراہیم بلخ سے چلے گئے تو اُن کو ایک لڑکا چھوٹا تھا جب وہ بڑا ہوا تو کہا کہ میں اپنے والد کی تلاش میں جاؤں گا مجھے اُن کا پتہ دو اور اعلان کیا گیا کہ جو حج کو جانا چاہتے ہیں وہ آئیں اس وقت چار ہزار لوگ جمع ہوئے اُن سب کا سفر خرچ اُس نے برداشت کیا اور اپنے ہمراہ لے چلا۔ جب مسجد حرام میں جبہ پوشوں کو دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا آپ نے ابراہیم ادھم کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ ہمارے شیخ ہیں اب وہ لکڑیاں لانے جنگل گئے ہیں۔ اس کے بعد اُن کے لڑکے نے جنگل کا راستہ لیا۔ اچانک ایک ضعیف شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھاسر پر لئے ہوئے ہے جب اُن کو دیکھا تو رونے لگا۔ پس ابراہیم وہ گٹھالے کر بازار آئے اور آواز لگائی کہ کون حلال چیز کو حلال چیز سے خریدے گا۔ پس ایک مرد نے اُن سے خرید لیا اور دو روٹیاں اُن کو دے حضرت ابراہیم نے اُن روٹیوں کو درویشوں کے سامنے رکھ دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب تمام حاجی طواف کر رہے تھے تو آپ کے فرزند سامنے آئے۔ وہ بہت خوبصورت تھے ابراہیم نے اُن کو دیکھا۔ اُن کے ساتھیوں کو تعجب ہوا جب طواف سے فارغ ہوئے تو اُن کے دوستوں نے کہا اے شیخ اللہ آپ پر رحم کرے ہم سے آپ نے کہا کہ کسی مرد و عورت پر نظر نہ ڈالیں کہ آپ نے ایک نوجوان پر نظر ڈالی۔ حضرت ابراہیم نے کہا جب میں بلخ سے نکلا تو اپنے شیرخوار بچے کو چھوڑ آیا تھا شاید یہ میرا لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھاگ جاؤں وہ ہر روز باپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور باپ کی طرف نظر کرتا۔ ایک روز ابراہیم کے ساتھیوں میں کسی ایک ساتھی بلخ سے آئے ہوئے قافلہ میں گئے۔ خیمہ کو دیکھا جو ریشم کا تھا۔ وہ لڑکا درمیان میں کرسی پر بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ درویش نے وہاں پہنچ کر دریافت کیا کہ آپ کس کے لڑکے ہیں۔ لڑکا رونے لگا اور کہا کہ میں باپ کا بچھڑا ہوا ہوں اب میں ڈر رہا ہوں کہ اگر بیان کروں تو وہ مجھ سے بھاگ جائیں گے۔ میرے والد ابراہیم

ادھم ہیں میری والدہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ درویش نے کہا کہ آئیے ہم آپ کو اُن کے آگے لے چلیں۔ جب اُن کی قیام گاہ پہنچے تو اُن سے کہا کہ آپ کے والد یہی ہیں۔ لڑکا بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا اُس کے ساتھی رونے لگے جب ہوش آیا تو سلام کیا تو اُن کے باپ نے اُن کو گود میں لیا اور کہا کس طریق پر ہو کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں تو کہا الحمد للہ پس ابراہیم نے چاہا کہ لڑکا چلا جائے اور اُس نے نہیں چھوڑا اور فریاد کرنے لگا پس ابراہیم نے آسمان کی طرف رُخ کیا اور کہا اے اللہ میری فریاد کو سُن۔ لڑکا اپنے باپ کے گود میں جان دے دیا۔ دوستوں نے کہا یہ کیا ہوا۔ تو انہوں نے کہا جب میں اُس کو اپنے گود میں لیا تو دل میں میری آواز آئی کہ اے ابراہیم تو ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور غیر کو چاہتا ہے جب میں یہ سنا تو دعا کیا اور کہا کہ اے رب العزت میری فریاد ہے کہ اگر اس لڑکے کی محبت تیری محبت کو مانع ہے تو اس کی جان لے لے یا میری جان پس دعا قبول ہوئی۔

ایک روز تین آدمیوں کے ساتھ حضرت ابراہیم ادھم مسجد میں آئے اور وہ رات بہت سرد تھی۔ جب ساتھی سو گئے تو ابراہیم ادھم اُٹھے اور صبح تک کھڑے رہے کہ ہمارا بھید دوستوں کو معلوم نہ ہو۔ کہا کہ میں خواب میں جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی کہا کہ میرا نام بھی لکھ رہے ہیں تو جبریل نے کہا تم ان لوگوں میں نہیں ہو تو آپ نے کہا میں ان لوگوں میں نہیں ہوں تو اُن کے چاہنے والوں میں ہوں اور کچھ دیر جبریل نے غور کیا اور کہا کہ ابھی حکم ہوا ہے کہ سرفہرست تمہارا نام لکھوں کہ اس رہ میں ناامیدی سے ہی اُمید بنتی ہے۔ کیوں کہ ہل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک سفر میں میں ابراہیم کے ساتھ تھا اور بیمار ہو گیا اُن کے پاس جو کچھ تھا مجھ پر خرچ کر دیا پھر گدھے کو طلب کیا اور گدھا رکھا اور پھر گدھے کو فروخت کیا اور میرے صرفہ میں لایا۔ میں نے پوچھا آپ کا گدھا کہاں ہے کہا کہ فروخت کر دیا میں نے کہا اگر ہوتا تو اس پر بیٹھتے اگر تم میری گردن پر بیٹھنا چاہتے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا آپ تین منزل تک مجھے بیٹھا کر لے گئے ایک بزرگ آپ کے ہمراہ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ اُس بزرگ نے کہا کہ کمال کی کیا علامت ہے۔ ابراہیم نے

کہا کہ اگر پہاڑ سے کہا جائے کہ چل تو چلنے لگ جائے۔ پہاڑ اسی وقت حرکت میں آ کر چلنے لگ گیا پھر کہا کہ ٹہر جا پہاڑ ٹہر گیا۔ آخر عمر میں حضرت ابراہیم غائب ہو گئے آپ کا مزار کا پتہ نہیں بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شام میں ہے۔ جہاں حضرت لوط علیہ السلام زمین کے اندر ہو گئے۔ آپ کی وفات جمادی الآخر کی چھبیس ویں شب جمعہ کو ہوئی۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا مدفن شہر شام میں ہے۔

سال نقلش کہ دل نشین بود گفت سلطان اہل دین بود

آپ کی رحلت کا سال دلچسپ ہے کہا کہ ”سلطان اہل دین“ تھے۔

ذکر حضرت بایزید بسطامی: آپ سلطان الاولیاء اور کاملوں کے لئے دلیل اور اس

ناکام جہاں میں پختہ حضرت بایزید آپ قطب عالم اور

اوتاد کے مرجع تھے۔ حضرت جنید کہتے ہیں کہ بایزید ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے ملائکہ کے درمیان جبریل اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جملہ توحید پرستوں میں آپ کا درجہ اعلیٰ تھا۔ میدان ہدایت بایزید کے ہاتھ ہے۔ اُن کی والدہ آپ کو مدرسہ بھیجیں جبکہ وہ سورہ لقمان تک پہنچے

اور اس آیت کو پڑھے ان اشکری والدیک (میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو) جب استاد سے ان آیات کا معنی دریافت کیا اور خاص طریقہ پر اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اے طیفور تم کس لئے آئے ہو تو کہا کہ جب میں اس آیت کو پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے میری خدمت کرو اور اپنے ماں باپ کی پس فرمائیے کہ آپ کی خدمت کروں یا آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے چھوڑ دیں تاکہ اُس کی خدمت میں حاضر رہوں۔ ماں نے کہا

کہ میں نے تجھ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنا حق بخش دی پس حضرت بایزید بسطامی بسطام سے جا کر شام کے جنگلوں میں تیس (۳۰) سال تک گھومتے رہے اور ریاضت کرتے رہے

اور ایک سو تیس بزرگوں کی خدمت کی۔ اُن میں سے ایک حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک روز بایزید حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے تو امام

جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محراب میں سے کتاب لے کر آؤ تو بایزید نے کہا کہ محراب

کدھر ہے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کتنی مدت سے یہاں آتے ہو کہ اب تک محراب نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اس سے کیا کام میں تو آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ایسا ہی ہے تو جاؤ بسطام میں تمہارا کام مکمل ہو جائے گا۔

ایک روز شیخ قبرستان جا کر واپس ہو رہے تھے ایک شخص بربط کا باجہ بجا رہا تھا اور شیخ کے سامنے آیا تو شیخ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا آخر وہ جوان اپنا بربط آپ کے سر پر مارا اور اُس کا بربط ٹوٹ گیا اور شیخ کا سر پھٹ گیا۔ جب شیخ اپنے خانقاہ کو واپس ہوئے تو بربط کی قیمت اور ایک طبق میں حلوار کھ کر معذرت چاہتے ہوئے بھیجا جب جوان نے یہ حال دیکھا بھاگتے بھاگتے شیخ کے پاس آ کر پیروں پر گر پڑا تو یہ کیا اور کامل لوگوں میں شامل ہو گیا۔

ایک دن آپ نے فرمایا ایک شخص میرے سامنے آیا اور کہا کہ کہاں جا رہے ہو تو میں نے کہا کہ حج کے لئے تو اُس نے کہا کہ ساتھ کیا رکھتے ہو۔ میں نے کہا دو بیس (۲۰) درہم تو اُس نے کہا کہ مجھے دے دو۔ میں بچے والا ہوں اور میرے اطراف سات بار گھومو کہ یہی حج ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب اُن کا مقصد پورا ہوا جو اہل ظاہر کے حوصلہ کی بات نہیں۔ اُن کو بسطام سے باہر کر دیا گیا کہا کہ مجھے کیون باہر نکالتے ہو ایک ایک مرد نے کہا کہ شہر بایزید کی وجہ سے خوشحال تھا۔ اُستاد نے کہا میں حساب رکھتا ہوں گنتی کرو۔ اُستاد ہر طرح گنتی کرتا شیخ جواب میں ایک ہی کہتے۔ اُستاد نے کہا کہ یہ کیا گنتی ہے کہ تم ہر وقت جواب میں ایک ہی کہتے ہو۔ کہا۔ ایک سے ہی سب نکلتے ہیں اور سب سے ایک نہیں نکلتا۔

ایک روز شیخ نے اپنے پاؤں کو دراز کیا اور ایک مرید اپنے پیر کو بھی دراز کیا۔ اس کے بعد شیخ نے اپنا پاؤں کھینچ لیا۔ مرید نے بھی چاہا کہ اپنا پاؤں قریب کرے لیکن نہ کر سکا زندگی بھر اُس کا پاؤں اُسی طرح رہا۔

ایک شب عبادت میں آپ کو لطف نہیں آیا۔ خادم سے کہا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز ہے تو انکو رکا خوشہ ملا۔ فرمایا کہ اس کو کسی کو دے دے کہ ہمارا گھر بقال کی دوکان نہیں ہے۔ بایزید بسطامی جب پہلی دفعہ کعبہ گئے کعبہ کو دیکھا اور صاحب خانہ کو نہ پایا۔ دوسری دفعہ گھر کو معہ صاحب

خانہ کے دیکھا۔ تیسری دفعہ جب آئے تو گھر کو نہیں دیکھا صرف صاحب خانہ کو ہی دیکھا۔
آپ کی وفات ۱۷ شعبان روز جمعہ کو ہوئی۔

سال ترحیل آن مکمل حق شد رقم بایزید واصل شد

اس مکمل حق کے وفات کا سال (آپ کی رحلت کی تاریخ) بایزید واصل شد میں لکھی گئی۔
حضرت عبداللہ مبارک: آپ زمانہ کی زینت اور ایمان کے رکن ہیں آپ کا نام عبداللہ مبارک ہے۔ آپ کو علماء کا شہنشاہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے احوال پسندیدہ تھے۔ آپ نے بہت سے بزرگ مشائخ کو دیکھا اور آپ کی بے حد تصانیف اور بے شمار کرامات ہیں۔ ایک دن عبداللہ مبارک سفیان ثوریؒ کے پاس آئے اور سفیان ثوریؒ نے کہا اے رجال المشرق تشریف لائیے۔ فضیل عیاض بھی موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان رجال المغرب بھی ہے۔ والمغرب وما بینہما۔

ایک روز ایک بد خصلت اُن کے ہمراہ تھا اور وہ نقصان پہنچاتا تھا جب وہ علیحدہ ہو گیا تو آپ روئے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رورہے ہیں تو آپ نے کہا کہ وہ بے چارہ چلا گیا اور اُس کی بُری خصلت بھی اس کے ساتھ چلی گئی اور وہ خصلت اُس سے دور نہ ہوئی۔

ایک روز آپ راستے سے جارہے تھے کہ ایک نابینا کو دیکھا لوگوں نے کہا کہ عبداللہ مبارک آرہے ہیں۔ جو چاہتے ہو مانگو عبداللہ سے نابینا نے کہا اے عبداللہ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ میری آنکھ دوبارہ عطا فرمائے۔ عبداللہ نے سر اٹھا اور دُعا کی وہ اُسی وقت بینا ہو گیا۔ ایک روز اُن سے دریافت کیا گیا کہ کونسی خصلت زیادہ نفع پہنچانے والی ہے تو کہا کہ زیادہ عقل لوگوں نے کہا اگر نہ ہو تو کہا کہ خاموشی لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ اُس کے حق میں موت بہتر ہے۔

ایک دن ایک جوان آیا اور عبداللہ کے قدموں پر گر گیا کہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ عبداللہ نے پوچھا کہ وہ کیا گناہ ہے تو اُس نے کہا کہ زنا کیا ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ تو نے کسی کی غیبت کی ہوگی۔

حضرت خواجہ سفیان ثوریؒ: آپ میدان معنی و ظاہر کے قطب ہیں۔ خواجہ سفیان ثوری اپنے وقت کے بزرگ تھے۔ عالم ظاہر و باطن میں آپ نظر نہیں رکھتے تھے۔ لوگ آپ کو امیر المومنین کہتے تھے جبکہ آپ کو کبھی خلافت نہیں تھی۔ آپ حق کی اقتداء کرنے والے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس زر کی تھیلی بھیجا کہا کہ جان لے کہ میرے والد تیرے دوست تھے۔ اور یہ حلال کی وجہ سے ہے سفیانؒ نے اپنے لڑکے کے ذریعہ واپس کیا اور کہا کہ تیرے پاس سے میری دوستی خدا کے واسطے تھی۔ جب سفیانؒ کے بیٹے واپس آئے تو کہا کہ اے میرے ابا آپ بڑے مستغنی تھے آپ نے مجھے عطا نہ فرمایا کہ میں بچے والا تھا اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔ سفیانؒ نے کہا اے بیٹے میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے بچوں کے ساتھ اچھی روزی کھائے اور قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا میں اس بار کو اٹھانے کا متحمل نہ ہوں گا۔

ایک دن الٹا لباس پہنے ہوئے تھے تو ان سے کہا گیا کہ سیدھا کر کے پہنئے تو انہوں نے ہرگز سیدھا نہ کیا اور کہا کہ یہ لباس میں نے اللہ کے واسطے پہنا ہوں ہرگز اُس کو نہ پلٹاؤں گا جب تک کہ وہ خود بخود نہ پھٹ جائے۔ آپ کا مزار بصرہ میں ہے اور آپ کی تاریخ وفات ”ہمائے جنان“ میں ہے۔

ایک پرندہ بازار میں اپنے پیجرہ میں فریاد کر رہا تھا اُس کو آپ نے خریدا اور آزاد کیا اور اُس رات میں جب تمام کاموں سے فارغ ہوئے۔ وہ پرندہ واپس آیا اور کبھی کبھی آپ کے آگے آتا۔ جب سفیان ثوریؒ کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ آپ کے جنازہ پر آیا اور فریاد کرنے لگا جب آپ کو دفنایا گیا تو وہ پرندہ آپ کی مزار پر سمراتا کہ اچانک آپ کی مزار سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے سفیان کو بخش دیا اس لئے وہ مخلوق پر رحم کرتا تھا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ: آپ دین کے شمع۔ مستجاب دعوات، آپ نعمانی حقائق و دقائق کے ترجمان۔ آپ عارف و عالم و صوفی حضرت ابو حنیفہؒ کو فی، حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری

امت میں ایک شخص جس کا نام نعمان ہوگا اور اُس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہوگا اور ابو حنیفہ کے وصف کے بارے میں آیا ہے اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ وہ (90) سال خدمت میں رہا اور یہ دیکھا کہ آپ عشاء کے نماز و طہارت سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔ اور حضرت شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جملہ عالم کے علماء (علم فقہ میں) آپ کے عیال ہیں۔ آپ نے چند صحابہؓ کو دیکھا۔ چنانچہ عبداللہ الزہدیؒ انس ابن مالک و جابر بن عبداللہ عبداللہ بن ابی وادنی و اثلہ بن اسفہع و عائشہ بنت عمر اور امام محمد باقر و امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہم سے آپ کو محبت تھی۔ جو وقت کے استاد تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں ابراہیم ادہم، بشر حافی، داؤد طائی اور عبداللہ بن مبارک تھے۔ آپ روضہ سید المرسلین ﷺ پر حاضر ہوئے اور السلام علیک سید المرسلین کہا تو روضہ مبارک سے جواب آیا یا امام المسلمین۔

ایک شخص حضرت امام اعظمؒ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا زمانہ کس قسم کا تھا اور یہ زمانہ کس قسم کا ہے تو فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے ”خیر القرون قدرنی“ (سب میں بہتر زمانہ میرا) اور نیز کہا کہ اگر وہ لوگ تم کو دیکھ لیں تو کافرو منافق کہیں اور اگر تم انہیں دیکھیں تو دیوانہ کہیں۔

ایک روز راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک لڑکے کو دیکھا جو کچھڑ میں کھیل رہا تھا فرمایا ایسا نہ ہو کہ تو گر پڑے لڑکے نے کہا میرا گرنا آسان ہے کہ میں تنہا ہوں اگر آپ پھسل پڑیں تو سارے مسلمان گر پڑیں گے اور ان کا سنبھلنا دشوار ہوگا۔ امام کو لڑکے کا جواب عجب معلوم ہوا بہت رونے لگے اور آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کبھی ایسا ہو جائے کوئی مسئلہ معلوم ہو جائے اور اُس کی روشن دلیل بھی رکھتے ہو تو اس کو اختیار کرو کہ یہی انصاف ہوگا۔ بے شک ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ بہت سے مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتے تھے۔ فتویٰ کے طور پر آپ نے فرمایا اور یہی علماء کے اجتہاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کتابوں میں دیکھا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ اپنے شیر خوارگی کے زمانہ میں شاہ ولایت حضرت علیؒ کو دیکھا کہ آپ کے والد جن کا نام ثابت تھا آپ کو شاہ ولایت کے پاس لے گئے تو فرمایا کہ حضرت رسالت

آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری امت کا چراغ ہے اور اپنا لعاب مبارک اپنے ہاتھ سے ابوحنیفہ کے منہ میں ڈالا۔

ابوحنیفہ صرخت العمرنی لہو و لہب فاهاثمہ آہاثمہ آہا
 احب الصالحین و لست منهم لعل اللہ یرزقنی صلاحًا
 ابوحنیفہ نے ایک عمر کھیل کود میں گزار دی۔ افسوس پھر افسوس پھر افسوس صالحین سے
 محبت رکھتے اور ان میں سے نہیں تھے شاید کہ اللہ مجھے نواز دے۔ آپ کی تاریخ وفات بعض
 چار رجب اور بعض چار شعبان کہتے ہیں۔

عقل تاریخ اوچہ گوہر صفت سال ترحیل او معلیٰ گفت
 مرقدش وان بقطعه بغداد تن و جانش رحمت حق باد
 عقل سے جو تاریخ کہی گئی ہے وہ موتیوں کو پرویا ہے۔ آپ کے رحلت کا سال معلیٰ میں ہے
 آپ کا مزار مبارک بغداد میں ہے۔ اللہ آپ کے جسم و جان پر رحمت فرمائے۔ آپ نے
 ہارون کے قید خانہ میں وفات پائی ایک روز آپ نے ایک دولت مند کی مہمانی کی اس کے
 کفارے میں ایک ہزار قرآن ختم کیا۔ ایک دن آپ کے جبہ پر کیچڑ کا بمقدار درہم۔ آپ
 نے جائز لیا اور خود آپ نے کیچڑ کے چھینٹے کو دھو ڈالا۔ آپ نے کہا وہ فتویٰ ہے اور یہ میرا
 تقویٰ ہے۔

حضرت امام شافعی: آپ شریعت کے سردار اور طریقت کی دلیل اور حقیقت کے سالار
 اور محیط معرفت کے غواص اور وارث ابن علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم شافعی۔
 امام حنبلی جو اپنے زمانہ کے امام تھے۔ جن کو تین ہزار احادیث زبانی یاد تھیں باوجود اس
 فضیلت کہ آپ امام شافعی کے شاگرد تھے اور امام شافعی کے سواری کے ہمراہ برہنہ سر رکاب
 بردار رہتے۔ احمد حنبلی نے یہ بھی کہا کہ ہر صدی سو سال کے پورے ہونے پر جب نئی صدی
 شروع ہوتی ہے تو اس وقت ایک شخص پیدا ہوتا ہے اور وہ اوتاد اور افراد میں سے ہوتا ہے اور
 وہ شافعی تھے ایک روز ہارون رشید خلیفہ بغداد سے کسی نے امام شافعی کے بارے میں کہا کہ وہ

قرآن کے حافظ نہیں ہیں تو ہارون نے چاہا کہ اُن کا امتحان کرے۔ ماہ صیام میں آپ کو امامت کرنے کے لئے کہا گیا۔ پس ہر روز امام شافعیؒ جز قرآن کا مطالعہ کرتے اور ہر شب تراویح میں سنا دیتے۔ آپ نے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ آپ اہل بیت کے چاہنے والے تھے اُن کے اشعار میں اپنے پہلے رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وفات کے دن آپ امام شافعیؒ تولد ہوئے۔ آپ ماں کی طرف سے سید ہیں۔ سفیان ثوری کہتے ہیں اگر شافعیؒ کی عقل وزن کی جائے تو تمام مخلوق کی عقل سے بڑھ جائے گی۔ عبداللہ انصاری کہتے ہیں اگرچہ میں شافعی مذہب نہیں رکھتا لیکن آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ ہر مقام پر اُن کو بلند دیکھتا ہوں۔ آپ کی وفات روز جمعہ رجب کہ آخری تاریخ کو ہوئی آپ کا مزار شریف بصرہ میں ہے

سال مولود او معلیٰ و آل سال ترحیل او مقد خواں

آپ کا سال ولادت معلیٰ (۱۵۰ھ) میں اور سال رحلت مقدس (۲۰۴ھ) میں ہے۔

حضرت امام مالکؒ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مجتہد زمانہ مالک بود	عارف و سالک مسالک بود
ذات پاکش ز فرقہ بعباست	حافظ و ناصر گردہ خدا است
سال مولود مالک دوراں	گفت ہاتف زہے جواد جہاں
بود چوں رہنمائے دین متین	سال رحیل اوست قدوۃ دین
در مدینہ مزار او آمد	فیض باری نثار او آمد

حضرت مالک اپنے زمانہ کے مجتہد تھے۔ آپ عارف سالک مسالک تھے۔ آپ کی ذات پاک علماء سے تھی۔ آپ مخلوق خدا کے حافظ و ناصر تھے اور اللہ کی جماعت سے تھے۔ مالک دوراں کی ولادت ”زہے جواد جہاں“ سے ظاہر ہے۔ یکشنبہ کا دن سات ربیع الثانی آپ کی تاریخ رحلت ہے۔ آپ دین متین کے رہنما تھے۔ آپ کی رحلت کا سال ”قدوہ دیں“ (۱۷۹ھ)

میں ہے آپ کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے آپ پر اللہ تعالیٰ کا فیض جاری ہے۔ عبد اللہ شبلی مالکی مذہب پر تھے۔ جنید بغدادی شافعی مذہب پر اور سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ حنبلی مذہب پر تھے۔

حضرت امام احمد حنبل: آپ مصاحب جمع زمانہ اور صاحب ورع یگانہ اور سنی آخر داول امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار حضرت ذوالنون مصری، سری سقطی، معروف کرخی و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت احمد حنبل اپنے عادتوں میں دریا کے مانند تھے اور آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک روز آپ پانی کے کنارے وضو کر رہے تھے کہ دوسرا شخص آپ سے اوپر کے حصہ میں وضو کر رہا تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ آپ امام ہیں فوراً اُٹھ کر آپ کے پائیں میں آکر وضو کیا۔ جب اُس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں اُن کو دیکھا اور پوچھا خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اُس نے کہا کہ اللہ نے مجھ پر رحمت کی اس لئے کہ میں نے امام احمد حنبل کے احترام میں نچلے حصہ میں وضو کیا تھا۔

آنکہ او بود احمد حنبل	شدہ از علم فخر و زیب عمل
مذہب او مشابہ جانست	زندگی بخش جسم و ایمانست
بود در بدش بصدق و یقین	قطب کونین شاہ محی الدین
ذات او عمدہ زماں و زمین	سال مولود اوست صاحب دین
سال ترحیل او خدا آگاہ	شد رحم صاحب جنان اللہ
جسم پر نور اوست در بغداد	روح پر فیض اور بخت شاد

وہ جو احمد حنبل تھے اپنے علم و عمل کی وجہ سے قابل فخر بنے آپ کا مذہب جان کے مانند ہے جو جسم اور ایمان کو زندگی بخشنے والا ہے۔ آپ صدق و یقین کے کامل تھے اور کونین کے قطب اور دین کو زندہ کرنے والے بادشاہ۔ آپ کی ذات زمین و آسمان کے لئے بہتر تھی۔ آپ کی ولادت کا سال ”صاحب دین“ میں ہے اُس خدا رسیدہ کی رحلت کا سال ”صاحب

جنان اللہ (۲۷۱ھ) میں ہے۔ آپ کا جسم پر نور بغداد میں ہے۔ آپ کی روح فیض سے بھری ہوئی تھی۔ آپ خوش نصیب تھے۔

آپ کی ولادت بغداد میں ۱۶۴ھ میں ہوئی آپ کی عمر (۷۹) سال تھی۔ آپ امام شافعی کے شاگرد تھے۔ جب بغداد میں معتزلہ کا غلبہ ہوا تو انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی کہ قرآن کو مخلوق کہیں اور خلیفہ کے پاس لے گئے وہاں ایک فوجی سپاہی خلیفہ کے محل پر تھا۔ اُس نے کہا کہ اے امام زمانہ آپ ہمت سے رہئے کہ میں ایک دفعہ چوری کیا مجھے گرفتار کر کے ہزار دُرے لگائے لیکن میں اقرار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مجھے چھوڑ دیا گیا حالاں کہ میں باطل پر تھا حق کے معاملہ میں صبر زیادہ بہتر ہے امام احمد نے کہا کہ مجھے یاد ہے پس باوجود کبرسنی کے حکم کی تعمیل کے لئے لے گئے اور ہزار تازیانے لگائے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہیں۔ اس دوران میں آپ کے ازار کا بند کھل گیا۔ امام کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اُس وقت غیب سے ہاتھ ظاہر ہوا اور وہ ازارہ کو باندھ دیا جب اس کرامت کو دیکھے تو رہا کر دیا اور اس زحمت پر اللہ کی رحمت نے گھیر لیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جنازے پر آسمان سے پرندے اترے اور جنازہ پر اپنے آپ کو مارتے تھے اس حالت کو دیکھ کر ہزار کافر مشرک مسلمان ہو گئے۔

حضرت داؤد طائی: آپ عامل طریقت اور عالم حقیقت مرد خدا کی داؤد طائی ہیں۔ آپ مقام طائفہ کے اکابر میں سے ہیں۔ آپ تمام علوم میں کافی مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ نے علم فقہ میں حضرت ابو حنیفہؒ کی بیس (۲۰) سال شاگردی کی۔ آپ نے حضرت فضل اور حضرت ابراہیمؒ کو دیکھا۔ آپ کے پیر طریقت حضرت حبیب عجمیؒ ہیں۔ آپ روٹی کھا رہے تھے کہ ایک ترسائی (آگ کی پرستش کرنے والا) گذرا۔ روٹی کا ایک ٹکڑا اور اپنا چبایا ہوا بھی اُس کو دے دیا اور وہ ترسا کھالیا اور اُسی رات اپنی بیوی سے صحبت کیا جس کے باعث معروف کرنی پیدا ہوئے۔ حضرت داؤد فقیروں کو دوست رکھتے اور تو نگروں کو حقارت سے دیکھتے تھے ابو یوسف اور محمدؒ کے درمیان مسائل میں اختلاف ہوا حضرت داؤد طائی بطور حاکم حضرت محمدؒ کی طرف سے آئے اور پہلے اپنی پیٹھ ابو یوسف کی طرف کی اور کوئی

بات بھی نہیں کی۔ اُن سے کہا کہ ہر دو علم میں بزرگ ہیں ایک کو عزیز رکھتے ہو اور دوسرے کو آگے بھی نہ لایا کہا کہ محمد دنیا کی رفعت اور جاہ کی طرف سے علیحدہ ہو چکے ہیں اور دل کو پاک کر کے علم کے لئے آئے ہیں۔ ابو یوسف نے درخواست کیا کہ مجھے داؤد طائی کے پاس لے چلو تا کہ میں اُن کی ملاقات کر سکوں جب حضرت داؤد طائی کے گھر آئے تو اُن کو وہاں موجود نہ پائے اور اُن کی ماں سے درخواست کی تا کہ اُن کے لئے سفارش کریں۔ کہتے ہیں کہ جب ماں نے ان کی سفارش کی تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ مجھے اہل دنیا اور ظالموں سے کیا کام۔

بود بے شبہ عارفِ کامل حنفی مذہب است اُس عامل

سال تفتش خرد بحکمِ سند گفت داؤد و اطل ایزد

بے شبہ وہ عارفِ کامل تھے اور حنفی مذہب پر کاربند تھے۔ آپ کی وفات کا سال عقل نے سند کے طور پر کہا ”داؤد و اصل ایزد“ میں ہے۔

امام ابو یوسفؒ: اما ابو یوسف محمدؒ کا نام یعقوب بن ابراہیم ہے آپ کا وطن کوفہ ہے آپ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں۔ جس نے سب سے پہلے قضاۃ کا عہدہ حاصل کیا وہ آپ ہیں۔ آپ کی عمر (70) سال تھی اور آپ کا مزار بغداد میں ہے اور آپ کا سال وفات ۱۸۰ھ ہے۔

امام محمدؒ: امام محمدؒ آپ کا نام ہے اور آپ کے والد حسن ہیں۔ حسن ملک شام سے آئے عراق میں قیام پذیر ہوئے۔ جہاں محمدؒ پیدا ہوئے نشوونما کوفہ میں ہوئی وہ امراء میں سے تھے۔ امام اعظمؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ابو یوسف اور محمدؒ کو علماء حنفیہ کہتے ہیں اور صاحبین بھی کہتے ہیں۔ عبادت میں اکثر فتاویٰ امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہیں اور معاملات میں ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق۔ آپ کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔

حضرت معروف کرہیؒ: آپ مقتداء صدر طریقت رہنمائے راہ حقیقت عارف اسرار شیخی قطبِ وقت معروف کرہیؒ آپ طریقت کے امام تھے۔ آپ تمام اگلے عارفوں کے کرامات و ریاضت کے مظہر شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے ماں

باپ ترسا (آتش پرست) تھے جب آپ اُستاد کے پاس بھیجے گئے تو اُستاد نے کہا کہو ثالث۔
 ثلاثہ تو آپ نے کہا ”قل هو اللہ احد“ ہر چند اُس نے کہا کہو خدا تین ہے تو وہ کہتے تھے
 کہ اللہ ایک ہے۔ اُستاد نے بہت دفعہ کہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پس آپ کو خوب پیٹا۔ معروف
 رونے لگے تھوڑی سی تکلیف بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں اور باپ نے کہا کہ کاش تم پیدا نہ ہوتے
 جس دین کو تم چاہتے ہو اختیار کرو۔ آپ چلے گئے اور علماء میں حضرت موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ
 کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ چند دن کے بعد اپنے باپ کے گھر کے سامنے گئے اور دروازہ
 کھٹکھٹایا تو پوچھا کہ کون ہے کہا کہ معروف ہوں انہوں نے پوچھا کہ تم کس دین پر ہو تو کہا میں
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں۔ ماں باپ بھی مسلمان ہو گئے۔ معروف کا ایک شناسا تھا۔ جو
 شہر کار دالی تھا ایک روز ایک ویرانہ میں پہنچا اور اُن کو وہاں دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے روٹی کھا
 رہے ہیں اور کتا اُن کے سامنے ہے ایک لقمہ خود کھاتے اور دوسرا لقمہ کُتے کو ڈالتے اُس شناسا
 نے اُن سے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر کُتے کے ساتھ کھا رہے
 ہو۔ تو کہا میں اُس کی شرم کی وجہ سے کتے کو روٹی دے رہا ہوں پس آپ نے سر اٹھایا اور
 فضاء سے ایک پرندے کو بلایا جب پرندہ اُتر آیا تو اپنا ہاتھ اُس پرندہ پر پھیرا اور کہا کہ جو کوئی
 اللہ سے شرم رکھتے ہیں پس وہ شرمندہ ہو گیا۔

ایک روز آپ کی طہارت جاتی رہی تو اُسی وقت آپ نے تیمم کیا۔ کسی نے پوچھا دریاے
 دجلہ قریب تھا آپ نے تیمم کیسے کیا تو فرمایا ہو سکتا ہے کہ میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔ محمد بن
 منصور طوسی نے کہا کہ میں بغداد میں معروف کے پاس تھا۔ میں اُن کے چہرے پر ایک
 کیفیت دیکھا۔ میں نے کہا کل تمہارے پاس تھا یہ کیفیت نہ تھی آج کیسے پیدا ہو گئی۔ معروف
 نے کہا تم کو اس سے کوئی تعلق نہیں مت پوچھو۔ جو چیز تمہارے کام کی ہے اُس سے متعلق
 پوچھو۔ میں نے کہا کہ اللہ کے واسطے اپنا حال بیان کیجئے تو کہا کہ کل نماز پڑھا اور چاہا کہ مکہ
 جاؤں اور طواف کروں پس اُسی وقت میں وہاں پہنچ گیا اور زمزم کی طرف بھی گیا تا کہ پانی
 پیوں میرا پانی ظاہر ہوا اور میرے چہرے پر نشان ہو گیا اور باقی ایام امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ

علیہ کے ساتھ گزارے اور داؤد طائی کے نزدیک بھی ایک مدت تک رہے اور مرید ہوئے آپ کے نام میں برکت ہے آفات و بلیات سے آپ کا نام حفاظت کرتا ہے۔ وہ رباعی یہ ہے

بجق شیخ دیں معروف کرنی نگہداری ز آفت ہائے چرنی
کہ دربان علی موسیٰ رضا بود و ہمد با خدا با مصطفیٰ بود

شیخ دیں معروف کرنی کے دین کے واسطے سے آسمانی آفات سے مجھے محفوظ رکھ کہ وہ علی موسیٰ رضا کے دربان تھے اور اللہ اور رسول کے ہمیشہ ساتھ تھے۔

آپ کی وفات یوم جمعہ بیس ۲۰ محرم ہوئی۔

سال تفتش بگوید پیر و جواں کہ فرمود رقم عزیز جنان

بوڑھے اور جوان کہتے ہیں کہ آپ کے وفات کا سال ”عزیز جنان“ میں نکلتا ہے۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے وہاں دُعا کی قبولیت کے لئے جاتے ہیں اور آپ کی مزار کے نزدیک جو کوئی بھی دُعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے جس کو آزمایا گیا ہے۔

حضرت خواجہ سری سقطیؒ آپ سالک درگاہ ملکوت اور شاہد غرق محیط جبروت و نقطہ دارۃ لا تقنطی۔ شیخ وقت سری سقطیؒ۔ آپ اہل تصوف کے مقتدا تھے۔ جو شخص بغداد میں سب سے پہلے حقائق و توحید کے اصول بیان کیا وہ آپ تھے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ کس طرح ملا۔ کہا کہ دُعا سے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کیسے کہا کہ ایک روز میں سرائے پر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا وہ مجھ عبادت تھا۔ آواز دیا کہ کون ہے کہا کہ دوست ہوں تو کہا کہ اگر تو دوست ہوتا تو اُس کے ساتھ مشغول ہوتا تو ہماری پرواہ نہ ہوتی میں نے کہا کہ دُعا کیجئے۔ بس سری نے کہا کہ اے اللہ تو اپنی طرف مجھے مشغول فرما لے تاکہ مجھے کسی کی حاجت نہ رہے۔ پس ایک چیز میرے سینے میں اتر آئی اور میں اس کی وجہ اس درجہ پر پہنچا۔ حضرت جنید بغدادی سری سقطیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عبادت میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے ننانوے سال تک بجز بیماری موت کے سوا اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا۔ آپ کی وفات کا سن ۱۵۰ھ ہے۔

ایک روز صبر سے متعلق گفتگو فرما رہے تھے ایک بچھونے آپ کے پیر کو کاٹا تو حضرت سری سقطی نے کچھ نہ کہا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں نہیں مارا کہا کہ مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں صبر سے متعلق بیان کیا اور خود صبر نہ کروں۔

روز آدینہ بود و رخ رجب	کہ گذشتہ از جہاں بعیش طرف
باز تاریخ سیوم رمضان	روز ہر حل اوسہ شنبہ داں
ایک بے شبہ سال رحلت آل	شدہ مرحوم زیب عدن و جنال
مرقد بقطعہ بغداد	ہست بے شبہ موقع ارشاد

روز جمعہ آخری تاریخ رجب آپ اس جہان فانی سے عیش و آرام کے قیام پر چلے گئے پھر دوسری تاریخ سیوم رمضان سہ شنبہ کا دن۔ بے شبہ آپ کے رحلت کا سال ”عدن و جنان“ میں نکلتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بے شبہ بغداد میں ہے۔ موقع ارشاد میں ہے۔

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ: آپ شیخ علی الاطلاق و قطب باستحقاق پیشواؤں کے استاد اور سلطان الطریقت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ

شیخ عالم اور امام مقتدایان تھے اور سب پر آپ کو فوقیت تھی۔ ابتداء سے آخری تک آپ کی زندگی پسندیدہ تھی اور ایک ہی طریقہ پر تھی۔ آپ کو طاؤس العلماء و سلطان المحققین اور طائفہ کا سردار کہا جاتا ہے اور بغداد کے بہت سارے بزرگ آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے بعد آپ کے طریقہ پر تھے۔ آپ کے اصحاب بایزید کے اصحاب کے خلاف آپ کے طریقہ پر تھے اور جنید حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے ہیں اور سری سقطیؒ کے مرید تھے۔ حضرت سری سقطیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی مرید محبت الہی میں پیر سے بھی بڑھ گیا ہے تو کہا کہ جنید کا درجہ مجھ سے بھی بہت بلند ہے۔ نماز عشاء پڑھ کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے اور اللہ اللہ کہتے اور اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ جب چالیس سال گزرے تو اپنی مراد کو پہنچے اور چند دنوں کے بعد تمام رات اللہ اللہ کہہ کر گزارتے۔ کہتے ہیں کہ بغداد کے خلیفہ کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس کو ہزار درہم میں خریدا گیا تھا کہ اُس کی خوبصورتی کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ خلیفہ

اُس کا عاشق تھا اُس نے کہا کہ اُس کو لباس پہنائیں پھر کہا کہ اس کو جنید کے آگے پیش کرو اور وہ اپنا چہرہ اُن کے سامنے کھول دے اور اُن سے کہے کہ میں دولت مند ہوں میرا دل دنیا سے درخواست ہو گیا ہے میں حاضر ہوں تاکہ آپ مجھ سے نکاح کریں تاکہ میں آپ کی صحبت میں گزاروں اور آپ کی عبادت میں ساتھ رہوں۔ اُس کے ہمراہ ایک خادم بھی گیا پس شیخ کے آگے آکر جیسا کہ خلیفہ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا۔ پس جنید کی آنکھ اس پر بے اختیار پڑھ گئی اور خاموش رہے جواب نہ دیا۔ کینر نے شکایت کی جنید نے اپنا سر جھکائے ہوئے جواب نہ دیا۔ اچانک سر اٹھا کر اپنی آہ اُس کینر پر لگائی کینر اسی وقت گر پڑی اور مر گئی خادم اٹھ گیا اور خلیفہ کے پاس آکر واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ شرمندہ ہوا اور اُسی وقت اٹھا اور جنید کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے شیخ تجھے جس نے اپنے دل سے چاہا تھا اُس کو اس طرح جلا دیا۔ جنید نے کہا کہ اے امیر المومنین مومنوں پر تیری شفقت اسی طرح ہے تو چاہتا تھا کہ میری چالیس سالہ عبادت برباد ہو۔ وہ ہر روز اپنی زندگی کو بلند کر رہے تھے اور ہر طرح اُن کا امتحان کیا گیا۔ ہزاروں مرتبہ اُن کا امتحان کیا گیا۔ آپ شافی تھے۔

جمعہ و ششم رجب بود کہ بفردوس نقل فرمود
سال بر چہل روز ہفت طبق گفت ہاتف جنید واصل بحق
سال تاریخ نقل او بے شک صاحب عدل گفت حور و ملک
مرقد عالیش بہ بغداد است جسم و روحش بفیض حق شادست

جمعہ چھ (۶) رجب کو آپ جنت کو سدھارے۔ آپ کے انتقال کے چالیسویں دن غیب سے آواز آئی کہ جنید واصل حق ہو گئے۔ بلا شک آپ کے وصال کی تاریخ حور و ملک نے ”صاحب عدل“ کہا ہے۔ آپ کا عالی شان مرقد بغداد میں ہے اور آپ کا جسم و روح فیض حق سے شاد ہے۔

حضرت ذوالنون مصری: آپ امام مالک کے شاگرد اور اسرافیل کے مرید تھے۔ آپ اکابر مشائخ سے تھے اور ملا متی گروہ کے سردار تھے۔ صاحب

ریاضت و کرامات تھے۔ تجرید اور تفرید میں عارفوں کے سردار تھے۔ اپنے آپ کو اتنا چھپا کر رکھے کہ آپ کے حقیقت حال سے کوئی واقف نہیں تھا اور آپ نے فرمایا کہ راستہ وہ ہے جس میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ آپ کی رحلت کے شب ستر (۷۰) عارفان کامل نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوالنون مصری اللہ کا دوست آرہا ہے ہم اُن کے استقبال کے لئے آرہے ہیں۔ جب اُن کے جنازہ کو اٹھایا گیا تو کئی پرندے سایہ کئے ہوئے تھے۔ بعد دفن اُن کے قبر پر تحریر دیکھی گئی کہ ذوالنون اللہ کا دوست ہے تو لوگوں نے اُس کو ہٹا دیا۔ پھر وہی تحریر وہاں پائی گئی اور وہ لکھا ہوا لوگوں نے حائل (تعویذ) بنایا۔

حضرت منصور حلاجؒ: آپ شکر گزار بندے تھے۔ حلاج آپ کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حلاجی آپ کا دوست تھا۔ وہ ایک دن اُس کے گھر تشریف لے گئے اُس کو ایک کام پر بھیجا اور آپ اُس کی جگہ پر بیٹھ گئے اور انگلی سے اشارہ کئے اس لئے آپ کا لقب حلاج ہو گیا۔ آپ کے متعلق بعض علماء مثلاً عثمان جو پیر و بست کے رہنے والوں میں ایک اور علی اصفہانی و یعقوب نہر جوری انکار کر کے جادوگر کہتے تھے اور بعض جیسے شیخ شبلی ابو العباس عطاء عبد اللہ حنیف و ابو القاسم گرگانی و پیر علی اور اُن کے جیسے صاحب کشف المحجوب جیسے مشائخ اُن آپ کے معتقد تھے اور کہتے کہ اُن کا جو بھی حال تھا جذبہ عشق سے تھا کہ سوائے اللہ کے کوئی چیز اُن کو نظر نہیں آئی۔ بجائے ہوا الحق کے انھوں نے انا الحق کہا جیسے کہ مجنون نے انا لیلیٰ کہا۔ حلاج کا قصہ باب الطاق بغداد میں ہے۔ آپ کی وفات ۳۰۹ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ احمد جامؒ: آپ اُمی تھے۔ بائیس سال کی عمر میں آپ کو توبہ کی توفیق ہوئی اور آپ صحرا میں چلے گئے۔ اٹھارہ سال کے بعد اُن کا علم تقوای کے دروازے کھلے اور (۳۰۰) سے زیادہ کتابوں کی تصنیف کی۔ علم تو حید اور حکمت پر کوئی عالم اور حکیم نے آپ پر اعتراض نہیں کیا۔ احادیث اور آیات قرآنی کے مطابق تصوف میں آپ نے اشعار لکھے ہیں آپ کو تین فرزند تھے۔ آپ کی عمر (۹۵) برس کی تھی۔ شیخ ظہیر الدین نے اپنی کتاب ”رموز الحقائق“ میں لکھا ہے کہ آپ کی آخر عمر تک آپ کے ہاتھ پر ۶ ہزار

لوگوں نے توبہ کی۔ آپ کی وفات ۴۴۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار موضع حردود جام میں ہے۔ آپ امام محمد غزالی اور امام احمد غزالی کے ہم عصر تھے۔ آپ کے فارسی اور عربی تصانیف سے آپ کے کرامات اور عجیب فضائل اور کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ نجات الانس میں لکھا ہے کہ انہوں نے کہا میں اور میرے والد شہر کے ائمہ کی جماعت میں حاضر تھے اور میں نے صوفی کے گھر میں رقص کیا اور ابوسعید میرے اس حال کو بُری نظر سے دیکھ رہے تھے۔ میرے والد رو رہے تھے اور خواجہ احمد غزالی کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ رقص کر رہے تھے اور فقیہہ محمود بھی موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ تم پر کیفیت کم ہے تو میں نے کہا کہ مر جا اُسی وقت بے ہوش ہو گئے اور مر گئے۔ مفتی وقت حاضر تھے انہوں نے کہا کہ جب تو زندہ کو مردہ کر دیا تو چاہئے کہ مردہ کو زندہ کرے میں نے کہا مردہ کون ہے۔ کہا کہ فقیہہ محمود میں نے کہا خداوند محمود کو زندہ کر دے وہ اُسی وقت زندہ ہو گئے۔

حضرت احمد خسروییہ: آپ حاتم ام کے مرید تھے۔ آپ خراساں کے بزرگان اور مشائخاں سے تھے اور ملا متی طریقہ پر تھے۔ آپ کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی آپ کی کرامت حلوہ فروش کے خوانچہ سے ظاہر ہوئی جو مشنوی شریف میں ہے۔

حضرت نظام الدین گنجوی: حضرت موصوف فرخ زنجائی کے بھائی کے مریدوں میں سے تھے۔ اُن کی عمر کا سرمایہ عبادت و ریاضت تقویٰ اور گوشہ نشینی تھی۔

سلاطین و امراء آپ کی طرف سے رجوع ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاعری کی قدرت عطا فرمائی تھی۔ آپ کے جملہ اشعار پسندیدہ ہوتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے اپنا لعاب اپنے ہاتھ سے حضرت گنجوی کے مُنبہ میں ڈالا۔ آپ کی عمر (۹۱) سال کی تھی اور آپ کی وفات ۵۰۶ھ ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار: آپ شیخ مجد الدین بغدادی کے مرید تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اویسی تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ منصور کا نور دیر ۷۰ سال بعد فرید الدین عطار میں ظاہر ہوا۔ اُن کی توبہ کا سبب یہ ہے

کہ آپ اپنے عطاری کی دوکان میں مشغول تھے۔ ایک دن ایک درویش وہاں پہنچا چند بار کچھ کہا لیکن وہ متوجہ نہ ہوئے درویش نے کہا اے عطاری کیا تو مجھ جیسا بننا چاہتا ہے۔ عطاری نے کہا۔ ہاں۔ درویش کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا اپنے سر کے نیچے رکھ کر اللہ کہا اور جان دے دیا اور عطاری کی حالت بدل گئی۔ اور دوکان کو تباہ کر دیا اور طریقت کے اصول پر نکل گئے۔ مولانا جلال الدین بلخ جانے کے وقت پریشا پور کو عطاری کے ساتھ گئے۔ حضرت عطاری بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے۔ کتاب اسرار نامہ ان کے ساتھ تھا اور مولانا رومی نے اس کا مطالعہ کیا۔ مولانا رومی کو حقائق و اسرار کی تعلیم انہیں سے ملی۔ چنانچہ عطاری کہتے ہیں کہ مولانا رومی شمس کے ہاتھ سے شربت پئے اور یہ بھی کہا ہے

ہفت وادی عشق را عطاری گشت ماہنوز اندر خم ایک کو نیچہ ام

عشق کے سات وادیوں کو عطاری نے پار کیا اور ہم ابھی تک عشق کے ایک خم کے اثر سے ایک ہی وادی میں ہیں۔ اور مولانا رومی نے یہ بھی کہا

عطاری روح بود و ستاری دو چشم من باز اپنے ستاری و عطاری آمدیم

عطاری روح تھے اور ہمارے دو آنکھ اُن کی ستاری کے لئے تھے اور ہم عطاری کی پوشیدگی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ نجات الانس میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی توحید و حقائق مثنوی اور غزلیات میں ہیں وہ سب عطاری کے ہیں۔ آپ کی جماعت میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔ آپ کی تصنیفات منطق الطیر، بیشر نامہ، الہی نامہ ہیں۔ (۱۱۴) سال کی عمر میں کفار کے ہاتھوں سے ہلاک ہوئے اور آپ کی وفات ۶۲۷ھ میں ہوئی۔

حضرت نجم الدین کبریاؒ: کبریٰ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ ابتدائی جوانی میں علم ظاہر کے حاصل کرنے میں مشغول تھے جس سے بھی آپ

مناظرہ کرتے اور مباحثہ کرتے تو غالب آجاتے اس وجہ سے اُن کو طامۃ الکبریٰ کہتے تھے اور کثرت استعمال کی وجہ سے لفظ طامہ متروک ہو گیا اور جب حق کی یاد میں مشغول ہوئے اور جذب و حال میں جس کسی پر نظر پڑتی تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتا۔ ایک روز چڑیا کے پیچھے باز

پچھا کر ہاتھ ایک بیک آپ کی سیما نظر اُس پر پڑی چڑیا پلٹ گئی اور باز کو پکڑ لی اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دی۔

ایک روز آپ خانقاہ میں کھڑے تھے۔ ایک کُتا اُس مقام پر آیا اور آپ کی نظر اُس پر پڑی اُسی وقت وہ صاحبِ حال ہو گیا اور کچھ دیر بے خود ہو کر پڑا رہا جب وہ شہر کے قبرستان کو چلا گیا اور سر پٹننے لگا اور جہاں بھی جاتا شہر کے سارے کُتے اُس کے اطراف حلقہ باندھے اور کندھے سے کندھا ملا کر اُس کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ جب کتا مر گیا تو فرمایا کہ اُس کو دفن کر دو اور اُس کی قبر پر عمارت بنائی گئی۔ مولانا حاجی نے کہا کہ مجھ پر ایک نظر ڈالئے تاکہ میں علیحدہ ہو جاؤں جبکہ نجس کُتا نجم الدین کبریٰ کی نظر سے کتوں کا سردار ہو گیا۔ آپ کی نسبت و ارادت دو طرفہ تھی ایک اعجاز باسردوسرے شیخ اسماعیل قیصری سے۔ آپ کی وفات ۶۱۸ھ میں ہوئی اور جب ہلاکونجار زم پہنچا تو آپ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھو کہ شرق کی جانب سے آگ بھڑک رہی ہے اور مجھے یہاں شہید ہونا ہے یہ بلائے مہرم ہے جو لا علاج ہے۔ آپ بھالا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اس کا مقابلہ لڑتے ہوئے کیا یہاں تک کہ شہادت کا درجہ پالیا۔

حضرت شمس الدین تبریزیؒ: شمس الدین تبریز ابو بکر سلہ تبریزی کے مرید تھے۔ جلال الدین رومیؒ ایک قول کے مطابق شمس الدین تبریزی کے

مرید تھے۔ بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔ چنانچہ آپ مثنوی میں فرماتے ہیں
 رہ شمس الدین تبریزی کہ مطلق نور است
 شمس الدین تبریز کا راستہ جو کہ مطلق نور ہے۔

حضرت عبداللہ بلیانیؒ: وہ اپنے والد کے مرید تھے۔ جن کا نام ضیاء الدین مسعود ہے۔ ایک دن عبداللہ بلیانیؒ نے کہا کہ اگر میں ایک آہ کروں

تو ہزاروں حسین منصور پیدا ہوں۔ وہ یہ شعر ہے:

ناحق بدو چشم کہ نہ بینم ہر دم از پائے طلبی می نہ نشتم ہر دم

میں ناحق کو اپنے دوا آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھتا اور طلب کے پاؤں سے کبھی بیٹھانہ رہا۔ کہتے ہیں کہ خدا کو سر کے آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ میں ہر دم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ: حضرت غوث الصمدانی معشوق ربانی شیخ الکل سلطان الاولیاء قطب الاقطاب سید الاولیاء والا جناب جسم اسلام

والمسلمین ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رواہ اللہ سبحانی بحوۃ الرضوان قدس سرہ العزیز۔

آپ کی کنیت ابو مجتبیٰ ہے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کی والدہ ام الخیر فاطمہ الجبار بنت عبداللہ صومعی ہیں۔ جو عراق کے اکابر مشائخ سے تھے انہوں نے فرمایا کہ جب فرزند عبدالقادر تولد ہوئے تو ہرگز اُس روز شام تک دودھ نہ پیا چونکہ ماہ رمضان تھا۔

رمضان کی شب اور دن میں اختلاف تھا۔ ان کی والدہ سے دریافت کیا گیا تو کہا کہ آج سید عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ آخر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔ آپ کی ولادت ۱۱۷ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات ۱۱۵۷ھ میں ہوئی۔ حضرت عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں

کہ میں عرفہ کے روز جنگل کی طرف گیا اور گائے کے پیچھے دوڑا۔ گائے میرے طرف پلٹی اور پھر چلنے لگی اور کہی کہ یا عبدالقادر آپ اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوئے اور نہ اس کا آپ کو حکم

دیا گیا ہے۔ اُس دن میں گھبرایا اور لوٹا اور اپنی والدہ کے سامنے گیا کہا کہ آپ اللہ کے نام کے لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں بغداد جاؤں کہ وہ شہر اولیاء سے معمور ہے آپ کی ماں

رونے لگیں اور انہیں اسی (۸۰) دینار جو میرے والد میراث میں چھوڑے تھے اُس میں سے چالیس دینار خود رکھ لیں اور چالیس دینار میرے جبہ کے بغلی حصہ میں سی دیں اور مجھے سفر کی

اجازت دے دیں اور مجھ سے یہ عہد لیا کہ میں سچ کہوں ہر حال میں۔ پس میں بغداد کی طرف نکل پڑا۔ جب میں ہمدان سے گذرا تو چوروں کی ایک ٹولی نکلی اور قافلہ کو گرفتار کر لیا اور اُن کا مال لوٹنے لگے اور کسی شخص کو بھی نہ چھوڑا اچانک اُن میں سے ایک میرے پاس آیا اور

کہا کہ اے نوجوان اپنے پاس کیا زر رکھتا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اُس نے کہا کہان ہے میں نے کہا میرے لباس کے اندر بغل کے نیچے اور وہ یہ گمان کیا کہ مذاق کر رہا ہوں مجھے

چھوڑ دیا اور چلا گیا اور دوسرا آیا۔ وہی سوال کیا اور وہی جواب مجھ سے سنا اور چلا گیا اور ہر دو نے اپنے سردار کے آگے یہ واقعہ بیان کیا اُس نے مجھے بلایا وہ قافلہ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ بس وہ سردار خود مجھ سے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار اُس نے پوچھا کہاں ہیں تو میں نے کہا کہ میرے لباس کے بغل میں پس میرا جامہ تلاش کیا گیا اور پالیا کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو نے خود اقبال کیا۔ میں نے کہا کہ میری والدہ میرے روانگی کے وقت وعدہ لی تھیں کہ میں ہر وقت سچ کہوں گا اور میں اپنے وعدہ میں خیانت نہیں کروں گا۔ چوروں کا سردار رونے لگا اور کہا میں اتنے سال سے اپنے پروردگار کے عہد کو توڑ دہا ہوں اُس کے ساتھیوں نے اپنے سردار سے کہا کہ چوری میں تو ہمارا سردار رہا اور توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار بن۔ تمام میرے ہاتھ پر توبہ کئے اور جو کچھ قافلہ سے لوٹ لئے تھے وہ واپس دے دیئے اور جو میرے ہاتھ پر سب سے پہلے توبہ کئے تھے وہ یہی تھے اور خود آنحضرت ﷺ میں بغداد پہنچے اور اس کے بعد وعظ کئے۔

ایک روز فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اُس نے کہا بہتر ہے مگر شرط ہے کہ میری مخالفت کسی کام میں نہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں کروں گا۔ اُس نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھ جائیے جب تک میں واپس نہ آؤں۔ ایک سال گزر گیا پس وہ شخص واپس آیا اور میں اُسی مقام پر تھا۔ تھوڑی دیر میرے ہمراہ رہا اور اُٹھتے ہوئے کہا کہ اس مقام سے مت جاؤ تا آنکہ میں یہاں آ جاؤں۔ میں نے منظور کر لیا اور دوسرے سال کے گزرنے کے بعد پھر آیا اور اپنے ساتھ دودھ اور روٹی لے آیا اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کے ساتھ کھاؤں تو میں اُن کے ساتھ کھایا اُس نے کہا کہ اُٹھا جائیے اور بغداد کو جائیے ہم دونوں بغداد آئے۔

ایک روز جبکہ سید عبدالقادر نو جوان تھے۔ حضرت حماد کے ہمراہ جوا کا بر مشائخ میں سے تھے انہوں نے کہا کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ اس عجی کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اور یہ مرد کہے گا (میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر) ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“۔

ایک روز بغداد میں ایک عزیز تھے۔ اُن کو غوث اعظم کہتے تھے۔ جب چاہتے ظاہر ہوتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے۔ سقا و عبد اللہ اور شیخ عبد القادر جیلانی تینوں مل کر اُس غوث کی زیارت کو جاتے۔ سقا نے کہا کہ میں اُن سے کوئی مسئلہ پوچھوں گا۔ تو آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ سید عبد القادر جیلانی نے کہا معاذ اللہ میں اُن سے کچھ نہ پوچھوں گا۔ جب تک کہ وہ خود نہ کہیں اور ادب سے میں اُن کے آگے بیٹھا رہوں گا۔ جب ہم اُن کے مقام پر آئے تو اُن کو نہ پایا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں پس غصے سے اُس سقا کی طرف دیکھے اور کہا کہ اے سقا تیرا یہ سوال ہے اور اس کا یہ جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آتش کفر تجھ پر تازیانہ لگا رہا ہے پس حق کیلئے مت رو اور کہا کہ اے عبد القادر میرے نزدیک آؤ اور آپ کی عزت کی اور کہا اے عبد القادر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خوش کیا ہے اس لئے کہ تم نے میری حرمت کا لحاظ کیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد کے منبر پر تشریف لا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ اور میں دیکھ رہا ہوں تمام اولیاء تمہارے مطیع ہو گئے ہیں تمہارے جلال اور اکرام کی وجہ تمہارے قدم کو اپنے پیٹوں پر لے لئے ہیں وہ اُسی وقت غائب ہو گئے پھر اُس کے بعد ہرگز اُن کو نہ دیکھا گیا۔

ایک روز شیخ عبد القادر جیلانی اپنی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے اور پچاس مشائخ عظام موجود تھے اُن کے منجملہ شیخ علی ہتی و شیخ نقاد و شیخ ابوسعید قیلونی و شیخ ابونجیب بغدادی و شیخ ابوسعود وغیرہ حاضر تھے۔ اچانک آپ نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر پس شیخ علی ہتی منبر کے نزدیک آئے اور آپ کا قدم مبارک پکڑا اور اپنے گردن پر رکھ لیا اور تمام مشائخ اپنے گردنوں کو آپ کے آگے رکھ دیا۔ ابوسعید قیلونی کہتے ہیں کہ جب آپ نے قدمی هذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کہا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر تجلی فرمایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اولیاء کے سامنے موجود تھے اور زندہ اولیاء اور اموات ارواح کے سامنے آپ نے سید عبد القادر جیلانی کو خرقہ پہنایا ملائکہ اور رجال الغیب نے آپ کو درمیان میں لے لیا اور ہوا پر صفوں میں کھڑے ہو گئے اور روئے

زمین پر کوئی ولی باقی نہ رہا جو اپنی گردن نہ رکھتا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک عجمی ولی نے آپ کی تواضع نہ کی اور اُن کی حالت تباہ ہو گئی نجات الانس میں ہے آپ کی کرامت اور غیر معمولی کیفیات کہاں تک لکھوں اور بیان کروں کہ میرا قلم قاصر ہے۔ شیخ سیف الدین عبدالوہاب قدس سرہ جو آپ کے فرزند ہیں آپ کہتے ہیں کہ کوئی شہر سمندر سے لے کر آسمان تک ایسا نہ تھا جو آپ کے سامنے حاضر نہ ہوا ہو سوائے اُس کے کہ جس کے دل میں سختی تھی۔ اگر کوئی رنجیدہ آتا اگر اُس کے مقدر میں نعمت لکھی ہوئی ہوتی وہ نیک ہو جاتا۔

روز جمعہ مہینہ کی آخری تاریخ 65 مشائخ آپ کے صحبت میں حاضر تھے کہ ایک خوبصورت جوان آیا کہا کہ السلام علیکم یا ولی اللہ میں ماہ رجب ہوں آپ کو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھ میں کوئی سختی اور بدی مقدر نہیں کی گئی ہے۔ پس اس ماہ میں سب لوگ سوائے بھلائی کے بُرائی نہیں دیکھے۔ جب ہفتہ مہینہ کا آخری دن تھا ایک شخص بد شکل آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ شعبان ہوں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے تعزیت کروں جو مقدر ہے مجھ میں مخلوق خدا کی موت اور فنا لکھی ہے بغداد میں لڑائی جھگڑے ہوں گے اور خراساں میں قتل ہوگا جیسا کہ شعبان نے کہا ویسا ہی ظاہر ہوا۔

ایک روز شیخ علی ہتی جو آپ کے مصاحبین سے تھے آپ کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ آپ نے اہل مجلس سے کہا خاموش ہو جاؤ اور آپ منبر سے اتر آئے اور شیخ علی ہتی کے آگے بادب کھڑا ہو گئے اور اُن کو دیکھنے لگے یہاں تک کہ شیخ بیدار ہو گئے۔ اور شیخ نے فرمایا کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے کہا ہاں شیخ پھر کہا میں بغرض ادب کھڑا ہو گیا پس کس چیز کی ہدایت فرمائی مجھ سے کہا کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

”حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ موسیٰ الجون بن

عبداللہ محض بن حسن الحنثی بن امام حسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ جو کتابوں سے ظاہر ہے۔ حضرت سیدی سلطان احمد کبیر رفاعی حضرت سید عبدالقادر جیلانی ہم زمانہ تھے آپ دونوں کے درمیان مراسلت ہوئی ہے۔

یہ خط حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی

رسول محمد واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

فقیر حقیر عبدالقادر الجیلانی سلام علیک کہا ہے۔ اے شریف بھائی سلطان العارفین میرے سید احمد کبیر الحسینی الحسنی والد کی طرف سے رفاعی اور اللہ آپ کا اور میرا ہے اور جب آپ کو اللہ سے قربت حاصل ہوئی اپنے عروج میں یہاں تک کہ قاب قوسین سے بھی نزدیک آج کے دن کی شب اللہ تعالیٰ نے تجلی کی اور خوش ہوا اپنے ذات اور صفات سے اور آپ نے گفتگو کی اس سے جبکہ آپ حجاب سے آگے گئے۔ پس اللہ نے جو کچھ ہم کو علم دیا اس وقت کے بعد اللہ نے جو کچھ کیا آپ کے ساتھ اور آپ نے جو کچھ کیا اللہ عز وجل کے ساتھ پھر ہم نے جان لیا اے بھائی آپ کے مکتوب میں جو آپ نے لکھا ہے جو اللہ نے آپ کے ساتھ کیا اور آپ نے اللہ عز وجل کے ساتھ اُس وقت کے بعد اور اس رات میں قسم ہے اللہ کی تمام اولیاء کبار اور مشائخ کے ارواح جو اولین اور آخرین میں سے ہیں آپ کے محبوبیت و معشوقیت پر رشک کیا جو اللہ کے پاس عزت اور میں نے آرزو کی اس عزت کی جو آپ کے ساتھ کی گئی اور بے شک آپ سلطان العارفین ہیں اور آپ نے بھی ایسے ہی آرزو کی شب انصاف اور فریاد کی۔ پس بے شک آپ میرے محسن ہیں پس اللہ میرا اور آپ کا ہے۔

یہ خط حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

کا

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی تجلی بذاتہ و اظهر آدم علی صورتہ و صفاتہ و استخلفہ فی مظاهر الاسماء و مخلوقاتہ و الصلوٰۃ والسلام علی جامع اسماء و مراتبہ محمد رسول اللہ و علی آلہ و اولادہ و اہل بیتہ اجمعین اما بعد! پس بندہ فقیر حقیر احمد الحسینی الرفاعی ابن ابی الحسن علی بن محمد الحسینی الموسوی سلام علیک کہتا ہے۔

اے میرے شریف بھائی سلطان الاولیاء محی الدین سید عبدالقادر الحسینی البجلانی اللہ میرا اور آپ کا ہے پس آپ نے جو خط مجھے بھیجا ہے وصول ہوا اور مجھے مسرور کیا آپ میرے ہم طریق بھائی ہیں اور آپ میرے اہل مشرب ہیں پس معلوم ہوا اے بھائی جب اللہ نے مجھ پر خوش ہو کر اپنی ذات و صفات سے تجلی فرمائی میرے معراج کی رات اور عز و جل نے مجھ سے کلام کیا جو کچھ کلام کیا پھر اُس کو ظاہر کیا اپنے لباس کبریائی کو اور ڈھانک لیا مجھ کو اپنی خوشنودی اور رضا مندی سے پس میں نے تھام لیا دامن اُس کا قوت سے اُس کی محبت میرے ساتھ تھی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا داخل ہو جا میرے دامن میں اے میرے دوست میرے معشوق سید احمد کبیر اور میں نے اُن کا دامن نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اُس نے ننانوے دفعہ مجھ سے عہد کیا اور اللہ نے قسم کھائی اپنے نام کی اور مجھے اپنے عظمت کے دامن میں چھپا لیا اور میرے طرف لطف و کرم کی کثرت سے متوجہ ہوا جیسا کہ محبت اپنے محبوب سے اور عاشق اپنے معشوق سے کرتا ہے پھر اللہ نے کہا اے سلطان المعشوقین سید احمد کبیر میں نے عطا کیا تم کو مقام قطبیت اور غوثیت اور مقام فردیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مرتبہ کے بعد تمہاری برکت تمہارا مقام اور تمہاری محبوبیت ہے اسی طرح البتہ میں عطا کروں گا آپ کی روحانیت پر غوث و قطب کو جو آپ کے وفات کے بعد مقام قطبیت اور غوثیت پر فائز ہوں گے جیسا کہ میں نے آپ کی روح کو اُگلوں کی طرح جو قطبیت اور غوثیت پر فائز تھے۔ پھر اللہ نے کہا اے سلطان العارفین سید احمد کبیر جو آپ کی ولایت کی جانب ادب سے متوجہ نہیں ہوتا پس اُس کے کمالات کو اور حالات کو اور اس کے کمال اور مرتبہ کے منزل کو اور جو بھی تمہارے بعد مقام

قربت اور فردیت اور غوثیت پر قیامت تک فائز ہوگا تو سلب کر لوں گا۔ پس میں بھیج رہا ہوں جیسا کہ آپ نے کہا اور لکھا آپ نے میرا قصہ اس رات کا حرف بہ حرف جو اللہ کے ربوبیت کے اسرار میں آپ میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہیں اللہ میرا اور آپ کا ہے اور سلامتی ہو آپ پر۔ حضرت غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے قصیدہ تحریر فرمایا اس میں ایک شعر یہاں لکھا جاتا ہے

سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخمرتی نحوی اتصال
اس کے (۲۲) اشعار ہیں اور بعض لوگ ۲۴ لکھتے ہیں۔ آپ نے قصیدہ میں اپنے مریدوں کو یاد کیا ہے۔

مریدی ہم و طب و اشطح و غنی و افعل ماتشاء فالاسم عال
یعنی اے میرے مرید تو خوش ہو اور حیرت کر اور مسرور ہو اور بے پرواہ ہو جا اور کر جو چاہتا ہے میرا نام بلند ہے۔

اگر میں بد ہوں تو مجھے ان کے طفیل سے بخش دے اور میری یہ التجا ہے کہ سالکوں کے طریقہ میں ان ہی میں رہوں۔ یہ بندہ کمتر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے دو گانہ کی اجازت اور قصیدہ سقانی الحب کی اجازت بھی سیدی سندی سید سعید الدین قادری صاحب سے حاصل کیا اور ان کو درویش محی الدین قادری سے اجازت تھی میں نے اس کی ہمیشگی اور پابندی دو قرن یعنی (۲۴) سال تک کی جو کیفیت گذر چکی قبولیت غلامی اور بندگی کا شرف حاصل ہوا۔ اس کا ذکر باب پنجم فوائد ذکر میں کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ غوثیہ لکھا ہوا ہے جو کلام قدسی ہے جو غوث پاک کو خطاب کیا گیا ہے۔

اے غوث اعظم میرے پاس وہ فقیر نہیں ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم ہر شے پر جاری ہے جب وہ کسی چیز کو کہے کہ ہو تو ہو جاتی ہے۔ لہذا کہتے ہیں کہ ”اذا انتم الفقراء فهو الله“ کامل فقیر وہ ہے جو ابوالوقت ہوتا ہے نہ کہ ابن الوقت اکثر اس زمانے کے لوگ ابن الوقت ہیں۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق نیست فردا گفتن از شرط طریق
 اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوتا ہے کل کی بات شرط طریق میں نہیں ہے
 اور ابو الوقت وہ ہے جیسے حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جن کے لئے انگلی مبارک
 کے اشارہ سے غروب ہوتے ہوئے سورج کو مغرب کے وقت نماز عصر کے لئے لوٹا دیا۔ اے
 عزیز فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو اخلاق خداوندی اپنے میں پیدا کر لے اور اللہ کے اوصاف سے
 مزین ہو۔

غوشیہ میں لکھا ہے اے غوث اعظم اپنے اصحاب و احباب سے کہد و جو ارادہ کرے میری
 صحبت کا تو پس وہ اختیار کرے فقر کو اس کے بعد فقر تمہارا اونچا فقر ہے کہ وہ ایسے نہیں ہوں
 گے مگر اللہ کے صفات سے متصف ہوں گے۔ فقیر کا فقر انبیاء کا لباس اور اولیاء کے لئے
 زینت ہے بعض محققین کہتے ہیں کہ فقر وہ ہے جو اپنی ہستی کو اپنے نظروں میں نہ رکھے جب وہ
 اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے تو حق میں باقی رہ جاتا ہے یعنی بندہ اور اللہ میں چار حجاب ہیں۔

۱ ایک دنیا کا حجاب اور اُس کے لوازمات۔

۲ دوسرا دین کا حجاب اور اُس کی لذتیں۔

۳ تیسرا حجاب خودی اور اُس کے کرامات۔

۴ چوتھا حجاب شعور اور اس کا شعار۔

جب ان چاروں حجابوں کو جلا ڈالتا ہے تو وہ تمام تر نور ہو جاتا ہے پس جب فقر مکمل ہوتا
 ہے تو وہ اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور اُس کی زندگی اللہ کی زندگی۔ غوشیہ میں ہے کہا اے غوث
 الاعظم انبیاء و مرسلین کے سوا میرے ایسے بندے ہیں جن کے احوال سے کوئی واقف نہیں
 ہوتا خواہ اہل دنیا ہو یا اہل جنت یا اہل نار سے ہوں اور میں اُن کو پیدا کیا نہ جنت کے لئے اور
 نہ ثواب کے لئے نہ عذاب کے لئے نہ حوروں کے لئے نہ محلات کے لئے پس مبارک ہو پس
 اُن پر ایمان لاؤ اگرچہ تم اُن کو نہ جانتے ہو۔ اے غوث آپ اُن ہی بندوں میں سے ہیں
 اُن کی نشانیاں دنیا میں یہ ہیں کہ اُن کی آستیں جلی ہوئی ہیں فاقہ سے اُن کے نفس شہوات سے

پاک ہیں اور اُن کے قلوب خطرات سے خالی ہیں اور اُن کی روئیں خالی ہیں خطابات سے اور وہ اصحاب بقا ہیں اور اللہ کے انوار بقا سے معمور ہیں۔

اے عزیزِ محبت کے قربت کی جہت کے بارے میں کسی کی غیریت کا بھی اُن کو علم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ حق کے محبوب ہیں اولیاءِ میرے دامن میں ہیں میرے سوا کوئی غیر اُن کو نہیں جانتا کہ وہ ہمیشہ عظمت کے نور کے قید میں رہتے ہیں اور مقامِ راز میں باعزت رہتے ہیں اور اے عزیزِ اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی محبوبیت پر رشک کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے حضرت رسالت مآب ﷺ مقامِ قابِ قوسینِ اودائی میں صدقِ عندِ ملکِ مقتدر پر پہونچے اور ایک شخص کو دیکھے جو کملی میں لپٹے ہوئے لوٹ رہا تھا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے غیریت محسوس فرما کر حق تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ ایسی ادب کی بارگاہ میں یہ بے ادبی کیسی اور یہ بے ادب کون ہے فرمان ہوا کہ اولیٰ قرنی ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے التماس کیا کہ مجھے اس کو دیکھنے کا شوق ہے فرمان ہوا کہ ستر سال کے بعد وہ سو رہا ہے اور ہماری درگاہ سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اُس کو پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کو کسی سے ملایا نہ جائے پس ہم آپس میں عہد کر چکے ہیں کہ تجھ کو اور تیرے جیسے لوگوں کو کسی سے نہ ملائیں گے۔ پس بارگاہِ الہی کے وہ محبوب ہیں کہ اُن کی ذات کا ظہور صرف ظہورِ حق کے لئے ہے نہ تو برائے بہشت۔ حورِ محلِ شہد اور دودھِ جنت میں ان کے لئے دیدارِ حق ہی ہے۔

صحبتِ حور نہ خواہم کہ بود عینِ قصور
با خیال تو چرا بادوگر پروازم

اگر میں حور کو چاہوں تو یہ میری غلطی ہے کہ میں تیرے خیال کے سوا دوسرے کے ساتھ کیسے رہوں

۱ درویش کا پہلا قدم تزکیہ نفس و بدن ہے۔

۲ دوسرا قدم دل کی صفائی ہے۔

۳ تیسرا قدم روح کی جلا۔

۴ چہارم قدم سر کی جلا ہے۔

اے اللہ کوئی نماز سے تیرا قرب حاصل ہوتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا تیرے سوا کوئی اور نہ

رہے یہاں تک کہ مصلیٰ بھی غائب ہو غوث الاعظم نے کہا اے میرے پروردگار کوئی نماز آپ سے قریب کرتی ہے تو ارشاد ہوا ایسی نماز کے کوئی میرے سوا باقی نہ رہے حتیٰ کہ نماز پڑھنے والا بھی خود کو غائب پائے۔

نماز زاہداں سجدہ سجود است نماز عاشقاں ترک وجود است

زاہدوں کی نماز سجدہ سجود ہے اور عاشقوں کی نماز ترک وجود ہے

اور نماز طریقت یہ ہے کہ اُس میں خدا کے سوا کوئی نظر نہ آئے۔

غوثیہ میں لکھا ہے اے اللہ کو نہ روزہ آپ کے پاس افضل ہے فرمایا کہ وہ روزہ جس میں میرے سوا روزہ دار بھی باقی نہ رہے۔ شریعت کا روزہ کھانے پینے اور جماع سے رُکنا ہے اور طریقت کا روزہ یہ ہے کہ نہ کبھی جانے والی چیزوں سے رکنا اور نہ دیکھے جانے والی چیزوں سے بچنا نہ سنے جانے والی چیزوں سے بچنا اور نہ کسی کے پاس جائے حقیقت کا روزہ یہ ہے کہ دل روح اور سر میں اللہ کے سوا غیر کا خیال تک نہ رہے اور خود بھی اپنے خیال سے بے خیال ہو جائے اور خود فانی ہو اور اللہ باقی رہے۔ الصوم لی وانا جزى به غوثیہ میں لکھا ہے کہ فرماتے ہیں غوث الاعظم میرے پاس وہ شخص صاحب علم نہیں جو علم کے باوجود انکار کرے اس لئے کہ وہ علم کو ترک کیا اور شیطان ہو گیا۔ فرمان ہوا کہ اے غوث وہ میرے پاس بزرگ نہیں جو علم کے بعد میری نزدیکی کا ارادہ نہ کیا اس علم سے انکار کیا۔ اے عزیز شاہ ولایت کا ایک قول ہے العلم حجاب الاکبر علم بڑا حجاب ہے۔ صاحب علم اپنے علم پر غرور کرتا ہے اور مغرور کو اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی راستہ نہیں اور نیز علم صفات کا مرتبہ ہے جب تک کہ صفات سے گذر نہ جائے کہ مرتبہ ذات کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک شخص نے رباعی لکھی جس کے ایک شعر میں گیارہ نام مبارک ہیں

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب

بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

ہر زمان کن یا حبیب کردگار

درمیان بندگان ہستم سیہ ترنامہ

حضرت سلطان العارفين سيد احمد کبير رفاعى: آپ سلطان عرفہ فخر و تاج اولیاء نیر
افلاک سریر ماہ بدر منیر سلطان احمد کبير

رفاعى ابو الحسن على الحسينى قدس سرہ العزیز ہیں۔ آپ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی نسبت پانچ واسطوں سے حضرت شبلی قدس سرہ تک پہنچتی ہے۔ آپ ام عبیدہ میں
رہتے تھے۔ مطایح سے منقول ہے سید علی مہذب الدین قدس سرہ آپ کے بھانجے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز آپ خلوت کدہ میں تشریف فرما تھے دیوار کے پیچھے سے ایک

آواز سنائی دی جب آپ نے اُس طرف نظر کی تو دیکھا کہ کوئی بیٹھا ہے جو کبھی نہ دیکھا گیا تھا

اور کچھ دیر آپس میں راز کی باتیں ہوتی رہیں۔ وہ شخص دیوار کے سوراخ سے باہر آیا اور برق

کی طرح ہوا میں چلا گیا۔ میں سلطان احمد کبير کے سامنے آیا اور پوچھا وہ شخص کون تھا فرمایا

کہ کیا تو نے اُس کو دیکھا ہے میں نے کہا جی ہاں۔ کہ یہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بحر محیط کی

حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ چار درجوں میں سے ایک ہے۔ تین روز ہوئے ہیں کہ

وہ عتاب میں آگیا ہے لیکن وہ نہیں جانتا۔ پوچھا گیا کہ یا سیدی اُس پر عتاب کی وجہ کیا ہے

فرمایا کہ بحر محیط کے جزائر میں مقیم ہے کہ وہاں تین شب و روز مسلسل بارش ہوتی رہی اُس کے

دل میں یہ خیال گذرا کہ کاش یہ بارش آبادی پر ہوتی۔ پس اس سبب اس پر عتاب ہوا۔ تو کیا یا

سیدی اس سے آپ نے اس کو مطلع کیا فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اُس سے کہوں۔ اگر آپ

ارشاد فرمائیں تو میں اُس سے بیان کروں۔ آپ نے اپنے گریبان میں سر کو جھکا لیا۔ آپ

کے حکم کے مطابق میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرے کان میں ایک آواز آئی کہ اے علی اپنا سر

اٹھا۔ میں نے سر اٹھا لیا میں اپنے آپ کو جزائر بحر محیط میں پایا اور اپنے اس کام میں حیران

رہا اور اٹھ گیا اور تھوڑی دیر چلا اور وہ صاحب کو دیکھا اور اُن کو سلام کیا اور اُن سے اُس واقعہ

کا اظہار کیا۔ انہوں نے مجھے قسم دیا کہ میں جو کچھ کہوں اس کا عمل کرنا میں نے کہا اچھا کہا کہ

میرے خرقہ کو میرے گلے میں باندھو اور مجھے زمین پر گھسیٹو اور یہ آواز دو کہ یہ اُس کی سزا ہے

جو اللہ کے کاموں پر اعتراض کرتا ہے۔ پس میں نے خرقہ کو اُس کے گلے میں باندھ دیا اور چاہا

کہ اس کو گھسیٹوں۔ غیب سے آواز آئی کہ اے علی ایسا نہ کر کہ ملائکہ آسمان پر روتے ہوئے نکل آئیں اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا جب آواز سنا تو میں بے ہوش ہو گیا اور جب میں ہوش میں آیا تو اپنے کو حال میں پایا۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیسے گیا اور کیسے آیا۔ جب کوئی سلطان سید احمد کبیر رفاہی سے تعویذ مانگتا اور کاغذ لاتا اور اگر سیاہی نہ ہوتی تو آپ کاغذ لے لیتے اور بغیر سیاہی کے لکھ دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو آپ نے بغیر سیاہی کے تعویذ لکھ کر دیا کچھ مدت کے بعد وہ شخص اُسی کاغذ کو امتحاناً حضرت کے پاس لے آیا اور کہا کہ یا سیدی میرے لئے دُعا لکھ دیجئے تو آپ نے فرمایا اے فرزند اس کاغذ پر تو تعویذ لکھی ہوئی ہے۔

ایک روز دو اشخاص آپس میں مل کر بیٹھے تھے اور قصے بیان کر رہے تھے اتنے میں ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ تم کو سید احمد کبیر کی خدمت میں اتنے عرصہ رہنے کے بعد کیا حاصل ہوا اُس نے کہا کہ آپ جو خواہش بھی کریں وہ پوری ہوگی تو کہا کہ یا سیدی میں چاہتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے نجات کا پروانہ ملے اور اُسی وقت آسمان سے ملے کہا کہ حق تعالیٰ کا کرم ہے شمار ہے اس حال میں کہ وہ گفتگو کر رہے تھے اچانک ایک پرچہ آسمان سے گر پڑا۔ اس پرچہ کو وہ حاصل کر لئے اور دیکھا کہ اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے اس کو سید احمد کبیر کے سامنے لے آئے اور کوئی بھی اپنا حال بیان نہ کیا اُس کاغذ کو آپ کے حوالے کیا۔ جب سیدی نے اس ورق کو دیکھا تو خدائے تعالیٰ کے حضور میں گر پڑے۔ جب سجدہ سے اُٹھے تو کہا سب تعریف اُس ذات کے لئے ہے جس نے دنیا ہی میں آخرت سے قبل میرے اصحاب کو دوزخ سے نجات کی خوش خبری دی۔ انھوں نے کہا کہ یا سیدی اس کاغذ پر سیاہی سے تو کچھ لکھا نہیں ہے تو فرمایا کہ قدرت کا ہاتھ سیاہی سے نہیں لکھتا اس پر نور سے لکھا ہوا ہے۔

آپ کا وصال پنجشنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۸۵۷ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ام عبیدہ میں ہے۔ ہمارے دادا کا نسب اس طرح ہے۔

سید السادات قطب الاقطاب سلطان العارفین سید احمد کبیر معشوق اللہ بن سید

ابوالحسن بن سید یحییٰ بن سید ثابت بن سید حازم سید علی بن سید حسین بن سید مہدی
بن سید ابوالقاسم محمد بن حسین بن سید احمد بن سید موسیٰ الثانی بن سید ابراہیم
المشہور بالمحجّاب بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن
امام زین العابدین بن ابی عبد اللہ الحسین شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ولادت سیدی احمد کبیر الرفاعی ۵۰۰ھ میں ہوئی آپ کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔ آپ
کے اسم مبارک میں وہ اثر ہے کہ اکثر فقراء آپ کا نام لے کر گرز کا ضرب لگاتے ہیں اور کانچ
کھاتے ہیں۔ تلوار سے ضرب لگاتے ہیں اور آگ کھاتے ہیں۔ آپ کے نام کی برکت سے
اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا آپ کے فرزندوں میں سے ایک صاحبزادے اس طریقہ پر عمل پیرا
رہے اور دوسروں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔

خاطر جامع کن یا غوث الاعظم دستگیر شاہ من سلطان عالم سید احمد کبیر

اور سید علی گام دہنی حضرت سید احمد کبیر الرفاعی کی اولاد سے ہیں اور آپ کا نسب پانچویں پشت
میں ملتا ہے۔ گجرات کے نواح میں آپ کے کشف و کرامات بکثرت مشہور ہیں آپ نے
زبان گوجری میں حقائق توحید پر مبنی دیوان لکھا ہے۔ طالبان حقیقت و سالکان طریقت اس
دیوان کو خصوصی طور پر سند مانتے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی: امام یافعی نے آپ کے القاب کو اس طرح لکھا
ہے اُستاد زمانہ فرید فرزانه مطلع انوار منبع اسرار
دلیل الطریقت ترجمان حقیقت اُستاد الشیوخ الاکابر الجامع بین علم الباطن والظاهر العالم
الربانی شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد الکلبیری السہروردی قدس سرہ آپ حضرت
ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں اور آپ تصوف میں اپنے چچا سے منسوب ہیں جو ابونجیب
سہروردی ہیں اور وہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ اپنے چچا کے ساتھ
حضرت کی خدمت میں تشریف لے جاتے اور مشائخ کو بھی آپ نے دیکھا اور حضرت خضر
علیہ السلام کو پہچانا۔ آپ کو حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے دیکھا اور فرمایا کہ تو عراق کے

آخری مشاہرین میں ہے۔ آپ کی بہت تصانیف ہیں۔ عوارف العوارف درتف النصائح و
اعلام التقی وغیرہ۔ عوارف کی تصنیف مکہ مکرمہ میں ہوئی اور اپنے وقت کے بغداد کے شیخ
الشیوخ تھے۔ آپ کی ولادت ۵۳۹ھ اور وفات ۶۳۲ھ ہے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی: آپ فاضل صوفیوں میں سے تھے۔ آپ کو بقیعہ شریف
کے مجاوروں اور شیخ عبداللہ خفیف قدس سرہ سے علم حاصل
ہوا۔ آپ نے سفر کیا اور کئی ممالک و شہروں کی سیاحت کی اور کئی دفعہ آپ نے پیدل حج کئے
اور سومات کے مندر کو آکر بڑے بت کو توڑ ڈالا۔ آپ نے بہت سے مشائخ کبار کو دیکھا۔
شیخ شہاب الدینؒ کی صحبت پائی اور ان کے ساتھ دریا کا سفر کیا اور کہتے ہیں کہ بیت المقدس
اور شام کے شہروں میں دراز مدت تک آپ نے سقا کا کام کیا۔ لوگوں کو پانی دیتے یہاں تک
کہ خضر کے ارادے سے پہنچے تا کہ وہ اپنے بیٹھے پانی اور انعام افضال سے سیراب کر دے۔
مشائخ سے ایک صاحب ان کے مخالف تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان
کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ملائکہ نورانی طبقوں کے ساتھ اتر رہے ہیں پوچھا کہ کیا ہے
انہوں نے کہا کہ یہ شیرازی کے لئے ہے ان کا کہا ہوا ایک شعر مقبول بارگاہ ہوا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے و فترت معرفت کردگار

جب وہ عزیز اس خواب سے بیدار ہوئے تو س رات ادب سے سعدی کے پاس گئے تاکہ ان
کو خوشخبری سنائیں دیکھا کہ چراغ روشن کئے ہوئے ایک نغمہ گار رہے ہیں جب سنا تو وہی
شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ شب جمعہ ماہ شوال ۶۹۱ھ اس جہاں فانی سے رحلت فرمائے۔
آپ نے کتاب گلستان کی تصنیف کی جو مبتدی کے لئے پونجی ہے اور منتہی کے لئے سرمایہ
ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز اکثر شب و روز گلستان کا مطالعہ کرتے
اور ہمیشہ شیخ کی کتاب سند کے طور پر تھی۔

حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا: عالم ظاہر و باطن اور شیخ الشیوخ کے کاملوں میں سے
تھے اپنے مرشد کے ساتھ ملتان میں قیام کیا اور خدا کے

طالبوں کی ہدایت کے لئے متوجہ رہے اُس ملک کے لوگوں کو مع بادشاہ کے آپ کے مرید تھے۔ آپ سے بہت سے خوارق عادات کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ کی وفات ۶۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار ملتان میں ہے جو قدیم قبرستان میں ہے۔

شیخ فخر الدین عراقیؒ: آپ شیخ بہاء الدینؒ کے کامل مریدوں میں سے تھے۔ حضرت بہاء الدین کی لڑکی سے منسوب تھے۔ آپ دراصل ہمدان کے تھے۔ کم عمری میں آپ نے حفظ قرآن کیا اور سترہ سال کی عمر میں علم حاصل کیا اور درس دینا شروع کیا۔ آپ کے اشعار مشہور ہیں۔ آپ نے کتاب لمعات تصنیف کی۔ آپ کا مزار صالحہ دمشق میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے قریب ہے۔

حضرت امیر حسین ساداتؒ: آپ علم ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ کنز الرموز و زہۃ الارواح و سوالات گلشن راز وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ شیخ بہاء الدین ذکر یا ملتائی کے مرید تھے۔ آپ کے توبہ کا سبب یہ ہے کہ ایک روز آپ شکار کے لئے گئے آپ کے سامنے ایک ہرن آیا آپ نے چاہا کہ تیرا اس کو ماریں۔ ہرن نے دیکھا اور کہا جیسی تجھے خدا نے معرفت و بندگی کے لئے بھیجا ہے نہ کہ اس کام کے لئے اور غائب ہو گیا۔ پس آتش طلب آپ میں بھڑک اُٹھی آپ ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ ملتان کو گئے اس جماعت کے شیخ بہاء الدین ذکر یا نے ضیافت کی۔ جب رات ہوئی تو خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لڑکے کو اس جماعت سے باہر نکال لو اس کو کام میں مشغول کرو۔ شیخ نے دریافت کیا کہ تم لوگوں میں سادات سے کون ہے۔ انہوں نے امیر کی طرف اشارہ کیا پس آپ نے ان کو باہر لیا اور تربیت کی اس کے بعد خراساں جانے کی اجازت دی۔ ہرات کے لوگ اُن کے معتقد تھے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ: آپ نے اپنے رسالہ بہایہ میں لکھا ہے میں اور میرے والد کم خواب بننے میں مصروف تھے اور اللہ کا نقش جمانے کے شغل میں مصروف اس شغل کو حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اویسی

طریقہ کہا ہے میں اس طریقہ کو حاصل کیا۔ یہ نقشبندی سلسلہ حنفی مذہب کا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۷۸۱ء اور وفات ۱۸۷۹ء ہے۔ آپ کی عمر (۷۳) سال تھی۔ آپ کے چار خلفاء تھے۔ جو خواجہ محمد پارسا، خواجہ علاء الدین عطار، خواجہ یعقوب چرنی، خواجہ علی عجد والی ہیں۔

قاضی حمید الدین ناگوری: آپ کا پیدائشی مقام بخارا ہے۔ اس وجہ سے ناگوری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ناگور کے قاضی تھے اس کے ترک کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دو عالم کی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا اور بغداد چلے گئے۔ اور شیخ الشیوخ کے مرید ہو گئے۔ ماہ رمضان میں تراویح پڑھتے ہوئے حالت سجدہ میں اپنی جان سپرد حق کر دیئے آپ کا مزار روضہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے احاطہ میں ہے۔

مخدوم جہانیاں: آپ سید جلال الدین بخاری ہیں۔ آپ کا نام آپ کے ایک بزرگ سید جلال الدین جو آزر بائجان سے ملتان پہنچ گئے تھے۔ جو بہاء الدین ذکر یا ملتان کے مرید تھے کے نام پر تھا اور اُن کے تین فرزند تھے۔ سید بہاء الدین و سید محمد سید احمد۔ سید احمد کے دو فرزند تھے ایک سید راجو دوسرے مخدوم جہانیاں ثانی جو وقت کے شیخ تھے۔ آپ کے والد نے آپ کی ظاہری و باطنی تربیت کی۔ پھر آپ نے شیخ رکن الدین قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ اُن کو مخدوم جہانیاں ثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے روز شیخ بہاء الدین ذکر یا کے روضہ پر آئے اور عیدی کی آرزو کی۔ وہاں خواب دیکھا کہ آپ کو اللہ نے مخدوم جہانیاں کہا اور تمہاری یہی عیدی ہے۔ پھر جب رکن الدین کے پاس گئے تو وہی جواب سنا جب باہر نکلے تو ہر شخص کے زبان سے مخدوم جہانیاں ہی سنا۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں آپ مکہ گئے ہوئے تھے اور عبد اللہ یافعی جو مجتہد وقت تھے اُن سے آپ نے اتحاد و محبت پیدا کی وہاں سے پھر دہلی پہنچے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے خرقہ حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۱۸۸۱ء میں ہوئی۔

حافظ شیرازی: نجات الانس میں لکھا ہے۔ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آپ کس کے مرید ہیں اور بعض جگہ لکھا ہے کہ نظام الدین اجمتی نے لکھا ہے کہ آپ بہاء الدین نقشبندی کے مرید تھے۔ آپ کو لسان الغیب بھی کہتے ہیں۔ داراشکوہ نے سبقت الاولیاء میں لکھا ہے کہ جہانگیر اپنی شہزادی کے زمانہ میں اپنے والد اکبر بادشاہ سے ناراض ہو کر الہ آباد چلا گیا۔ ہر چند کہ اکبر نے بلوایا لیکن نہیں گیا اور جانے سے حیلہ بہانہ کرنے کا اس کے ہمدردوں نے دیوان حافظ کا فال دیکھا یہ غزل نکلی

چرا نہ در پئے عزم دیار خود باشم بشہر خود روم و شہر یار خود باشم
اپنے ملک کو جانے کا ارادہ کیوں نہ کروں اپنے شہر کو جا اور بادشاہ بن جا۔ اس فال کو دیکھتے ہی اکبر کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ چھ ماہ کے بعد ہی اکبر انتقال کر گیا اور جہانگیر بادشاہ بن گیا اور کہتے ہیں کہ تیمور کے زمانہ میں حافظ شیرازی موجود تھے۔ تیمور حافظ شیرازی کو اصفہان بلوایا اور کہا

بخال ہندوش بخشم سرقند و بخارا را
میں اپنے محبوب کے قتل پر سرقند بخارا کو صدقے کرتا ہوں
تم اپنے دیوان میں ایسا لکھتے ہو اور میں اُس ملک کو محنت سے حاصل کیا ہوں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عالمگیر بادشاہ دیوان حافظ کا معتقد تھا۔ ایک روز اُن کے محل میں چوری ہوئی۔ دیوان حافظ سے فال لیا گیا جبکہ رات کا وقت تھا یہ شعر نکلا

چہ دلا و رست دزوے کہ بکف چراغ وارد
چور کیا ہوشیار ہے کہ اپنے ہاتھ میں چراغ پکڑے ہوئے ہے۔
اور وہ چور عورت اتفاق سے چراغ پکڑی ہوئی تھی۔ خواجہ حافظ شیرازی کی وفات ۹۲۷ھ میں ہوئی۔
برہان الدین سراج: حضرت مخدوم جہانیاں کے فرزند اور جانشین تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز نماز تہجد کے لئے اُٹھے چونکہ اندھیری رات تھی آپ کا پاؤں ایک لکڑی پر پڑ گیا۔ آپ کو زخم آیا اُس وقت فرمایا یہ پتھر ہے یا لوہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو

دیکھا کہ کچھ لوہے کا ٹکڑا ہے اور کچھ لڑکی کا ٹکڑا۔ چنانچہ شہر احمد آباد میں آپ کے فرزندوں کے پاس وہ موجود ہے۔ آپ کی وفات ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار احمد آباد کے مضافات میں کثیر قبروں کے درمیان ہے۔

سراج الدین عرف شاہ عالم: آپ اپنے والد حضرت برہان الدین کے خلیفہ تھے۔ ایک ضعیف عورت آپ کی مرید تھی اور کامل اعتقاد رکھتی تھی ایک دن اُس کا لڑکا فوت ہو گیا وہ بوڑھی عورت اپنے ہاتھ سے اپنے پیر کا دامن پکڑ لی کہ مجھے اپنا لڑکا دیجئے۔ رونا پیٹنا شروع کی۔ ہر چند اس کو تسلی دینگئی مگر وہ صبر نہ کر سکی۔ عورت کو اپنے دامن سے چھڑایا اور اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اپنے ایک لڑکے کو جو چھوٹا تھا لا کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی کہ خدایا وہ لڑکا نہیں مرا بلکہ یہ لڑکا ہے جو مرا ہے اُسی وقت لڑکا اُن کے ہاتھ میں جان دے دیا اور اُس ضعیفہ سے کہا کہ تیرا لڑکا تو زندہ ہے۔ جب بوڑھیا اپنے گھر گئی تو دیکھا کہ اُس کا لڑکا زندہ ہے۔ شیخ سراج شاہ عالم کا مزار شہر احمد آباد میں ہے۔

مولانا جلال الدین رومی: آپ مولانا روم صاحب مثنوی کے نام سے مشہور ہیں۔ مولانا عبد الرحمن جامی نے آپ کی شان میں یہ کہا ہے

من چہ گویم وصف آن عالیجناب نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

میں اُس عالی جناب کی کیا تعریف کروں اگرچہ کہ پیغمبر نہیں لیکن آپ کے پاس کتاب ہے۔

مثنوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی

مثنوی معنوی فارسی زبان میں قرآن ہے۔

چونکہ ہر ایک مثنوی کے حکایات سے بہرہ ور ہے کہتا ہے۔ انسانوں کی تقسیم اوصاف کے لحاظ سے بہتر (۷۲) فرقوں میں ہے ہر ایک اپنے مطلب کو اُس سے حاصل کرتا ہے۔ آپ بلخ میں ہیں اور آپ کی نشوونما روم میں ہوئی آپ کے والد کا نام بہاء الدین ہے اور خود اپنے والد کے مرید تھے۔ علم ظاہر میں آپ کمال رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہر روز آپ کے والد کے پاس چار سو فاضل حاضر ہوتے تھے۔ آپ چھ سال کی عمر سے روزہ رکھتے تھے اور آپ شمس الدین

تبریز کی خدمت میں فیض باطنی حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۷۷۲ھ میں ہوئی۔
حسام الدین حلبی: پہلے شیخ شمس الدین تبریزی کی خدمت میں پہنچے۔ لیکن اپنا پورا مقصد
 مولانا روم سے حاصل کئے اور مولانا کو آپ سے کامل دل بستگی تھی اور

آپ کے بڑے خلفاء سے روایت ہے کہ جب مولانا انتقال فرمائے تو ساتویں روز حسام الدین
 حلبی مع اپنے ساتھیوں کے سلطان ولا جو مولانا روم کے فرزند تھے پہونچے اور کہا میں چاہتا
 ہوں کہ والد بزرگوار کے بعد آپ جانشین ہوں اور مریدوں اور مخلصوں کو رشد و ہدایت فرمائیں

بخانہ دل اے جاں آن کیست ایستادہ

بر تخت شہ کہ باشد خبر شاہ و شاہزادہ

میرے دل میں جو چیز گزری وہ یہ کہ آپ شاہ زادے تخت نشین ہوں۔

سلطان رو پڑے اور کہا کہ آپ میرے والد بزرگوار کے پاس بڑے خلیفہ تھے۔ ہمارے زمانہ
 میں آپ بڑے بنیں اور سلطان نے اُن کے دامن کو پکڑ لیا۔

عبدالرحمن جامی: آپ کا لقب اصل میں عماد الدین ہے اور نور الدین سے مشہور ہیں۔

آپ عالم و عارف و عامل و کامل اور ماوراء النہر کے مقتداء تھے اور
 خراساں کے شیخ تھے اور سلطان حسین میراکمل کو آپ سے عقیدت تھی۔ آپ کے کامل مریدوں
 میں مولانا سعد الدین کاشغری ہیں اور کاشغری نے کہا کہ شاہ باز ہمارے بچوں میں آیا ہے
 اور خواجہ عبید اللہ احرار مولانا جامی سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ خطوط میں الفاظ آپ شکستہ
 لکھتے تھے باوجود کہ آپ ظاہر و باطن کے علم میں کمال رکھتے تھے اگر کوئی علم حق کی طلب میں
 آپ کے پاس آتا تو کہتے کہ میں خود طالب علم ہوں اور اگر کوئی علم ظاہر کے لئے آتا تو کہتے
 کہ میں شاعر ہوں۔ بہر حال لوگوں کو رجوع ہونے سے باز رکھتے اور مخلوق میں کسی نے بھی
 آپ کو طعنہ نہیں کیا۔ آپ کی تصانیف چوالیس ہیں۔ اُس کے بعد جام آکر دو کتابیں شواہد
 النبوة و نجات الانس لکھیں جو تمام تصانیف دونوں آنکھوں کے مانند ہیں آپ کی عمر (۷۱)
 سال تھی اور آپ کی وفات خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہ کے مطابق شنبہ کے دن ہوئی۔ آپ کی

قبر ہرات میں اپنے مرشد کی قبر کے متصل ہے۔

شاہ بدیع الدین مدار: اُن کی بزرگی زیادہ تر اس بات پر ہے جو لکھی جاتی ہے کہ آپ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا۔ اور جو لباس بھی پہنتے تھے اُس کو کئی سالوں تک نہ دھلواتے تھے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمال باکمال عطا فرمایا تھا جس کسی کی نظر آپ پر پڑتی بے تحاشہ سجدہ میں گر جاتا اس وجہ سے آپ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا تھا۔ آپ کی مزار شریف مکھن پور ضلع قنوج میں ہے اور ہر سال لاکھوں لوگ عرس میں جمع ہوتے ہیں:

عمر آں شاہ مطلع انوار دو صد و بست و چہار سال شمار
سال ترحیل آن عیاں وفت عقل قطب المدار جنت گفت

شاہ مطلع انوار کی عمر (۲۲۳) سال تھی۔ اور آپ کی رحلت کا سن ”قطب المدار جنت“ سے نکلتا ہے۔ مصنف سفینۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ بموجب قیاس تخمینہ دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کا ایک حصہ خاندان قادریہ کا مرید ہے جو اعلیٰ خاندان کے ہیں اور ایک حصہ خاندانی طبقاتی شاہ مدار کے مریدوں سے ہے اور ان میں اکثر معمولی لوگ ہیں اور ایک حصہ خاندان چشتیہ کا اور دسواں حصہ سہروردیہ بہاء الدین ذکریا ملتانی کا مرید ہے۔

فصل دوم

(اولیائے ہندوستان کے بارے میں)

شیخ عبدالحق دہلوی: شیخ عبدالحق فاضل ہند تھے اور دین و شریعت کے حامی تھے۔ آپ عالم متقی اور عارف تھے اور علوم لدنی کے واقف تھے۔ آپ کی تصانیف سے شرح مشکوٰۃ ہے۔ تازی اور فارسی زبان میں آپ کی تالیفات ہیں۔ آپ کی عمر (۱۱۰)

سال تھی۔ عقلمندوں نے آپ کی تاریخ رحلت کو یوں چھپایا ہے۔ مخلوق میں یوں کہتے ہیں کہ بہشت مرقد میں ہے۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے اور آپ کا مسکن بھی دہلی میں ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ: اختر برج سپہرلم یزالی گو ہر دُرج کمالی۔ بے بدل پیشوا دین خواجہ معین الدین قدس سرہ۔ محمد قاسم مصنف

تاریخ فرشتہ نے جلد چہارم میں کیفیت سلاطین ہندوستان لکھی ہے۔ اُس ضمن میں دہلی کے اولیاء کے احوال بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ السجریؒ شہر سجتان میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی نشوونما خراسان میں ہوئی۔ آپ کے والد خواجہ غیاث الدین خیر و صلاح میں بہت بڑے ہوئے تھے۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر (۱۵) سال تھی۔

باغ اور ایک چکی آپ کو ورثہ میں ملی اور وہاں ایک موضع میں ایک مجذوب رہتے تھے ابراہیم قندھاری ایک روز وہاں سے گذرے۔ حضرت خواجہ معین الدین درختوں کو پانی دے رہے تھے جب آپ کی نظر اُن پر پڑی تو آپ نے اُن کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور درخت کے نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ایک انگور کا خوشہ آپ کے سامنے پیش کیا اور ادب سے دوزانو ہو کر اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت ابراہیمؒ نے اپنی زنبیل سے روٹی نکالی اور انگور کے ساتھ کھانے لگے اور اپنا منہ چبایا ہوا حضرت معین الدینؒ کو کھلایا۔ اُس کے کھاتے ہی حضرت

معین الدینؒ کے باطن میں نورانیت پیدا ہو گئی۔ پہلے آپ کا دل جائیداد کی خواہش سے خالی ہو گیا اور پوری جائیداد کو فروخت کر دیا اور درویشوں کے ساتھ سفر کیا اور ایک مدت تک سمرقند بخارا میں حفظ قرآن اور علم ظاہری کے حصول میں مشغول ہو گئے۔ ایک مقام پر لکھا ہے کہ آپ اپنے والد غیاث الدین کے ہمراہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر اُس کے بعد سمرقند سے بجانب عراق روانہ ہوئے۔ جب نیشاپور کے نواح میں قصبہ ہارونی پہنچے اور شیخ عثمان ہارونی اُس وقت کے مشائخ کبار سے تھے۔ اُن کو دیکھا اور مرید ہوئے اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ خواجہ یوسف ہمدانیؒ شیخ جلال الدینؒ و ابو سعید تبریزیؒ کی صحبت میں رہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت خواجہ

معین الدینؒ کی عجیب حالت رہی سات دن کے بعد پانچ مشقال مقدار ستویٰ غذاء سے زیادہ تناول فرماتے اور پانی میں بھگو کر افطار کرتے شیخ نظام الدین اولیاء نے تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کی پوشاک صرف دو کپڑے تھے اگر کہیں پھٹ جاتا تو آپ پیوند لگا لیتے۔ خواجہ قطب الدین اصفہان میں آپ کے مرید ہوئے۔ خواجہ معین الدینؒ نے اپنے دو کپڑے حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو عطا فرمائے۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کو اور انہوں نے نظام الدین اولیاءؒ کو اور انہوں نے شیخ نصیر الدینؒ کو عنایت فرمایا۔ اور خواجہ کی یہ عادت تھی کہ کسی مقام پر بہت کم رہتے تھے۔ دن میں سیر کرتے اور رات خانقاہ میں گزارتے۔ خواجہ عبداللہ انصار نے فرمایا کہ آپ اپنی خدمت کے لئے ایک درویش سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور اکثر فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے۔ جب آپ کی ہرات میں شہرت ہوئی تو آپ سبزہ دار پہنچے۔ وہاں ایک حاکم تھا جس کا نام یادگار مرزا تھا جو فاسق اور رفس میں غلو رکھتا تھا کہ صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا اور جس کسی کا نام ابو بکر و عمر ہوتا تو ان کو اذیت پہنچاتا اور اس یادگار مرزا کا شہر کے قرب میں ایک باغ تھا۔ باغ کے درمیان میں بہت ہی لطیف و پاک حوض بنایا تھا۔ خواجہ اتفاقاً باغ میں پہنچے اور حوض کے کنارے اترے اور دو گانہ نماز ادا کی اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ اچانک ایک آواز لگائی گئی کہ یادگار مرزا باغ آرہے ہیں ایک درویش جو شیخ کا رفیق تھا پوچھا۔ کہا کہ اٹھئے کہ ہم باغ کے باہر چلا جائیں۔ خواجہؒ نے اُس کے دل کی بے چینی کو دیکھ کر مسکرایا کہا کہ تو چلا جا۔ یہاں تک اس باغ میں اُس درخت کے نیچے بیٹھ جا۔ درویش جلدی سے چلا گیا۔ اسی دوران میں یادگار مرزا پہنچ گیا اور خواجہؒ کو دیکھ کر غصہ میں آ گیا کہ درویش کو یہاں سے کیوں نہیں نکالے۔ خواجہؒ نے سر اٹھایا اور اُس کو دیکھا اُس پر لرزہ طاری ہو گیا اور گر پڑا بے ہوش ہو گیا۔ اُس کے ساتھیوں نے دیکھ کر اپنا سر زمین پر ٹیک کر معافی کی التجا کی۔ خواجہؒ نے اس درویش کو جو درخت کے نیچے بیٹھا تھا بلایا اور کہا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے اُس کے منہ پر مارے۔ درویش نے ویسا ہی کیا۔ یادگار مرزا کو ہوش آیا اور اپنا

سرپاؤں پر چڑھ دیا اور کہا کہ اے شیخ میں تمام برائیوں سے علیحدہ ہو گیا۔ سچی توبہ کیا کہ میرا قصور معاف فرمائیے۔ شیخ نے اپنی مہربانی سے اس کا سر اٹھایا اور کہا کہ محبت کا عظیم دعویٰ کرتے ہو اور اُن کی پیروی نہیں کرتے۔ اُس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اُس وقت آئیمہ کے فضائل دلیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ یادگار مرزا اُسی وقت رونے لگا۔ روتے ہوئے توبہ کیا۔ یادگار مرزا وضو کر کے دو گانہ شکرانہ ادا کیا۔ آپسے بیعت کیا اور مرید ہو گیا اور اپنے حالات کو خواجہ کے سامنے بیان کیا۔ خواجہ نے کہا جو کچھ بھی لوگوں سے غصب کر کے لیا ہے واپس کر دے تاکہ قیامت کے روز کسی کا احسان نہ رہے۔ یادگار مرزا نے بموجب حکم عمل کیا اور جو مال بچا رہا فقراء اور مسکینوں کو دیدیا۔ کینروں اور غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور اپنی بیویوں کو طلاق دے دیا، فقیری کے لباس میں خواجہ کے ساتھ ہو گیا اور تمام کاموں میں سے ایک ہو گیا اور خواجہ سلطان شمس الدین کے عہد میں دو مرتبہ خواجہ قطب الدین کی ملاقات کے لئے دہلی تشریف لائے۔ دوسری دفعہ دہلی سے واپس ہوئے تاکہ آپ نکاح فرمائیں کہ سید وجیہ الدین مشہدی کی ایک لڑکی تھی۔ وہ پاکبازی میں کامل تھیں جب بالغ ہوئیں تو چاہا کہ بزرگوں میں سے ایک کے ساتھ عقد کر دے۔ خواب میں حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اس لڑکی کا نکاح خواجہ معین الدین چشتی سے کرے۔ پس سید وجیہ الدین صاحب نے اس کا مطلب خواجہ کو معلوم کروایا۔ خواجہ نے کہا میری عمر آخر ہو چکی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اے اشارہ ہوا ہے بجز اطاعت کے کوئی چارہ نہیں پس اُس پاکباز لڑکی کو اپنا جوڑا بنالیا اور اُن سے دولڑکے ہوئے۔ نکاح کے سات سال بعد چھ رجب ۶۳۳ھ آپ اس قید جسمانی سے عالم قدس کی طرف راہی ہوئے آپ کی عمر (۹۷) سال تھی اور آپ کی وفات کے بعد جملہ بادشاہوں نے آپ کے روضہ پر نذر پیش کی۔ خصوصاً جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آپ کی زیدہ معتقد تھا۔ اپنے ایام سلطنت میں اجیر کے مقام پر پہنچ کر زیارت کی اور سید حسین جنگ سوار کا مقام معلوم کیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ: زبدۃ العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کی پیدائش قصبہ اوش میں ہوئی

جو ماوراء النہر کے قرب و جوار میں تھا۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر (۹) سال تھی۔ آپ کی والدہ بے حد پاکباز تھیں اور آپ کی پرورش کیں۔ آپ شہاب الدین سہروردیؒ کی محبت میں رہے۔ جب آپ خراساں سے بغداد تشریف لائے شیخ جلال الدین تبریزیؒ خواجہ قطب الدینؒ سے بے حد محبت رکھتے تھے اور آپ سے خواجہ معین الدینؒ کی حالت دریافت کی۔ تو انہوں نے اطلاع دی کہ آپ خراساں سے ہندوستان تشریف لے گئے ہیں۔ جب آپ ملتان پہنچے تو حضرت بہاء الدین ذکریاؒ کی صحبت میں چند دنوں تک ایک دوسرے سے وابستہ رہے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کی ابتدائی حالت تھی اور اُس وقت حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں رہے اور آپ کے ساتھ خلوص و محبت رہی اور آپ اُن کے مرید ہو گئے اور اُس کے بعد آپ لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور ایک خطہ اجمیر کو آپ نے حضرت خواجہ معین الدینؒ کے پاس بھیجا اور انہوں نے جواب دیا۔ فرمایا روحانی قربت کو جگہ کی دوری سے کوئی تعلق نہیں اللہ چاہا تو ہم آپ کے پاس چند دن کے بعد آئیں گے۔ جب سلطان شمس الدین آئے تو خواجہ قطب الدینؒ سے ملے اور اُن سے درخواست کی کہ شہر کے اندر تشریف رکھئے۔ سلطان کی معذرت کے بعد آپ نے اس کو قبول کر لیا۔ دہلی کے شیخ الاسلام جمال الدین محمد بسطامیؒ تھے اور شیخ محمد عطار المعروف اور قاضی حمید الدین ناگوری نے بغداد میں خواجہ سے ملاقات کی تھی۔ اور آپ سے پختہ اعتقاد ہو گیا تھا۔ سلطان محمود ہفتہ میں دو دفعہ ملاقات کرنے کا اہتمام کیا تھا اور دہلی کے عوام اور خواص بھی آپ کے خواہش مند تھے۔ اُس زمانہ میں جمال الدین بسطامیؒ نے آپ سے بیعت کی اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے خلافت حاصل کی۔ اس سے قبل حمید الدین ناگوریؒ شیخ الشیوخ کے مرید تھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدینؒ اجمیر شریف تشریف لائے۔ خواجہ قطب الدین نے دو گانہ شکر ادا کیا اور خواجہ نجم الدین صغریٰؒ شیخ الاسلام بنے۔ ان کو خواجہ قطب الدینؒ سے

بغض و حسد تھا تمام عوام و خواص خواجہ معین الدینؒ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ مگر نجم الدین صغریٰ نہ آئے حالانکہ حضرت خواجہ معین الدینؒ سے نجم الدین کو خراساں میں دوستی و محبت تھی۔ اُن کی ملاقات کے لئے آپ تشریف لے گئے۔ شیخ نجم الدین اپنے مقام سے بغیر اٹھے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ اس عمل سے رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ نجم الدین میں وہی تمہارا مخلص ہوں جو اس سے قبل تھا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اب میں اپنے مرید کو اس ملک میں مقیم کیا ہوں اس لئے کہ لوگ اُن کے طرف زیادہ رجوع ہوں۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ مجھے یہاں کوئی بزرگ نہیں سمجھتا تو خواجہ معین الدینؒ نے تبسم فرمایا۔ آپ مطمئن رہیں کہ میں قطب الدین کو اپنے ساتھ اجمیر لے جا رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر عراق، خراساں و ماوراء النہر کے سفر سے واپس ہوئے اور قطب الدینؒ کی محبت میں رہے اور وہیں خواجہ معین الدینؒ چشتی کے دست بوس ہوئے اور وہاں سے چند روز کے بعد خواجہ اجمیر واپس ہو گئے اور قطب الدینؒ بھی روانہ ہو گئے۔ دہلی کے لوگ یہ خبر سن کر پریشان ہوئے اور جہاں کہیں قطب الدینؒ کا قدم پڑتا تو لوگ وہاں کی مٹی اٹھا کر تبرک بناتے تو خواجہ نے کہا کہ بابا قطب الدینؒ تمہاری جدائی سے یہاں کے لوگ پریشان ہو جائیں گے تم یہیں رہو۔ میں اس شہر کو تمہاری پناہ میں دے دیا۔

آپ کی ہم سائیگی میں ایک بقال شرف الدین نام کا رہتا تھا۔ اس کی عورت خواجہ قطب الدینؒ کے گھر آتی جبکہ کچھ بھی چیز گھر میں نہ ہوتی تھی۔ اور جب ایک دوفاقہ بھی ہوتے تھے تو بقال کی عورت سے بمقدار قلیل کم و زیادہ لیتے اور اپنے فرزند اور متعلقین کی غذا بناتے۔ اُس سے آپ کو خبر نہ ہوتی جب کبھی نذرانے آتے تو گھر کی بی بی قرض ادا کر دیتی۔ بقال کی بیوی نے حضرت کی بی بی سے دوران گفتگو کہا کہ اگر میں نہ ہوتی تو تمہارا کام ہلاکت تک پہنچ جاتا پس یہ عہد کر لئے کہ اُس سے قرض حاصل نہ کریں اور یہ بات خواجہ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ یہ سننے کے بعد اپنا سراٹھایا اور بی بی سے کہا کہ پھر دوبارہ تم اُس سے قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت اس محراب سے جس قدر روٹیوں کی ضرورت ہو بسم اللہ پڑھتے ہوئے

حاصل کر لینا اور جو بچہ جتنا چاہے دیدو۔ پس خواجہ کی بیوی بوقت ضرورت اُس طاق سے گرم گرم روٹیاں حاصل کر لیتیں اور لوگوں میں تقسیم کر دیتیں۔ اس کی وجہ سے آپ کو بختیار کا کی کہتے ہیں۔ ایک روز خواجہ قطب الدین خانقاہ میں قوالوں سے سماع سن رہے تھے اور قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے

کشتگان نجنر تسلیم را ہر زمانہ از غیب جانے دیگر است

تسلیم کی تلوار سے مارے ہوئے کو ہر وقت تازہ جان آتی ہے

خواجہ پر جوش طاری ہوا اور وجد وصال میں آپ بے ہوش ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی موجود تھے۔ خواجہ نے اس شعر کی تکرار پر اشارہ فرمایا اور خواجہ بے ہوش ہو گئے پھر آپ ہوش میں آتے اس حال میں تین رات دن گزر گئے اس تکرار میں آپ کے جسم میں کوئی توانائی اور قوت نہ رہی۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ میں اپنا سر قاضی حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھے اور اپنے قدم شیخ بدر الدین کے گود میں رکھے ہوئے تھے کہ اس حال میں حالت نزع کا آغاز ہوا۔ جبکہ آپ کے بڑے فرزند اور دوسرے مشائخ وہاں موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارا خرقہ جو حضرت خواجہ معین الدین کا ہے اور خاص جائے نماز عصا اور کھڑاویں شیخ فرید الدین کو پہنچادیے جائیں کیونکہ خلافت کا اُن سے تعلق ہے یہ کہا اور رحلت فرمائی۔ اس وقت شیخ فرید الدین گنج شکر قصبہ ہانسی میں تھے۔ جس شب میں خواجہ قطب الدین نے رحلت فرمائی۔ اُسی شب آپ پر کشف ہوا۔ اُسی وقت دہلی روانہ ہوئے۔ خواجہ شیخ حمید الدین ناگوری نے ایک درویش کو رحلت کے بعد شیخ گنج شکر کے پاس روانہ کیا۔ راستہ میں ملاقات ہوئی۔ قاضی حمید الدین کا خط پڑھا۔ تیز روانہ ہوئے۔ آپ کے مقبرہ پر سہ یوم کی زیارت بجالائی۔

بملک فقر شاہنشاہ مسعود

فرید الدین الحق شیخ مسعود

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر:

ملک فقر کے شاہنشاہ فرید الدین الحق شیخ مسعود۔ آپ کا وجد شہور تھا۔ فرخ شاہ کے زمام حکومت میں آپ کی کامل شہرت تھی اور آپ کے والد جمال الدین سلیمان شہاب الدین غوری کے

زمانے میں کابل سے ملتان تشریف لائے اور وہاں آپ نے ملا وجیہ الدین بخمدی کی لڑکی سے شادی کی۔ اُس پاکباز سے تین لڑکے ہوئے۔ ایک عز الدین محمود دوسرے فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین معروف آپ کی ولادت ۵۸۴ھ میں قصبہ کہونسوال میں ہوئی۔ پانچ سال تک آپ نے قندھار میں تحصیل علم کیا اور سفر کیا۔ آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی شیخ سیف الدین و شیخ سعد الدین حموی و شیخ بہاء الدین ذکریا و جلال الدین کرمانی کی محبت سے مشرف ہوئے۔ اور فیض پایا۔ بہاء الدین ذکریا نے کہا کہ آپ نے کہا درویش وہ ہے جو پردہ پوشی کرنے والا ہے نہ کہ خرقة پہننے والا۔ فرید الدین گنج شکر کو تین لڑکے تھے۔

آپ کے بڑے لڑکے کا نام بدر الدین سلیمان تھا۔ حاجی محمد قندھاری تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ دہلی میں تھے حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں رہتے۔ دروازہ غزنین کے قریب آپ کی سکونت تھی۔ ایک روز بارش کے موسم میں راستہ میں کچھڑ ہو گیا تھا۔ آپ پر اپنے پیر کی ملاقات کا ذوق غالب ہوا تو کھڑاویں پہن کر چل پڑے اور جب کہ آپ سات دن سے روزہ دار تھے۔ آپ کمزور ہو گئے تھے۔ راستہ میں آپ کا پیر پھسلا اور کچھڑ میں گر پڑے۔ چنانچہ تھوڑا سا کچھڑ آپ کے منہ میں چلا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ شکر بن گیا۔ آپ کے شیخ نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ کچھڑ تمہارے منہ میں جا کر شکر بن گیا پس اللہ تعالیٰ نے تیرے وجود کو شکر بنا دے اور جہاں کہیں جاتے تو لوگوں کی زبان سے گنج شکر سنتے۔

دوسری وجہ یہ سننے میں آئی کہ ایک روز راستے میں مکاریاں جن کو ہندی میں بخارہ کہتے ہیں دہلی کو نمک لارہے تھے اور اُن سے التماس کیا کہ فاتحہ پڑھیں۔ تاکہ یہ قیمتی ہو جائے۔ جب شیخ کے سامنے شکر لائے تو شیخ نے گمان کیا کہ یہ سب شکر ہوگی۔ تمام تھیلوں پر فاتحہ پڑھی جو تمام شکر ہو گئی۔ اس وجہ سے آپ کو گنج شکر کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ قاضی ابو دھن جو آپ سے بے حد حسد اور دشمنی رکھتا تھا۔ وہاں کے جاگیرداروں کے سپاہی قاضی کے بہکانے پر آپ کو اور آپ کے بچوں کو اذیت دیتے تھے۔ آپ اُس طرف متوجہ نہ ہوتے تا آنکہ قاضی نے سبھی علماء کے پاس لکھ بھیجا کہ ایک صاحب

علم جو مسجد میں مقیم ہے گانا سنتا ہے زقص کرتا ہے اور اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کے نسبت کیا حکم ہوتا ہے؟ اُس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ پہلے تم اُس کا نام لکھو تم یہ کس شخص کے متعلق لکھے ہوتا کہ ہم فتویٰ دے سکیں۔ قاضی نے شیخ فرید الدین کا نام لکھا۔ علماء ملتان کو جب یہ معلوم ہوا تو خفا ہوئے اور قاضی سے ناراض ہوئے اور لکھے کہ مجتہدین کو یہ حق نہیں کہ اُن پر کوئی اعتراض کریں جب یہ کیفیت اجودھن کو پہنچی تو خاموش ہو گیا۔ آپ کو نذر و فتوح کم ملتے تھے شیخ اور شیخ کے لڑکے میوہ وغیرہ اُس شہر کے جنگل سے لا کر اپنی اوقات گزارتے۔ اس زمانے میں سلطان ناصر الدین بادشاہ ملتان جاتے ہوئے اجودھن سے گذرا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات سے مشرف ہوا اور آپ کی حقیقت سے واقف ہوا۔ بادشاہ نے اپنے گھر واپس آ کر چار بڑے دیہات کی سند اور کچھ رقم شیخ کے پاس بھیجی۔ آپ نے نقد قبول کر لیا اور دیہات کی سند کا کاغذ واپس کر دیا۔

شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے لکھا ہے ایک روز میں شیخ کی خدمت میں گیا۔ آپ کے سر سے بال جدا ہوئے تو میں اُس کو اٹھایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اس کی تعویذ بنالوں تو کہا کہ بنالو۔ پس اُس کو ایک کاغذ میں لپیٹ کر اور تاگے سے باندھ کر اپنے شملہ میں رکھ لیا۔ جب اجودھن سے دہلی واپس آیا ہر بیمار جو کہ آتا اس کو میں وہ تعویذ دیتا اور صحت یاب ہونے کے بعد واپس کرنے کی شرط رکھتا۔ جس کسی کو بھی دیتا وہ اللہ کے کرم سے صحت یاب ہو جاتا۔ سارے دہلی میں اس کی شہرت ہوئی میں اس کو ایک طاق میں محفوظ رکھا۔ ایک روز میرے دوستوں میں سے جنھیں تاج الدین کہتے ہیں آئے اور کہا کہ میرا لڑکا بیمار ہے۔ حجرے کے اندر تعویذ تلاش کیا نہ مل سکی حتیٰ کہ وہ لڑکا فوت ہو گیا پس دو روز کے بعد دوسرا مریض آیا میں حجرے کے اندر گیا دیکھا تعویذ اُسی محراب میں ہے اُس کو دے دیا وہ شفا یاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک فاضل مولانا حمید نام طغرل کی خدمت میں تھے جو سلطان بلبن کی جانب سے حکومت بنگالہ میں تھا۔ ایک روز مولانا حمید دست بستہ طغرل کے سامنے کھڑے تھے کہ ایک نورانی شکل نظر آئی اور کہا کہ اے حمید تو اہل علم سے ہے اس جاہل کے سامنے کیوں کھڑا ہے۔

دوسرے دن بھی طغرل کے سامنے کھڑا ہوا تھا کہ وہی صورت نظر آئی۔ اور وہی بات کہی۔ مولانا نے سمجھ لیا کہ یہ فرید الدین گنج شکر کی کشش ہے بغیر کسی تیاری کے اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ کی خدمت میں پہنچ گیا شیخ نے کہا ملا حید تم نے دیکھا کہ کونسی صورت تم کو یہاں لائی۔ مولانا نے جب یہ سنا تو تجرید و تفرید اختیار کی۔ (گوشہ نشین ہو گئے) اور مرید ہوئے ایک مدت تک وعظ و نصیحت میں مشغول رہے مکہ کو گئے اور انتقال کر گئے۔

ایک وقت حضرت فرید الدین گنج شکر کے پاس تین نظام الدین نام کے جوہنوں بھی خلیفہ تھے حاضر تھے ایک نظام الدین آپ کے بیٹے دوسرے نظام الدین بھانجے تیسرے نظام الدین بداونی قدس اللہ سرہم ایک رات عشاء کے بعد آپ بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو کہا کہ کیا میں نماز عشاء پڑھ چکا ہوں۔ مولانا بدر الدین نے کہا آپ نے نماز عشاء وتر کے ساتھ ادا کی ہے۔ پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے اور دریافت کیا۔ وہی جواب دیا گیا پھر کہا کہ نظام الدین دہلی میں ہے اور پھر کان میں کہا کہ میرے انتقال کے بعد جو مرقع خواجہ قطب الدین سے مجھے ملا وہ ان کو دے دینا۔ اُس کو نظام الدین کو پہنچا دیں پانی طلب کئے اور وضو کیا دو گنا ادا کیا۔ سجدہ میں سر رکھ دیا اور اُسی وقت رحلت فرما گئے۔ شب جمعرات ماہ محرم ۷۱۷ھ آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی عمر (۹۵) سال تھی۔ آپ کو تین لڑکے تھے فرزندوں کو پیالہ اور عصا عطا فرمایا۔

حضرت نظام الدین محبوب الہی: سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء بداونی تصوف کی کتابوں میں نگینہ کے مانند اور ستاروں کی طرح قائم اور فقہ ابوحنیفہ اور تمام احادیث کی کتابوں پر حاوی تھے۔

عرفان حق کے تحت کے شہنشاہ۔ آپ کا دل ایوان حق کے دیوان کا صدر تھا۔ اور فرشتے آپ کے در کے نگہبان تھے۔ آسمان آپ کے گھر کا ایک سبز پیالہ تھا۔ وہ عالی مقام شیخ نظام حق تھے۔ تمام ارباب کا کام آپ سے کمال کو پہنچا۔ آپ کے والد احمد بن دانیال تھے۔ غزنین سے ہندوستان آئے اور شہر بداون میں متوطن ہوئے۔ شیخ نظام الدین اُس شہر میں ماہ

صفر ۶۳ھ کو پیدا ہوئے۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو آپ کے والد کی رحلت ہوئی۔ جب آپ کی عمر تعلیم ظاہری کے قابل ہوئی تو متوجہ ہوئے اور آپ پانچ سال کی عمر میں والدہ کے ہمراہ دہلی آئے۔ مسجد ہلال طشت دار کے تحت کے کمرہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اُس وقت خواجہ شمس الدین نامی ایک فاضل اپنے وقت کے ایک متبحر عالم تھے اُن کے شاگردوں میں آپ منتظم بنے۔ جب شیخ نظام الدین، شیخ نجیب الدین، برادر فرید الدین گنج شکر کے ہمسایہ ہوئے جو علم و افضل میں علمائے دہلی پر فوقیت رکھتے تھے آپ اُن کی صحبت میں رہتے۔ قضائے الہی سے شیخ نظام الدین کی والدہ فوت ہوئیں۔ آپ یکہ و تنہا ہو گئے۔ حضرت نجیب الدین کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ رہتے تھے اور آپس میں محبت زیادہ ہوئی۔ اس کے بعد نجیب الدین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ فاتحہ خوانی کیجئے تاکہ میں قاضی بن جاؤں۔ نجیب الدین نے کہا کہ خدانہ کرے آپ قاضی ہوں۔ میں غائبانہ حضرت شیخ فرید گنج شکر کے اوصاف کثرت سے سنا ہوں۔ دوسرے دن صبح بغیر کسی سفر خرچ کی مدد کے آپ اجمودھن کی سمت روانہ ہوئے اور آپ سے ملاقات کی اور آپ پر ہیبت طاری ہوئی۔ شیخ نے کہا کہ مرحبا خوش آمدی پس نظام الدین نے حضرت شیخ فرید الدین سے خرقہ حاصل کیا۔ اُس زمانہ میں فرید الدین کا نام فقر تھا۔ اکثر متعلقین اور آپ کے فرزند ان ہفتہ میں ایک دو فاقہ ضرور کرتے تھے اور صحبت بزرگوار کے اثر سے کوئی آزرہ نہ رہتا تھا۔ مولانا بدر الدین اسحاق بخاری جو علم معقول و منقول میں جامع تھے۔ آپ کے باور چیخانہ کی جلانے کی لکڑی لاتے تھے اور شیخ جلال الدین ہانسوی جنگل سے آؤنلہ جو درختوں کا پھل ہوتا ہے لاتے جس پر گذر ہوتا تھا۔ اُس کے ٹکڑوں پر نمک اور سرکہ چھڑک کر اچار بناتے۔ مولانا حسام الدین کا بلی پانی لانے میں مشغول رہتے اور مٹی کے برتن کو دھوتے۔ شیخ نظام الدین دیگوں میں پکانے کا کام اختیار کئے۔ ہر روز کچی ہوئی چیزوں کو مٹی کے برتن اور لکڑی کے کندوں میں ڈال کر لاتے۔ افطار کے وقت شیخ کے سامنے لاتے۔ کبھی نمک ہوتا اور کبھی نمک نہ ہوتا۔ ایک وقت تین دن نمک میسر نہ ہوا نظام الدین کے دل میں یہ بات آئی کہ جو بقال مسجد کے قریب ہے اُس سے نمک

قرض لے لیں اور پیالوں میں ڈالے ہوئے اُبلے آنولوں میں چھڑکے۔ ہر روز شیخ اور درویشوں کے سامنے رکھتے۔ شیخ نے اپنے ایک پیالہ میں ہاتھ ڈال کر فرمایا کہ میرے ہاتھ میں یہ چیز وزنی ہوگئی ہے یہ مناسب نہیں کہ میں اس کو کھاؤں اس میں کانمک کہاں سے آیا۔ نظام الدین نے معلوم کر کے حقیقت حال سے واقف کروایا۔ شیخ نے کہا کہ قرض اور توکل میں بہت بڑا فرق ہے اور کہا کہ پیالوں کو درویشوں کے سامنے سے اٹھاؤ اور دوسرے فقیروں کو دے دو۔ شیخ نظام الدین اُس وقت استغفار کرتے ہوئے انہوں نے یہ نیت کی کہ میں کبھی قرض نہ لوں گا۔ اور فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ عزیز الدین علی شاہ و شیخ نصیر الدین و امیر خسرو آپ کے پاس مریدوں میں تھے۔ آپ کی بیٹی کی عمر اس وقت (۸) سال تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی باکمال ہوگئی شیخ اس کو ترک الیہ کہتے اور خسرو نے اس خصوص میں کہا ہے

برزیانت چوں خطاب ترک الیہ رفتہ است دست ترک الیہ بگریم بہ الیہ اش سپار
آپ کی زبان مبارک پر ترک الیہ کا خطاب ہوا ہے ترک الیہ کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اُن کے سپرد کر دیتے ہیں

اپنے ابتدائے احوال میں عنایت پور متصل دہلی میں سکونت پذیر تھے۔ دو معتبر آدمی آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک شیخ برہان الدین غریب دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جو گجرات میں مدفون ہیں یہ ہر دو خلفاء دوسرے خلفاء سے زیادہ خرقہ پائے اور اُس وقت آپ کو معاشی تنگی بہت تھی۔ اچانک ایک درویش وہاں پہنچا اور شیخ کی طرف متوجہ ہوا اور بلند آواز سے کہا جو کچھ موجود ہے لے آؤ۔ شیخ نے کہا درویش مہربانی فرمائیں اور تھوڑی دیر انتظار فرمائیں کہ دیگ پک رہی ہے درویش نے کہا کہ تم اُٹھ جاؤ اور دیگ لے آؤ شیخ جلدی اُٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں میں آستینوں کو پکڑ کر دیگ کے بازو پکڑے ہوئے جو وزنی تھی لے آئے۔ چنانچہ دیگ میں جوش کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچی درویش نے دیگ کو اٹھا کر زمین پر مارا اور کہا شیخ فرید الدین نے تم کو نعمت طبق کے ساتھ دیا اور میں نے فقیر کی دیگ کو توڑ دیا اور لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا اس کے بعد سے نصف مخلوق بلکہ زائد مخلوق شیخ کے

معتقد ہو کر ہر روز احسان کے طور پر خوان بھیجتے۔

ایک روز خواجہ قطب الدینؒ کی زیارت کے لئے ایک پُرانا دعویٰ دار گیا جہاں مولانا شہاب الدینؒ اور برہان الدینؒ غریب وہاں حوض کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ خواجہ حسن شاعر جوش پر کامل اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ شعر پڑھا

آں حسن توبہ آن زماں کرد کہ ترا طاقت گناہ نمود

وہ حسن اُس زمانہ میں توبہ کیا جبکہ اُس میں گناہوں کی طاقت تھی۔

دولت خانہ آیا مرید ہوا اور شیخ سے خرقہ پہنا۔ اُن مشائخین کے ہمراہ جو شیخ منجب الدین زر زری ذریعہ بخش کے متعین کردہ تھے۔ اُن کی قبر بالائے گھاٹ دولت آباد میں ہے۔

شیخ نصیر الدینؒ فرماتے ہیں کہ جب شیخ سماع سننا چاہتے تو امیر خسرو اور حسن قوال اور مبشر غلام جو زر خرید غلام تھا خوبصورت اور لُحْن داودی رکھتا تھا حاضر ہوتے امیر خسرو غزل اور صوفیانہ کلام سناتے اور شیخ کے طریقہ پر تینوں ساکت رہتے اور شیخ وجد کرتے اور (۲۲) قوال سرکار شیخ سے روزینہ پاتے تھے۔

خضر خاں و شالی خاں دو شہزادے تھے اپنے والد کے ایماء پر ایک بہتر پاک نیک با اعتماد شخصیت کے توسط سے شیخ کی خدمت میں آ کر مرید ہوئے اور شیخ کا مکان بنایا۔ خضر خاں بادشاہ کا لڑکا تھا۔ ایک روز سلطان علاء الدین نے زر و جواہر سے بھری ہوئی قندیل کی نذر پیش کی۔ ایک قلندر آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا قندیل دیکھ کر کہا یہ ہدیہ ہمارا مشترک ہے خوش طبعی سے کہا خود آپ تنہا کے لئے یا مشترک۔ قلندر قدم بوسی کے بعد واپس ہونے لگا۔ شیخ نے فرمایا کہ میرا مقصود وہ تھا کہ تو تنہا شریک ہے اور قندیل معہ جواہر اس کو بخش دی۔ جب سلطان قطب الدین مبارک خاں خضر خاں کے قتل کے بعد دہلی کی سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ سے دشمنی زیادہ کی اُس وقت مطبخ کا خرچہ ایک ہزار بڑے منکبہ غلہ کے علاوہ تھا اور انعام خوراک اور مجاور کا خرچ و مسافر کا خرچ اس کے علاوہ تھا۔ ایک روز سلطان قاضی غزنوی جو اس کا خاص آدمی تھا اُس سے دریافت کیا کہ شیخ کو اخراجات کے لئے کہاں سے آتا ہے۔

قاضی شیخ نے اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہا کہ اکثر امراء اپنے نذرانے بھیجتے ہیں اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ کوئی امیر ان کے گھر نہ جائے اور نہ نذر بھیجے۔ لوگ اس کے خوف سے رُک گئے۔ اور اقبال نامی منتظم پریشان ہو گیا کہ سابق سے زیادہ فتوح آنے لگے ایک وقت ایک تاجر لٹا ہوا تھا جس کو شیخ صدر الدین خلف شیخ بہاء الدین ذکر یانے ایک سفارشی خط لکھ کر شیخ کے پاس بھیجا۔ شیخ خادم سے کہا کہ تم صبح کے اول وقت سے چاشت تک جتنے بھی نذرانے آئیں اُس عزیز کو دے دو۔ اُس کے نصیب میں دو ہزار تک تھے۔ القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے مطلع ہو کر اپنے خادم اقبال سے کہا کہ ہمارا خرچ دو گنا کر دو جب کبھی ضرورت پیش آئے میرے کمرے کے محراب میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے جس قدر چاہو لے لو۔ ایسا ہی کئے یہ خبر پھیل گئی اور بادشاہ تک پہنچی۔ اُس نے پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری ملاقات کو تشریف لارہے ہیں چاہئے کہ آپ بھی کبھی کبھی تشریف لائیں۔ شیخ نے جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گا نہ کوئی مجھے حاجت ہے سلطان جو مغرور تھا کہ اکہ مجھ سے ملنے کے لئے آنا چاہئے۔ شیخ مجبور ہو کر حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین کے پاس جو سلطان کے مرشد تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید تھے کہلا بھیجا کہ سلطان کو کہیں کہ درویشوں کو رنجیدہ کرنا مناسب نہیں۔ جس شاعر نے خبر لائی کہ وہ پیٹ کے درد میں مبتلا ہیں۔ اُسی درد سے تین دن کے بعد انتقال کر گئے۔ سلطان اور جملہ اکابر ہندوستان کی رسم کے مطابق قرآن کے پارے پڑھنے کے لئے تقسیم کئے اور شیخ نے بھی زیارت کے خاطر وہاں پہنچے اور سلطان کو سلام کیا اس نے جواب نہ دیا اور توجہ نہ کی۔ ایک روز وجیہ الدین مبارک الحسینی جو کہ شیخ کے مرید تھے۔ سیرالاولیاء میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں قطب کو قتل کر کے تخت نشین ہوا۔ دولاکھ تین لاکھ تک ہر مشائخ کو بھیجا اور شیخ کے پاس فقراء کے خرچہ کے لئے پانچ لاکھ تک بھیجا اور چار ماہ کے بعد غازی ملک خسرو خاں کو جان سے مار ڈالا اور دہلی کا بادشاہ بن گیا اور اپنا نام غیاث الدین تغلق ثانی رکھا اور خسرو خاں کی دی ہوئی رقم واپس کرنے کا حکم دیا۔ اکثر لوگ واپس کر دیئے اور شیخ نے جواب میں پہل کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شیخ اپنے مریدوں کے ہمراہ سماغ کے علاوہ

کوئی کام نہیں کرتے جو مذہب حنفی میں حرام ہے سنتے ہیں سلطان پر واجب ہے کہ وہ علماء کو بلائیں اور ان کو طلب کریں کہ اس نامشروع فعل سے روکیں۔ سلطان تغلق آباد کے قلعہ میں کاموں میں مصروف تھا کہ شیخ جملہ علماء کو طلب کیا اور مسئلہ سماع و سرود میں شیخ کے ساتھ علماء کو اختلاف تھا۔ شیخ نے اُن کے جواب میں ایک حدیث سنائی کہ سماع مباح لاہلہ و حرام بغیرہ۔ سماع اہل کے لئے حلال ہے اور نااہلوں کے لئے حرام۔ قاضی نے کہا کہ ابوحنیفہ کی روایت پیش کرو۔ شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث بیان میں پیش کروں اور تم روایت ابوحنیفہ چاہتے ہو۔ سلطان نے تقریر سی اور خاموش رہا۔ اُس وقت مولانا علیم الدین جو بہاء الدین ذکر کیا قدس سرہ کے پوتے تھے۔ ملتان سے سلطان کے دیوان خانہ میں آئے سب اُن کے خاندان کے مرید تھے۔ بادشاہ ہضار مجلس کے ساتھ استقبال کیا۔ مولانا علیم الدین شیخ کی جانب متوجہ ہوئے۔ احترام اور اعزاز بجالایا۔ پوچھا کہ شیخ کو کیوں تکلیف دی گئی۔ سلطان نے کہا کہ سماع کی حلت و حرمت کے بارے میں طلب کیا گیا ہے مولانا نے کہا کہ میں نے سفر مکہ مدینہ و مصر و شام میں دیکھا ہے کہ ہر جگہ تمام مشائخ سماع سنتے ہیں پھر شیخ کو اجازت دے دی گئی۔ کہتے ہیں کہ سلطان کو شیخ سے دلی دشمنی تھی۔ جب بنگال کے سفر سے واپس ہونے لگا تو شیخ کے پاس پیغام بھیجا کہ استقبال کے لئے شہر دہلی سے تین میل باہر آئیں۔ شیخ پریشان تھے جواب دیا ہنوز دلی دور است ابھی دلی دور ہے آخر ایسا ہوا کہ رات میں ہلاک ہوا کہ اس کی لاش دہلی لائی گئی۔ اب تک یہ مشہور ہے کہ دلی دور است۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی: آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے قائم مقام و جانشین ہیں علوم ظاہری و باطنی کے جامع

تھے۔ سلطان محمد تغلق جو ظالم و سفاک تھا اپنی بدمزاجی کی وجہ سے درویشوں کو تکلیف پہنچایا اور حکم دیا کہ خدمت گاروں کی طرح دربار میں موجود رہیں۔ ایک پان کھلائے دوسرا شملہ باندھے اور شیخ نصیر الدین کا یہ عہدہ تھا کہ وہ کپڑے پہنائیں جب حضرت نصیر الدین نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا تو اُن کو قید کیا گیا۔ شیخ کو اپنے مرشد کی بات یاد آئی مجبوراً قبول کر لیا۔

قید خانہ سے چھٹکارا پائے۔ اُس زمانہ میں سلطان کو یک بیک عجیب مقدمات سامنے آئے۔ اس اثناء میں وہ فوت ہو گیا اور درویشوں نے خلاصی پائی۔ جہانیاں سید جلال الدین ثانی مکہ معظمہ سے تشریف لائے اور شیخ نصیر الدینؒ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور آپ کی صحبت میں منور ہوئے۔ اسی وجہ سے ملتان کے مشائخ چشتیہ سلسلہ سے مستفید ہوئے۔ سید محمد حسینی گیسو دراز حسن آباد میں جو گلبرگہ میں ہے شیخ انخی سراج الدین بنگال میں اور شیخ حسام الدین گجرات میں ہیں شیخ نصیر الدینؒ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ جب آپ کے انتقال کا وقت آیا تو آپ نے یہ وصیت کی کہ سید محمد حسینی مجھے غسل دیں اور مصلیٰ و عصا جو حضرت خواجہ معین الدینؒ سے تبرکاً ملا ہے میری قبر میں رکھ دیں۔ شب جمعہ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو آپ اللہ کی جوار رحمت میں داخل ہوئے۔ آپ کی عمر (۸۲) سال تھی۔ تھوڑی مدت کے گزرنے کے بعد سید محمد حسینیؒ شہر دہلی سے دکن واپس آئے۔ سلطان فیروز بہمنی دکن کا بادشاہ تھا۔ احمد شاہ جو شہر کے باہر تھا بادشاہ ہوا۔ آپ کی بہت عزت و احترام کرتا تھا آپ کا معتقد ہوا۔ وہ گنبد جس میں آپ مدفون ہیں اسی کے حکم سے بنایا ہوا ہے۔ دکن کے اطراف کے رہنے والے آپ کے بے حد معتقد تھے۔ اور آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ سلاطین بہمنیہ نے چند دیہات و قصبات آپ کے لئے وقف کر دیئے تھے۔ اُن کے بعد کے سلاطین عادل شاہی اور قطب شاہی نے بھی آپ کے فرزندان کے لئے ویسا ہی قائم رکھا۔ سلطان بہمنی نے اپنے عہد میں آپ کا گنبد تعمیر کروایا اور اُس پر لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ انخی سراج الدینؒ پروانہ کو جو حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے خلفاء سے ہیں بنگال روانہ کیا۔ انخی سراج الدینؒ نے بتایا کہ وہ شیخ علاء الدین کی حکومت ہے اور وہاں کی مخلوق اُن ہی سے نسبت رکھتی ہے۔ پس وہاں ہمارے کیا اثرات ظاہر ہوں گے پس شیخ نے زبانِ ہندی میں فرمایا۔ دایں اوپر تل۔ انخی سراج الدین بنگال کی طرف متوجہ ہوئے۔ چند روز کے بعد لکھا کہ شیخ علاء الدین تل چلے گئے اور آپ چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے شیخ آئے اور سلام کیا۔ مگر شیخ کی تواضع نہیں کی گئی۔ شیخ انخی چار پائی کے نیچے بیٹھ گئے اور عرفانی گفتگو شروع کی۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ انھوں نے کیا

دیکھایا ایک چارپائی سے اترے اور شیخ سراج کو بڑی عاجزی سے اُپر بٹھایا۔

حضرت شیخ منجب الدین زر زری زربخش: کہتے ہیں کہ منجب الدین شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین کے پاس گئے اور

مرید ہوئے اور نظام الدین محبوب الہی نے خلافت نامہ بشاہ منجب الدین عطا فرمایا اور دکن کے لوگوں کو ہدایت کے لئے مقرر فرمایا۔ آپ کی پاکی کے ساتھ بہت سارے مریدوں کو کر دیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سات سو تھے۔ منجب الدین نے اُن کے اخراجات کے متعلق عرض کیا کہ ریاست کا تقاضہ یہ ہے کہ دوستوں کی ہمدردی کی جائے لیکن مجھ میں کوئی استطاعت نہیں ہے۔ پس شیخ مراقبہ میں اپنا سر جھکا لئے۔ فرمایا کہ اُن کا خرچ تہجد کی نماز کے بعد مل جائے گا شاہ نے قدم بوسی کی اور روانہ ہو گئے اور دولت آباد چلے گئے اور وہاں سکونت پذیر ہوئے پس آخری عمر تک ہر شب نماز تہجد کے وقت کچھ غیب سے آجاتا اور شاہ علی الصبح کے وقت اُس کو درویشوں پر صرف کر دیتے اسی وجہ سے آپ کا نام ”زربخش“ مشہور ہے اور جب شاہ منجب الدین دولت آباد میں انتقال فرمائے تو تمام شیوخ اپنے کشف سے معلوم کئے کہ منجب الدین کا انتقال ہو گیا۔ حضرت برہان الدین سے دریافت کیا گیا کہ شاہ منجب الدین کتنے سال رہے۔ برہان الدین نے سمجھا کہ وہ اللہ کی رحمت میں چلے گئے اور آپ اُن کے مقام پر بیٹھ گئے خرقہ خلافت وکن آپ کو عطا ہوئی اور کہا کہ دکن جاؤ اور منجب الدین کے قائم مقام ہو گئے۔

شیخ برہان الدین: کہتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ نے آپ کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں سے کہاں ملوں فرمایا کہ اہل مجلس کے چار سو افراد ہیں

اُن مشائخین کو ہم تمہارے حوالہ کئے اور تمہارے فتوح میں کوئی پس و پیش نہ ہوگی۔ جب دولت آباد پہنچے تو وہاں کے لوگ بڑی عقیدت سے پیش آئے

تذکرۃ الاتقیاء میں لکھا ہے کہ شیخ نظام الدین کے مطبخ کا حال ابتداء میں کچھ نہ تھا۔ ایک روز آپ کو سردی زیادہ لگنے کی وجہ سے مطبخ کے اوپر بیٹھے تھے اور جو کپڑا آپ کے کندھے

پر رہتا تھا آپ نے سرین کے نیچے رکھ لیا اُس پر بیٹھ گئے اور پشت پر تکیہ رکھ لئے۔ شیخ نظام الدین کو اس کی خبر ہوئی کہ برہان الدین نہالچہ پر بُری طرح بیٹھ کر تکیہ لگایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ بے ادبی کیا ابھی غرور رکھتا ہے۔ اُس کو میرے پاس آنے نہ دیں۔ یہ خبر برہان الدین کو ملی تو پریشان ہوئے اور جدائی سے بے ہوش ہوئے۔ ہر طرح دوستوں نے سفارش کی لیکن آپ نے نہ مانا۔ پس امیر خسرو کے ذریعہ التجا کی گئی۔ اُس کو آپ نے قبول کیا اور اپنا شملہ اُن کے گلے میں ڈالا۔ اُسی حال میں شیخ کے پاس لے گئے۔ جب دیکھے کہ شیخ کی ٹوپی تیزھی رکھی ہوئی ہے اور آپ صوفی بنے ہوئے ہیں۔ امیر خسرو نے یہ شعر پڑھا

ہر قوم راست کردہ دینے و قبلہ گا ہے من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلا ہے

ہر قوم نے اپنے دین اور قبلہ کو سیدھا رکھا ہے اور میں اپنے قبلہ کو کج کلاہ کی طرف سیدھا کیا ہوں شیخ بہت خوش ہوئے اور اُٹھ کر امیر خسرو و برہان الدین غریب سے بغل گیر ہوئے۔

شیخ زین الحق: بعض کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین حضرت شیخ نصیر الدین کے بھانجے ہیں

اور نصیر خاں فاروقی والی خاندان نے قلعہ اسیر کو اسپاہیر سے حاصل کیا اور شیخ زین الدین کی آمد کی استدعا کی۔ چونکہ وہ سچی ارادت رکھتا تھا اس لئے اُس کی استدعا کو آپ نے قبول کیا۔ اب وہ جگہ زین آباد کہلاتی ہے جب آپ تشریف لائے تو نصیر خاں نے لشکر کے ہمراہ شہر برہان پور آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد ہوا۔ ہر چند اصرار کیا کہ قلعہ اسیر کو رہا کر دے لیکن اس کو قبول نہ فرمایا۔ اس کے بعد نصیر خاں نے عرض کیا کہ آپ فخر کے طور پر قبول فرمائیں فرمایا کہ تم ایک شہر میرے مرشد جن کا نام برہان الدین ہے ان کے نام پر برہان پور آباد کرو اس جگہ پر جہاں میں اترا ہوں موضع زین آباد کے نام سے آباد کرو۔ پس نصیر خاں فاروقی نے آپ کے روبرو دو گاؤں کی بنیاد اینٹوں کے ذریعہ زمین پر رکھی۔ برہان پور تھوڑی سی مدت میں تیار ہو گیا۔ شیخ کی دُعا کی برکت سے نصیر خاں کی سلطنت خاندیش میں سات پشتوں سے زیادہ مدت تک رہی۔

حضرت امیر خسرو: آپ کا اصلی نام ابوالحسن ہے اور آپ کے والد امیر یوسف الدین محمود بلخ کے امیر زادہ تھے ہندوستان آکر امراء کے منتظم ہوئے امیر خسرو

مومن آباد میں پیدا ہوئے۔ سلطان غیاث الدین کے عہد میں شیخ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں مشرف ہوئے اور مع والدہ برادران مرید ہو گئے۔ جب آپ کی عمر (۹) سال کی ہوئی تو آپ کے والد نے کفار کی جنگ میں کافر کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ اُن کے قائم مقام آپ کے بڑے بھائی عزیز الدین علی ہوئے۔ امیر خسرو نے اپنے باپ کے غم میں اس طرح فرمایا ہے۔

سیف از سرم گذشت و دل دو نیم بود دریاے غم رواں شد در یتیم ماند

تلوار میرے سر پر سے گذری تو میرا دل دو ٹکڑے ہو گیا اور غم کا دریا بہنے لگا اور میں یتیم ہو گیا اُن کے بعد امیر سیف الدین جو آپ کے دادا تھے آپ کی پرورش کی۔ ایک روز امیر خسرو آپ کے پاس سے گذرے ان کا دل شیدا ہو گیا ایک نزدیک کی دکان پر پوچھا کہ روٹی کس طرح فروخت کرتے ہو حسن نے کہا کہ اچھے کلام کے برابر اور وہ بھی شیخ کا معتقد ہو کر مرید ہو گیا اور دکان بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کی زبان پر خسرو کی عاشقی کا چرچا ہوا اور ایک شہزادہ کے پاس نوکر ہو گئے اور جب اس حال سے وہ واقف ہوا تو شیخ کی صحبت ملنے سے منع کیا چونکہ محبت سچی تھی اس لئے شہزادہ کے کہنے کا اثر نہ ہوا پس سخت حکم دیا اور لوگوں کے سامنے حسن پر کوڑے لگوائے۔ چونکہ ان کی محبت مجاز حقیقی سے بدل چکی تھی۔ شہزادہ نے گواہ طلب کیا تو امیر خسرو نے اپنے آستین سے ہاتھ نکالا کر کہا کہ عاشق کا سچا گواہ آستین کے نیچے کا ہاتھ ہے شہزادہ نے دیکھا کہ کوڑوں کے اثرات جو حسن کے ہاتھ پر تھے وہی خسرو کے ہاتھ پر نشانات موجود تھے۔ شہزادہ خاموش ہو گیا خسرو نے کہا

اجزائے وجودم ہم کی دوست گرفت نامے است مرا بر من و باقی ہماست

میرے جسم کے اعضاء بالکل دوست کے اعضاء ہو چکے ہیں میرا صرف نام رہ گیا ہے ساز جسم اُس کا ہے چند دن کے بعد شہزادہ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد غیاث الدین بربک بادشاہ ہوا اور بنگال کا سفر کیا اور قلعہ ورنگل کی فتح کے بعد مطمئن ہوا۔ اُن

لوگوں دکن کا اکثر و بیشتر حصہ پر تاب کی حکمرانی کے تحت تھا خسرو واپسی میں دہلی تک آ کر لکھنؤ میں رہ گئے۔ وہاں یہ خبر ملی کہ خواجہ نظام الدین بداونی کا انتقال ہو چکا ہے۔ بے تاب ہو کر شیخ کی ہزار پر پہنچے جو کچھ ان کو ملا یعنی تین زنجیر ہاتھی وغیرہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور ماتمی سیاہ لباس زیب تن کر لیا اور قبر کے نزدیک بیٹھ گئے اور چھ ماہ کے بعد وہ خود بھی بتاریخ ۹ رزی ۸۲۵ھ کو رحلت کر گئے۔ شیخ نے بارہا یہ فرمایا تھا کہ خسرو میرے بعد زیادہ دن زندہ نہیں رہے گا۔ جب انتقال ہو جائے تو میرے پہلو میں دفن کریں۔ اگر جائز ہو تو ایک قبر میں دو نعشوں کو رکھ دیں۔ ہر طرح وصیت فرمادی کہ میں اور خسرو ایک جگہ رہیں گے۔ آپ کے انتقال کے بعد ایک خواجہ سراجو امیر تھا اور شیخ کا مرید تھا وہ مانع ہوا کہ آپ کے پہلو میں دفن نہ کریں اور پائے کے چبوترے میں دفن کیا گیا۔ تذکرۃ الاتقیاء میں لکھا ہے کہ خسرو نے اپنے استادوں کے متعلق زبان ماضیہ میں طنز کیا ہے۔ خصوصاً جب کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا اور پہلے نظامی کا طریقہ اختیار کیا۔

دو ہندو برآمدز ہندوستان یکے وزد باشند یکے پاسبان

ہندوستان سے دو افراد نکلیں گے جن میں سے ایک چور ہوگا اور دوسرا پاسبان ہوگا
سلطان المشائخ نے باطن میں آپ کو منع فرمایا۔ خسرو نے کہا میں آپ کی پناہ میں ہوں اور بہ وقت رحلت یہ شعر پڑھا

کو کہہ خسرویم شد بلند غلغلہ درگور نظامی فلند

خسرو کا ستارہ بلند ہے۔ نظامی کی قبر میں شور مچ گیا۔

اچانک ایک ننگی تلوار نظامی کی قبر سے خسرو کے سر پر گر گئی تو خسرو نے شیخ نظام الدینؒ و شیخ فرید الدینؒ کا نام لیا تو ایک آستین پیدا ہوئی اور اس تلوار پر گزری۔ آستین کو آدھا چاک کرتے ہوئے قریب کے درخت پر جاگری اور اس کی ڈالی کو قطع کر دی۔ جب خسرو شیخ کے پاس حاضر ہوئے تو چاہا کہ واقعہ بیان کریں شیخ نے اپنی آستین اُن کو دکھائی۔

جواہر الاسرار میں شیخ آذری لکھتے ہیں کہ شیخ سعدی اپنے بڑھاپے کے باوجود خسرو کو

دیکھنے کے لئے ہندوستان آئے اور اپنے استاد کے حق میں خسرو سے کہا اور اس پر یہ شعر کہا
 خسرو سرمست اندر شاعری معنی بزنجبث شیرہ از مخانہ سعدی کہ در شیراز بود
 خسرو اپنے شعر کے معنی کے اندر سرمست ہیں۔ سعدی کے شراب خانہ کا شیرہ دودھ سے بہتر ہے
 اور بعض سیرت لکھنے والوں نے کہا ہے کہ ان کی ریاضت بدرجہ اولیٰ تھی۔ باوجود
 اسیرانہ زندگی کہ چالیس سال ہمیشگی کے روزوں میں گزارا۔ آپ کے اشعار پانچ لاکھ تک
 ہیں۔ آپ کی عمر (۸۴) سال تھی اور حسن شاعر آپ کا شاگرد تھا۔

حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نوازؒ: آپ کے گیسولائے تھے اور آپ کی ولایت میں
 بہت بڑی شان تھی کہ آپ کے ملفوظات سے
 ظاہر ہے کہ وہ شہباز بندہ نواز جب ماں کے پیٹ میں تھے تو آپ کی کرامات کے آثار نمایاں
 تھے اور خود حضور نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جب میں ماں کے پیٹ میں تھا تو میری
 بڑی بہن کا انتقال ہو گیا۔ میری ماں نے آہ وزاری کرتے ہوئے اپنا ہاتھ پیٹ پر مارا اور وہ
 وقت مجھے یاد ہے۔ جو حالات میرے دودھ پلانے سے متعلق گذرے ہیں وہ بھی یاد ہیں۔
 آپ کے ہم عصر لوگوں نے کہا ہے آپ کی پیدائش کا مقام دہلی ہے۔ بتاریخ ۴ رجب ۷۲۳ھ
 آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید یوسف الحسینی عرف راجو قال جو مصنف تحفۃ النصائح ہیں
 معہ فیل خانہ کے جس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ تغلق ثانی بادشاہ جو اکثر بزرگوں کو دولت آباد
 منتقل کیا۔ ۷۲۸ھ میں دولت آباد آئے۔ آپ نے چھ سال کی عمر سے صوم و صلوة کی پابندی
 شروع کی اور آٹھ سال کی عمر سے کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ جب آپ گیارہ سال کے ہوئے تو
 آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ آپ کی والدہ مع فیل خانہ کے دہلی واپس ہوئیں۔ جب آپ
 پندرہ سال کے ہوئے تو نحو میں مصباح کو پڑھا اور سترہ سال کی عمر میں کشاف کو ختم کیا اور
 بیعت کے لئے شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے ملے۔ آپ سے بہت سے کرامات ظاہر
 ہوئے آپ سے مولانا محمد بن جمال الدین مغربی کی لڑکی منسوب تھی۔ آپ کے بطن سے
 دو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ سید محمد اکبر و سید محمد اصغر سید محمد اکبر معروف بہ شیخ حسین میاں و

سید محمد اصغر معروف میاں قدس سرہ۔ آپ کی عمر شریف (۱۰۲) سال چار ماہ تھی۔ آپ کی وفات کے بعد سید محمد اصغر حسینی آپ کے جانشین ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ کو بندگی مخدوم نے ایک سفارشی خط لکھا چونکہ خطیب شہر گلبرگہ کو معزول کیا گیا تھا اُس کو اس کی خدمت پر بحال کیا جائے سلطان نے اُس کو قبول کر لیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو خطبہ کے لئے قصد خطیب کو نہ کہا بلکہ دوسرے کو کہا۔ خطیب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ سلطان نے قبول کرنے کے باوجود دوسرے کو خطبہ کے لئے کہا۔ بندہ نواز نے کہا کہ اُس نے خطابت سے تیرا نام علیحدہ کیا میں نے اُس کا نام خطبہ سے علیحدہ کر دیا اور اُس کے بھائی سلطان احمد کا نام داخل کر دیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہتے ہیں کہ آپ کی بارہ سال کی عمر میں ایک کو آپ کے سامنے پانی میں بیٹ کر دیا اور پانی کو گندا کر دیا۔ مخدوم نے اس کی جانب دیکھا آپ کے غضب سے اُس کا سرتن سے جدا ہو کر گر پڑا تو آپ کی ماں نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ کہا اُس نے ہم سے بے ادبی کی۔ چنانچہ پھر آپ نے کہا کہ پہلے جیسا تھا ویسا ہو جا۔ اس کہنے کے ساتھ ہی سرتن سے مل گیا اور وہ اڑ گیا۔

بابا کو چک: کہتے ہیں کہ بندگی مخدوم دولت آباد سے گلبرگہ آتے تھے۔ آپ اپنے سفر کے دوران قصبہ بیڑ میں بابا کو چک قدس سرہ جو قاضی مذہب الدین کے مرید تھے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جب باب کو چک ایک غار میں تشریف رکھتے تھے۔ اُس کا دروازہ بہت چھوٹا تھا۔ جب مخدوم دروازہ کے قریب پہنچے تو بابا کو چک نے فرمایا۔ پاک باز پاک آئے اُس وقت کو چک سے ملے۔ پس مخدوم کے خادم لکھتے ہیں کہ دروازہ بلند ہو گیا۔ مخدوم اندر تشریف لے گئے اور بابا شاہ کو چک کے مریدین لکھتے ہیں کہ مخدوم جھک کر اندر تشریف لے گئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سلطان فیروز بہمن گلبرگہ میں مخدوم حسینی قاضی راجہ و شیخ احمد اور اُن کے پیر کے حالات دریافت کرنے بھیجا۔ اگر مخدوم حسینی کا چنداں صاحب احترام کریں تو میں خود اُن کی ملاقات کے لئے جاؤں گا ورنہ میں اُن کو طلب کروں گا۔ جب ہر دو مخدوم کی خدمت میں پہنچے تو حیران ہو گئے اور شوق الہی کی لذت میں مبتلا ہو گئے اور ہر دو

اپنے عہدہ کا خود استعفیٰ لکھ کر دے دیئے اور مخدوم کے ہاتھ پر بیعت کر لئے اور کالمین میں داخل ہو گئے۔ اور تاریخ فرشتہ میں محمد قاسم مصنف نے یہ معلوم کر کے لکھا ہے کہ مخدوم حسینی کا مذہب شافعی تھا اور بعضوں نے حنفی مذہب لکھا ہے اور مخدوم حسینی فرماتے ہیں کہ صوفی مذہب اور شریف سنی کم ہیں اور میں صوفی اور شریف سنی ہوں۔ آپ کی بعض اولاد سنی اور بعض شیعہ ہے۔ چنانچہ سید راجو حسینی جو سلطان ابوالحسن بادشاہ کے مرشد ہیں۔ مخدوم سید محمد حسینی کی اولاد سے ہیں۔ اپنی کتاب سلوک السالکین کے دیباچہ میں چاروں خلفاء کے مناقب درجہ بہ درجہ لکھے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ سنی ہیں۔ ذکر یا بادشاہ کو چک قدس سرہ بابا شاہ کو چک صاحب صاحب کرامات تھے اور ریاضت شاقہ فرماتے تھے آپ کا مزار بیرون قصبہ بیڑ ہے طالب کی ہر مراد جو چاہتا ہے۔ آپ کی مزار کے پاس حاصل ہوتی ہے۔ آپ قاضی مذہب الدین کے مرید تھے۔ جو اولیاء سے ہیں اور حضرت شیخ منجب الدین زر زری زربخش کے ہمراہیوں سے ہیں۔ قاضی مذہب الدین کا مزار قصبہ کج سرکار بیڑ میں ہے۔ آپ کی اولاد میں ہر کوئی اپنے آپ کو قاضی کہتا ہے۔ بابا شاہ کو چک کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ معتبر مجاوروں کو ادائی عرس اور تعمیر مقبرہ کے لئے سابق بادشاہوں نے متولی قرار دیا۔ آپ کی مخدوم بندہ نواز سے ملاقات اس سے قبل بیان کی گئی ہے مسماۃ بی بی اور آپ کے استاد برشاہ کو چک کا مزار اندرون قصبہ بیڑ ہے۔ اکثر لوگ اپنی مرادوں کو حاصل کرنے کے لئے وہاں آتے ہیں۔

شاہ محمد ملتانی: آپ کے والد ابراہیم قلعہ کلیانی کے رہنے والے تھے اور آپ کے دادا ملتان کے رہنے والے تھے۔ جن کو جناب حضرت محبوب سبحانی سے بیحد

قبولیت حاصل تھی۔ آپ سے بہت سی کرامات خلاف عادت ظاہر ہوئی ہیں۔ آپ کا مزار اندرون قلعہ بیدر ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ سے ہیں اور آپ کے تین فرزند تھے چار پشت تک آپ کو اولاد رہی۔ آپ کے دو فرزند بچپن میں انتقال کر گئے۔ تین بیٹیوں کی تفصیلات ایک بدر الدین جن کو قبر شریف کی ذمہ داری دی گئی تھی ان کی اولاد کو مقرر کیا گیا۔ دوسرے شاہ مخدومی صاحب جن کو محبوب سبحانی کا جبہ مبارک کی خدمت سونپی گئی۔ تیسرے شاہ اسماعیل

صاحب جن کی قبر قصبہ پاتری میں ہے۔ ان کی اکثر اولاد مختلف قصابات مانند 'سبونت نگر' میدک، گجویل اور بیدر کے اطراف پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت سید شاہ سعید الدین رفاعیؒ: ذکر امام المتقین مخدوم حضرت سید شاہ سعید الدین

الرفاعی جو حاجی سیاح سرور قدس سرہ العزیز سے

مشہور ہیں۔ اکابر سالار خاندان رفاعی ہیں۔ آپ کے بعد اس خاندان کو آپ کے نام سے سرور یہ کہتے ہیں۔ آپ نے عرب و عجم کے بہت سے شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے وہلی تشریف لائے اور نظام الدین اولیاء سے ملاقات کی تو آپ نے نو مہینے تک اپنی خانقاہ میں اپنے قریب اعزاز کے ساتھ رکھا۔ نو مہینے کے بعد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے آپ کے سامنے رحلت فرمایا آپ کی تجہیز و تکفین خود اپنے ہاتھوں سے کی۔ کہتے ہیں کہ حاجی سیاح سرور حضرت سیدی سید احمد کبیر رفاعی الحسینیؒ کی خاص اولاد سے ہیں۔ آپ سے بہت سے خلاف عادات کرامات ظاہر ہوئے تصوف میں آپ نے کتاب لکھی ہے جو سالکوں کے لئے بہترین سند ہے۔ خاص کر آپ نے اہل باطن کی نماز کا ذکر کیا ہے جس کے تصور سے ایک حالت و کیفیت پیدا ہو جاتی ہے آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ کے اولاد کے مشاہیر قندھار میں آپ کے روضہ مبارک کے نزدیک سجادگی اور قبر مبارک کی خدمت پر فائز ہیں اور ان میں آپسی جھگڑوں کی وجہ شہر ناندیڑ میں سکونت پذیر ہوئے اور رفاعی طریقہ کو دکن میں اپنے قوت سے رائج کیا۔ اس کے بعد اس سلسلہ رفاعیہ کو سرور یہ طریقہ بھی کہا جانے لگا۔

حضرت مخدوم سید شاہ علیؒ: آپ سانگلے سلطان مشکل آسان الرفاعی کے نام سے مشہور ہیں مخدوم مشکل آسان عاشق بے ریا مقبول بارگاہ

رب العالی حضرت سیدی سید احمد کبیر رفاعی الحسینیؒ کی خاص اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار قندھار میں ہے آپ کا وہ چلہ جس جگہ آپ نے بارہ سال تک ریاضت کی ہے قلعہ دولت آباد میں ہے۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے آپ سلسلہ رفاعیہ کی ترویج کی آپ سے دوسرے سلسلہ بھی ہیں آپ طریقت کے سمندر کے غواص تھے اور دین حقیقت کے اصل تھے اور آپ

صاحب اولاد تھے۔

حضرت سید شاہ ضیاء الدین بیابانیؒ: ذکر امام المتقین جدی سیدی سندی برگزیدہ یزدانی حضرت ضیاء الحق والدین سید شاہ ضیاء الدین بیابانی الحسینی الرفاعی قدس سرہ۔ آپ کا ایک خاص مقام تھا کہ آپ صاحب کرامات و خرق عادات سے تھے۔ سخت ریاضتیں اور کافی مجاہدات ملتان کے بیابان میں آپ نے کی ہیں۔ اور سلسلہ رفاعی آپ کو نسبی حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ بھی رکھتے تھے۔ کتاب مطلوب الطالبین و بحر الانساب آپ کی تصانیف ہیں۔ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی بہن فتح شاہ ماں صاحبہ آپ سے منسوب تھی آپ کو بیعت و ارادت سانگڑے سلطان قدس سرہ سے تھی۔ حضرت شاہ منجلے چلہ دار قدس سرہ جو حضرت سانگڑے سلطان کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے حکم سے حضرت مخدوم ضیاء الدین الحسینی رفاعی بیابانی سے بیعت کی اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا مزار قصبہ انبڑ میں فقر آباد کے بیابان میں آپ ہی کا بنایا ہوا ہے۔

حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانیؒ: زبدۃ السالکین دُر اسرار معانی حضرت مخدوم ضیاء الدین بیابانیؒ کے بڑے صاحبزادے اور آپ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے بھانجے اور داماد ہیں۔ چنانچہ عقیقہ محترمہ سانگڑے سلطانؒ کی صاحبزادی حضرت بی بی ماں صاحبہ آپ سے منسوب ہیں۔ حضرت فتح شاہ ماں صاحبہ و بی بی ماں صاحبہ ہر دو موضع فقر آباد میں مدفون ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک دل کشا ہے اور آپ کے گنبد کی صفت یہ ہے کہ دیکھتے ہی دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے اور جنت کا قلعہ معلوم ہوتا ہے آپ کے گنبد کی کاریگری دکن میں بے نظیر ہے۔ کسی نے زبان ہندی میں اس کی تعریف یوں کی ہے۔

دیکھو تادین گنبد کرے گفتار آسمان سون کہ پانچوں کلس کے اوپر چندر آسمان سون
اور گنبد سے متصل ایک نیم کا درخت تھا جس کی ٹہنی گنبد شریف پر سایہ ڈال رہی تھی اُس شاخ

کے پتے شہد و شکر کے مانند شیریں تھے۔ مخلوق آتی اور اُس کے پتے کھاتی اور میں احقر اپنی عمر کے سترہ سال تک وہ پتے کھاتا رہا اس کے بعد وہ درخت پُرانا ہونے کی وجہ سے خشک ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ احمد نگر کا بادشاہ سفر کے ارادے سے اُدھر روانہ ہوا اور مخدوم شاہ اشرف بیابانی قدس سرہ کی ملاقات کے ارادے سے آیا۔ آپ نے بادشاہ کو معہ اُس کے سپاہیوں اور خدام کے جو حاضر تھے۔ باوجود فقر و فاقہ اور آپ کا مسکن بیابان میں ہونے کے ضیافت کی اس روز سے مخلوق خدا کی زبان پر بہ جاری ہوا

شاہ اشرف بیابانی بھوکے کو بھو جن پیا سے کو پانی

آپ علم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور بہت سے خرق و کرامات آپ سے ظاہر ہوئے۔

ایک دن میرے قبلہ گاہ یعنی اس فقیر کے والد سید شاہ امین بیابانی اور چچا حضرت سید محمد احمد بیابانی ہر دونوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب کہ ہمارے دادا حضرت سید عبدالملک بیابانی نے فرمایا جو ہر دو حضرات مخدوم کی اولاد سے ہیں کہ حضرت کے مزار کی ایک اینٹ جو پُرانی تھی نکلنے سے اُن میں سوراخ ہوا ہم ہر دونوں نے سوراخ سے دیکھا کہ اُن کے کفن کا کپڑا تازہ تھا اور اُس پر ایک نورانی حلقہ جنت کا بنا ہوا تھا اور آپ کا سیدھا پاؤں کھڑا ہوا تھا۔ زمانہ حضرت سید اشرف ہمارے چچا کے زمانہ میں قریب دو سو سال کا فرق ہے۔ اُس کے بعد مزار کے سوراخ کو پتھر اور گچ سے بند کر دیا گیا۔

مردان خدا خدا نباشد لیک ز خدا جدا نباشد

خدا کے دوست خدا نہیں ہوتے لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

حضرت مخدوم نے زبان ہندی میں نو سو بار وقصہ آخر الزماں وغیرہ تصنیف کی ہے۔ آپسے بہت سے خرق عادات کرامات ظاہر ہوئے ہیں۔

حضرت سید شاہ محمد امین الدین بیابانی: میرے والد کا ذکر جو بہر حاجت نصیر و معین

حضرت شاہ محمد امین بیابانی الرفاعی ہیں۔

آپ عارف صاحب کمال اور صاحب حال و درو تھے۔ جب بہت زیادہ خوش ہوتے تو

رو دیتے اور آنکھ سے آنسو رواں ہو جاتے۔ تکلیف اور پریشانی کے وقت ہنس دیتے۔ آخر وقت تمام رات بیدار تھے اور ذکر میں مشغول رہے اور روتے رہے اُس وقت اس ذکر سے ذاکر رہے اللہ حاضر اللہ ناظر اللہ شاہد اللہ معی اللہ معی اللہ معی کہتے ہیں کہ نظام الملک آصف جاہ نے شہر اورنگ آباد میں چھاؤنی کئے ہوئے تھے۔ اُس سال قحط پڑا کہ فی روپیہ چھ سیر جوار میسر نہ ہوئی۔ اتفاق سے شاہ موصوف کا نواب کی دیوڑھی کے سامنے سے گذر ہوا۔ جب کہ نواب شکار سے اپنے دولت خانہ کو واپس ہو رہے تھے سواری سے اتر آئے۔ شاہ نے اُن کو سلام کیا۔ نواب نے مصافحہ کیا اور خیر و عافیت دریافت کی اور اپنے سامنے اپنے گھر کے اندر لے گئے اور دعا کی درخواست کی اور حکم دیا کہ ڈھائی سو روپے مدخیرات سے آپ کو دیئے جائیں۔ شاہ مرحوم نے فرمایا کہ ہم مدخیرات نہیں لیتے کہ یہ زکوہ کا روپیہ ہے۔ ہم سادات پر حرام ہے بلکہ ہمارے غلاموں پر بھی حرام ہے۔ نواب اس جواب سے بہت خوش ہوئے پس اندرون نل کی بیگم سے دو سو پچاس روپے قرضہ حسنہ حاصل کیا اور آپ کو دیا اور رخصت کیا۔

ماہ محرم میں میرے والد علم مبارک دیکھنے کے لئے گھر کے باہر نہ نکلتے تھے۔ وفات سے تین سال پہلے علم مبارک و تعزیہ کو دیکھنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے اور علم کو دیکھ کر اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے اور تین دن تک زبان بند رہی۔ اور آپ کو گھر میں لائے اور تین دن کے بعد ہوش میں آئے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور قدم بوس ہوا۔ آں حضرت نے فرمایا کہ تین دن تک تمہاری زبان بند رہے گی اور تین سال بعد تم ہماری مجلس میں شامل ہوں گے۔ اُسی طرح تین سال کے بعد انتقال فرما گئے۔

حضرت سید شاہ محمد احمد بیابانی: آپ بزرگ صاحب ریاضت و حق پرست تھے اور وہ مجھ عاصی کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کی عمر (۱۰۰) سال تھی۔ آپ نے (۲۴) سال تک اپنا قدم گھر سے باہر نہیں نکالا۔ عید اور جمعہ اپنے گھر ہی میں ادا کرتے تھے۔ اور آپ کا اللہ پر توکل تھا۔ ایک روز قبلہ گا ہی شاہ محمد امیر مرحوم اور برادر محترم

شاہ محمد افضل صاحب سید احمد صاحب کی خدمت میں حاضر تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہوا۔ اچانک فرض تکبیر کہی۔ اس کے بعد میرے چچا نے فرمایا کہ سن بلوغ سے آج تک اس مدت میں چار رکعت عصر کی سنت نماز میری کبھی فوت نہیں ہوئی اور حضرت قبلہ گاہی اُن کے مرید تھے اور وہ حقیقی بڑے بھائی تھے۔ اُن کی وفات کے وقت یہ عاصی موجود تھا کہ نماز ظہر بیٹھ کر پڑھی اور اپنی عادت کے موافق تلاوت قرآن فرمائی اور دونوں ہاتھوں سے دُعائے مانگی اور فرمایا کہ ہم کو پلنگ یعنی چار پائی پر لٹا دو اور آپ کے فرزند شاہ سلیم تھے اور اُن سے کہا کہ تم اس وقت سلیم پڑھو اور خود بذکر نفی و اثبات کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی زندگی کی امانت کو سپرد کر دیا اور دنیا سے رخصت ہوئے

سبک رواں بہ نہاں خانہ عدم رفتہ بر آستانہ چو نعلین ماند قالہا
عدم کے نہاں خانہ کو بہت آسانی سے چلے گئے جیسا کہ اپنے نعلین آستانہ پر چھوڑے جاتے ہیں اور ہر اک عزیزوں اور مریدوں کو مشکل پیش آئی۔ آپ کی قبر اور والد مرحوم یعنی سید محمد امین مرحوم کی قبر پر دو بھائی قرآن السعیدین (ہر دو نیکیوں کی یکجائی) فقر آباد میں حضرت مخدوم اشرف بیابانی اُحسینی کے روضہ کے قریب ہے نیز آپ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ برہان اللہ راز الہی کے تھے۔

حضرت سید شاہ افضل بیابانی عرف شاہ صاحب: ذکر حضرت برادر معظم و محترم
مرشدی سید شاہ افضل بیابانی

المعروف شاہ صاحب علیہ الرحمہ قبلہ دین و دنیا کعبہ صورت و معنی عارف اکمل شاہ افضل آپ صاحب تصرف باطن اور دل کے مالک تھے۔ آپ سے اکثر لوگ فیض یاب ہوئے ہیں اور بہت سے خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ فوائد و فضلیہ شرح مراۃ العارفین رسالہ بدان بشنو معدن الجواہر منظوم در مناقب حضرت دوازہ امام رضی اللہ عنہم و رسالہ وجودیہ شرح نام حق واقعات شاہی تحفۃ الصالحین الی المشائخ قیوم و شرح فنائے کبر و غیرہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں اور اکثر مثنوی اور فصوص اور بعض اوقات الواجم اور

لمعات و شرح جام جہاں نما کا درس دیتے اور اگر کوئی آپ کی مجلس میں دنیا کا ذکر کرتا تو آپ ناراض ہو جاتے۔

ایک روز حسن علی خاں حاکم راجپندی وغیرہ شاہ کی ملاقات کے لئے آئے اور بیٹھے اور اپنے مصاحبین کے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کی غیبت کرنے لگے اچانک شاہ کا مزاج بگڑا فرمایا کہ فقراء کے گھر میں اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ کا ذکر ہوتا ہے اور اگر دنیا کا ذکر مقصود ہو تو آپ کا دولت خانہ اس کے لئے موزوں ہے اس کے بعد جب کبھی حسن علی خاں آتے تو گفتگو میں احتیاط کرتے۔

راجپندی میں کاروبار کے زمانہ میں اس ذرہ گناہ گار نے سیر کے لئے سواری پر نکلا اور ایک جگہ رات کا ایک حصہ گزار کر واپس ہوا۔ میرا خدمت گار بخار کی وجہ سے کھانا پکانہ سکا اور میں بھوکا تھا اور حضرت شاہ اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے اور سماع کی مجلس تھی میں حاضر ہو گیا اور رات کے دو پہر گزرنے کے بعد مجلس برخواست ہوئی تو شاہ نے فرمایا بابا فاضل آپ کچھ کھائے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ بھوکا ہوں۔ فرمایا کہ مطبخ کی خبر لیں تو کسی نے آکر کہا کہ فقراء کا حصہ بھی ختم ہو چکا ہے تو آپ فکر مند ہوئے اور میں بھوکا اور پریشان اُس کے بعد فرمایا کہ انتظار کیجئے اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے تھوڑی دیر میں غیب سے آجائیگا۔ اچانک ایک گرم پلاؤ کا خوان روٹی کے ہمراہ جو فاتحہ نیاز حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کا تھا ایک شخص سر پر اٹھائے لے آیا۔ آن حضرت نے اللہ کا شکر بجالایا اور فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھاؤ۔ چار لوگ اس وقت حاضر تھے پیٹ بھر کر کھائے اس طرح کے واقعات کئی دفعہ تجربہ میں آئے۔

آپ کے کئی خلفاء ہیں۔ شاہ محمد صالح عرف میرن شاہ صاحب جوان کے حقیقی بھائی ہیں و شاہ غلام حسین عرف میاں اللہ و شاہ عبدالقادر نیلور مسرونہ پٹی میں اور سید برہان الدین آپ کے عزیز اور عاصی فقیر سید فاضل شاہ غلام محی الدین قصبہ بیجا نگر میں اور مسکین علی شاہ جو منصبدار تھے حضرت کی صحبت میں مرید ہوئے اور دنیا ترک کر دیا جن کا ظرف اعلیٰ تھا اس لئے دائمی خلافت سے مشرف کیا اور مشتاق علی شاہ علیہ الرحمہ والرضوان خلفاء ہوئے ہیں جو

مثل شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ کے تھے۔

ایک دفعہ پانچ بیراگیوں کی جماعت آئی وہ بھی عبادت گزار تھے۔ شاہ کی محبت میں تین ماہ راجبند ری کے تکیہ میں جو گنگ کے کنارے تھا ٹھہرے رہے اتفاقاً قاضی محمد رفیع الدین قاضی القضاۃ سرکار راجبند ری جو اللہ والے تھے شاہ کی خدمت میں تشریف لائے جبکہ مغرب کا وقت ہوا تو بیراگیوں نے ناقوس اور منجیرہ بجانا شروع کیا اور رانی ہامی کہنے لگے اور اذان کا وقت ہو گیا تو قاضی نے کہا کہ آپ خود اپنے آدمیوں کو بھیج کر منع کریں۔ شاہ نے فرمایا کہ یہ مکان فقراء کا ہے اور اپنی زبان و دل سے خدا کی یاد کر رہے ہیں منع کرنا ضروری نہیں ہے۔

تو برائے وصل کردن آمدی نئے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے نہ کہ جدا کرنے کے لئے

اس کہنے کے ساتھ ہی قاضی آبدیدہ ہوا اور رونے لگا اور آپ کے کہنے کا اُس کے دل پر اثر ہوا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے مرض الموت کے وقت آپ نے کبھی اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا ٹیکے بیٹھتے تھے اور فرمایا کہ میں رضائے الہی سے راضی ہوں دنیا سے آسان جانا چاہتا ہوں۔ میری وفات کے بعد اگر میرا سونا اور چاندی برآمد ہو تو اُس سے مجھے داغ دیں وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد قرض حسنہ سے تجہیز و تکفین کی گئی۔ آخر وقت جب شدت سے سانس چلنے لگی تو فرمایا کہ جس دم اور پاس انفاس اس وقت مفید ہے پس آپ نے جس دم تخلیہ کیا اور پاس انفاس کا ذکر ہمیشہ کرتے رہتے تھے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ملک الموت مجھ سے پوچھ کر روح قبض کریں گے۔ بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۹۳ھ زندگی کی امانت واپس کر دی۔ نیز حضرت مرشدی تمام عمر میں جب بھی بیمار ہوتے تو دوا استعمال نہ کرتے اور فرماتے منہ داء و منہ شفاء۔ اُسی کی طرف سے مرض ہے اور اُسی ہی کی طرف سے شفا ہے اور خود بخود اچھے ہو جاتے اور مرض الموت میں لوگوں نے جبراً آپ کو دوا معالجہ کے لئے مجبور کیا تو فرمایا کہ میری موت قریب آگئی ہے آپ کی عمر (۸۶) برس تھی۔ میرے مرشد شیخ صاحب کے خلفاء سے بھی تھے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانیؒ

یہ فقیر کثیر القصر سید فاضل اس کتاب پنج گنج کا مصنف ہے جو حضرت مخدوم ضیاء الدین بیابانی الرفاعی الحسینی کی اولاد سے ہے۔ ہمارا جدی نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

فقیر عاصی سید فاضل بن سید امین بن سید فاضل بن سید عبدالملک بن سید اشرف بن سید ضیاء الدین بن سید عبدالکریم بن سید عبدالرشید بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالجلیل بن سید عبدالرحیم بن سید شمس الدین بن سید یوسف بن سید نجم الدین بن سید یعقوب بن سید اسحاق بن سلطان العارفین حضرت سیدنا احمد کبیر الرفاعی الحسینی الکاظمی معشوق اللہ بن سید ابوالحسن علی الملکی بن سید یحییٰ بن سید ثابت بن سید حازم بن سید علی بن سید حسن بن سید محمد مہدی بن سید محمد بن سید حسین بن سید موسیٰ الثانی بن سید ابراہیم الحجاب بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء امام حسین بن فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پایا اور نگ آباد میں بھی طالب علم کی حیثیت سے رہا۔ لیکن والد ماجد کے انتقال کے سبب انہی معظم و محترم نے راجپندی کا ارادہ کیا اور میں بھی برادر محترم کے ساتھ شہر حیدرآباد گیا۔ برادر معظم کو رخصت کرنے کے بعد میں حیدرآباد میں مقیم رہا اور تعلیم میں سرگرم و مشغول رہا۔ اُسی زمانہ میں حضرت سید قطب عالم صاحب بخاری مفتی بلدہ حیدرآباد کی پوتری شہزادی بی بی کی نسبت مجھ سے ہوئی۔ انہی محترم کی اجازت کے بعد رسم مناکحت ادا ہوئی۔ چند دنوں بعد مفتی بلدہ نے قضا و نگل مع چار قصبے جاگیر مشروط الخدمت اجراء کروا کر مجھے ورنگل روانہ کیا۔ مع اہل و عیال کے میں خود علاقہ جاگیر میں قیام کیا۔

میں ابتدائے عمر ہی سے روزگار سے لگا رہا اور بہت سارے قصبات کو دیکھا میں نے ایک مدت تک میر خلیل خاں مرحوم راجپندی کے پاس باوقار منصب پر تھا۔ اس کے بعد

جذبہ الہی سے ملازمت ترک کر کے برادر محترم کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد تبلیغی سفر پر روانہ ہوا۔ قصبات دیہات و تعلقات میں تبلیغ کرتے ہوئے ایک مدت کے بعد قاضی پیٹ پہنچا۔ ۱۱۷۳ھ میں میرے مرشد کی وفات سے (۱۲) سال پہلے ورنگل سے راجبندری روانہ ہوا۔ چونکہ میرے آنے کی خبر شاہ کو ہو چکی تھی اپنے صاحبزادے سید غلام میر کو میرے استقبال کے لئے بھیجا اور خود خانقاہ میں آ کر میرے انتظار میں ایک عرصہ تک بیٹھے رہے جب میں آیا تو قدم بوسی کا شرف حاصل کیا میرے سر کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا

لاکھ آنے سوں تجکو کیا حاصل اک آنا تیرا کفایت ہے

دو ہفتے کے بعد اپنی کلاہ و دستار مبارک اور خلافت نامہ بمہر دستخط خاص مرحمت فرمائی اور اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی ہر ایک شغل کی وجہ بھی بیان فرمائی تاکہ اُس کی صورت کو دل میں بساؤں میں نے آپ کے سامنے دہرایا دوبارہ اُس نقش کو آپ کے سامنے اپنے دل میں بسایا اور فرمایا کہ مرید کی تلقین ناچنے کی طرح ہے جیسا کہ نچانے والا ناچ سکھاتا ہے اس کے بعد واپس ہو گئے۔ ایک مدت کے بعد انہی معظم و محترم کے رحلت کی خبر سنی گئی پھر ورنگل سے راجبندری پہنچا اس کے بعد خانقاہ کا تکیہ جو شہر راجبندری میں دریائے گنگ کے کنارے واقع ہے وہاں حضرت مرشدی و مولائی کا مقبرہ ہے جو جنت کے قطعہ کے مشابہہ ہے وہاں چلہ کشی کرنے کا اتفاق ہوا۔ بین القبلتین بیٹھا تھا چونکہ دریائے گنگ قبلہ کی طرف واقع ہے اور میں قبر کے پیچھے تھا۔ جلالی عمل کے شرائط کے مطابق ترک حیوانات کر کے میں مقید ہو گیا۔ چالیس روز کے چلہ کے پہلے وہ میں حروف تہجی مع اسماء موکل کی نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کیا۔ اس کے بعد اسماء عظام میں سے اسم متوسط پڑھنے کے لئے اس کی زکوٰۃ و نصاب و دور مدور قفل وغیرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ہر روز پڑھنے کے وقت ایک بیٹھک میں بید کی چھڑی سے حصار باندھتا۔ دسویں دن عین پڑھتے وقت دیکھا کہ ایک چوہا میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور میں اپنی چھڑی سے اُس کو ہوشیار کیا دیکھا کہ وہ چوہا ایک بڑا سانپ بن گیا اور اُس کی دو منہ تھے۔ اُس کیفیت پر میرے بدن میں لرزہ طاری ہو گیا لیکن میرے ہاتھ میں تسبیح تھی اور میں

پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سانپ غائب ہو گیا دروازہ کے سوراخ سے چلا گیا اور مجھ پر شدت کا بخار طاری ہو گیا۔ جب میں اسماء کے پڑھنے سے فارغ ہو گیا تو اس حالت میں دیوار کو ٹیکہ لگا کر بیٹھ گیا۔ میری حالت بیداری کی تھی نہ نیند کی۔ بیداری اور نیند کے درمیان غنودگی میں تھا دیکھا کہ ایک تخت فضاء سے میرے سامنے آیا۔ اُس پر ایک بزرگ اولیائے مشائخ سے دیگر تین افراد کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے میں اُٹھ کر سلام کیا۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ سید فاضل برادر شاہ افضل عرف شاہ جی تم ہی ہو میں نے کہا جی ہاں میں اُن کی درگاہ کا غلام ہوں۔ فرمایا کہ تمہارا چلہ مقبول ہوا۔ دل میں کوئی خوف و ہراس نہ لاؤ تو مجھ پر جو گزری تھی بیان کیا۔ فرمایا کہ پانچ اسماء کا ورد کرو میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد اپنی زبان مبارک سے پانچ اسماء کی تلقین فرمائی۔ پھر فرمایا کہ فی الحال موکلانِ اسفل آپ سے دریافت کریں گے اور میں جملہ موکلانِ اسفل میں سے اعلیٰ قسم موکلوں کا قبضہ میں کر لیا ہوں کہ میرے مریدوں اور طالبوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کے بعد میں اُن میں سے ایک سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ مشائخ کون ہیں تو وہ شخص نے کہا کہ حضرت محمد غوث گوالیری ہیں اُس کے بعد میں اُٹھ کر اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ وہ حضرت میرے سر پر اپنے دو ہاتھ رکھ دیئے اور فرمایا کہ تم اطمینان سے رہو اس کے بعد وہ تخت فضاء میں اُڑا اور چلا گیا۔ اس کے بعد میرا دل مطمئن ہو گیا اور بخار کی شدت کم ہو گئی۔

مجھ عاصی کو سیدی و مولائی سید معین الدین قادری سے بھی فیض حاصل ہوا۔ دو گانہ حضرت محبوب سبحانیؒ و قصیدہ حضرت غوث الاعظمؒ جو سقانی الحب والا ہے اور مسبعاتِ عشراں ہی بزرگ سے اجازت ملی ہے اور مجھ کو اپنے پاس بلوایا اور خلافتِ قادریہ اور اپنے ہاتھ سے اپنا جُبه و دستار و ٹوپی جو سید محی الدین عرف شاہ میراں صاحب کی جو آپ کے والد سے ملے تھے مجھے عطا کیا مسماۃ شہزادی بی بی امۃ الخیر فاطمہ جو اس گنہ گار کی اہلیہ ہیں سید سعید الدین صاحب کی بھانجی ہوتی ہیں۔

یہ گنہ گار دو گانہ حضرت محبوب سبحانیؒ دو قرن (۲۴) سال سے زیادہ مسلسل پڑھتا رہا کہ

(۲۴) سال میں کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ اس گنہ گار کی غلامی اور بندگی بارگاہ شہنشاہی جناب غوث اعظمؒ میں قبول ہوئی۔

ایک وقت سپاہ گری کی ملازمت کے زمانہ میں میر خلیل خاں صاحب مرحوم کی رفاقت میں جو حاکم ایلور و راجپنڈری نظام الملک آصف جاہ کے دور میں تھے اور تعلقہ ضامنی کا زمین دار بولورام ریڈی کا مجھ سے تعلق رکھتا تھا اور مرشدی حضرت شاہ افضل صاحب قدس سرہ قبلہ چلہ کشی کے لئے گئے اُس اثناء میں مرزا حسن علی وقایہ جو آخر میں راجپنڈری کے حکم بن گئے۔ وقایہ نگاری کے زمانہ میں خاں مرحوم کے مصاحب تھے چاہا کہ تعلقہ ضامنی کو محمد علی کے نام جو قاضی کے فرزند تھے عطا کریں۔ خاں مرحوم کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے قبول کیا۔ اتفاقاً مرزا حسن علی نے دستخط کرانے کے سوال لکھ کر تیار رکھا۔ جب خاں مرحوم اندرون قلعہ راجپنڈری کی ایک نئی تعمیر شدہ عمارت کے دیوان خانہ میں جو دریائے گنگ کے کنارے واقع ہے۔ تشریف لائے اور بیٹھے۔ یک بیک ابر آسمان پر نمودار ہوا اور پانی اور بگولہ آسمان سے ظاہر ہوئے اُن کاغذوں میں سے ایک کاغذ جس پر سوال تھا اڑا اور دریائے گنگ کے اندر چلا گیا اور نظر نہ آیا اور باقی کاغذات وہیں رہ گئے چونکہ خان موصوف اہل اللہ سے اور صاحب حال و ظاہر و باطن تھے فرمایا کہ مرزا حسن علی تو دیکھا کہ خدا نہیں چاہتا ہے کہ سوال کا علم ہو اور اُس پر دستخط کرے۔ معلوم ہوا کہ محمد فاضل کا نصیبہ زبردست ہے اور خوش ہوئے اور پانڈان طلب کئے اور پانڈان کا بیڑا مجھے دیئے اور اُسی وقت تعلقہ کو چلے گئے۔ جب میں گھر یعنی خانقاہ کے تکیہ مرشدی آیا اور بعد ادائی نماز دو گانہ مغرب قطب کی طرف منہ کر کے بیٹھا۔ تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہوئی جس سے میرے ہوش و حواس جاتے رہے بلکہ بیداری غالب تھی۔ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا خواب میں دیکھا کہ دو شخص مجھے کھینچ کر لے جا رہے ہیں پوچھا اور گفتگو کی کہ کہاں لے جا رہے ہیں تو کہا کہ شہنشاہ کے پاس بموجب حکم لے جا رہے ہیں۔ آخر ہم کو لے گئے دیکھا کہ عظیم الشان دربار ہے میں حیران ہو گیا اس کے بعد دروازے سے اندر گیا دیکھا کہ ایک مجلس میں جس میں عرب و عجم کے

بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے سلام علیک کہا صف کے نچلے حصہ میں بیٹھ گیا اُن میں سے ایک بزرگ سے میں نے پوچھا کہ مجھے کس لئے طلب کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے معلوم نہیں لیکن تمہارے آنے کی اطلاع شہنشاہ کو ہو چکی ہے دیکھنا چاہئے کہ کیا حکم ملتا ہے۔ میں گھبرایا اور میرادل رنجیدہ ہوا کہ کہیں غضب کا حکم نہ ہو کیا کروں، اچانک دو آدمی شہنشاہ کے مکان کے دروازے سے باہر آئے۔ میں پوچھا کہ شہنشاہ کا نام کیا ہے کہا کہ سلطان الاولیاء محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ جب دو فقیر میرے قریب آئے تو میں اُٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تمہارے نسبت یہ حکم ہوا ہے کہ تمہاری نیاز قبول ہو چکی ہے میں منتظر ہوں کہ اب تک کیوں ادا نہیں کئے۔ میں جواب دیا بالراس والعین سر اور آنکھوں سے اسی وقت ادا کروں گا۔ اس کے بعد میں کیا چاہتا ہوں کہ حضرت کے روبرو آ کر سجدہ کروں کہا کہ ہم میں اس کی ہمت نہیں ہے کہ ہم تم کو اُنکے روبرو لے جائیں مگر یہ کہ ہم معروضہ پیش کر دیں، میں نے کہا عرض کیجئے۔ پردہ جو مخملی بوندہ دار تھا اس کے اندر جا کر ہر دو نے عرض کیا تو آں حضرت نے فرمایا کہ کہو کہ ہمارے پاس تم مقبول ہو اور دو گانہ ہمیشہ ادا کرتے رہو اور اسوقت شہاب الدین سہروردیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیریؒ خلوت میں گفتگو کر رہے تھے جب اس حالت میں مجھے افاتہ ہوا تو دیکھا کہ میں اصلی حالت میں قطب رویہ ہوں۔ سجدہ کیا اور اُٹھ گیا نیاز کے ادا کرنے میں مصروف ہو گیا اور ادا کر دیا اس دو گانہ کی برکت سے بارہا مجھ پر شہنشاہی جناب اعظم کے دربار سے فضل و عنایات ہوتے ہیں اور اس گناہ گار کو شاہ مجد الدین صاحب خلیفہ حضرت شیخ احمد شطاری صاحب سے بہت سافیش اور اجازت حاصل ہوئی۔

حضرت سید شاہ یسین بیابانیؒ: آپ کے اوقات تعریف کے قابل ہیں میرے حقیقی چچا ہیں آپ برہان راز الہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و عبادات اور شب بیدار تھے۔ کہتے ہیں کہ سید یسین اپنے شیخ کے حجرہ کے متصل ریاضت کرتے تھے۔ برہان پور میں آہو باغ جا کر آخری شب میں ذکر جلی کیا

کرتے۔ باغ کے باغبان اور نگہبان شیر کی آواز سمجھ کر باغ میں نہیں جاتے ایسے وقت میں جبکہ درختوں پر پھل اور پھول پختہ ہو رہے تھے۔ اس کی اطلاع بہادر شاہ کو دی گئی۔ شاہ نے حکم دیا کہ چار ولیر سپاہی جائیں اور شیر کے آنے پر اس کا شکار کریں۔ مقررہ سپاہی ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ وقت معینہ پر خود شاہ یلین صاحب باغ میں آئے اور پانی کے کنارے بیٹھ کر یاد حق میں مشغول ہو گئے۔ جب ذکر جلی کی آواز بلند ہوئی تو مقررہ سپاہیوں نے آکر دیکھا کہ آدمی کی آواز ہے۔ اور وہ درویش ہیں۔ ذکر کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ سید یلین اُس جگہ سے اٹھ گئے اور خانقاہ راز الہی کے کمرہ میں چلے گئے۔ سپاہی پیچھے سے آئے دیکھے اور چلے گئے۔ بہادر شاہ سے عرض کیا۔ دو روز بعد بہادر شاہ شاہ برہان راز الہی کے پاس آئے اور کیفیت بیان کی اور اجازت چاہی اور سید یلین کے پاس آئے احوال دریافت کئے اور آپ کے خرچ کے لئے زمین دینے کی خواہش کی سید یلین نے جواب دیا کہ میرے یعنی شاہ برہان راز الہی نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے کہ زمین کے ہدیہ کی محتاجی نہیں ہے۔

حضرت سید جمال الدین البحر معشوق ربانی: آپ سید السادات جمال الدین البحر محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ آپ صاحب خرق عادات و کرامات تھے۔ مجاہدات و ریاضت کثرت سے کرتے۔ اکثر اوقات آپ فقراء کی برادری میں گزارتے تھے۔ آپ کے معتقد آپ کو معشوق ربانی ثانی کہتے ہیں۔ آپ کا مزار متصل قلعہ ورنگل ہے۔ بجائے قاضی پور کے اُس موضع کا نام عرس ہے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ باہمت اور محبت والے تھے۔ شاہ کلیم اللہ نامی بزرگ نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت سید جمال البحر و شاہ کمال صاحب ہر دو برادران تھے۔ ایک سید جمال البحر موضع عرس میں موجود ہیں اور وہ صاحب اولاد تھے اور شاہ کمال لا ولد تھے۔ عرس سے دیرھ میل کے فاصلہ پر متصل بکر پٹی نامی موضع میں مدفون ہیں۔ حقیقی بھائی تھے یا پیر بھائی۔

اس مقام کو قاضی پور اس وجہ سے کہتے ہیں کہ غیاث الدین تغلق ثانی دہلی سے بنگال

آتے ہوئے اُس طرف سے قلعہ ورنگل کو پہنچا اُس جگہ پر تاپ نامی زمیندار رہتا تھا کہ صوبہ بھاگ نگر وغیرہ اس کی حکمرانی کے تحت تھے۔ بادشاہ کا لشکر آٹھ سال تک ورنگل قلعہ پر حملہ کرتے رہے۔ آخر قلعہ فتح کیا اور پر تاپ کو گرفتار کیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اب تک اُس کی اولاد دیوگیری چاندہ میں ہے اور بادشاہ کا تالاب سابق سے اُس کا ذاتی تھا۔ دھرم ماراؤ کا راج تھا کہ تالاب سے متصل دھرم ماراؤ پیٹھ موضع آباد کیا اور زمین دار تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو بھی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ قاضی ضیاء الدین سنائی جو مجتہد سنائی کے پوتے تھے جو بادشاہ کے لشکر کے شیخ الاسلام تھے۔ اُس مقام پر جنگ میں فوت ہوئے اسی وجہ سے اس مقام کو قاضی پور کہا جاتا ہے کہ ضیاء الدین سنائی کی وفات کے بعد چند روز کے لئے وہاں سپرد خاک کیا گیا اس کے بعد ان کی لاش کو روضہ بالا گھاٹ دولت آباد لے جائی گئی۔ جہاں اُن کو خاک میں محفوظ کیا گیا تھا اب تک موضع قاضی پور میں گنبد بنی ہوئی ہے۔ اُس وقت سے آج تک مجاور اور خادم وہاں مقرر ہیں۔ بہت سارے اولیاء جو بادشاہ کے لشکر میں موجود تھے وہاں شہید ہوئے اور بعض طبعی موت سے انتقال کر گئے اور قلعہ کے اطراف مدفون ہیں۔ چنانچہ مقبرہ جان پاک شہید شاہ جنید صاحب و شاہ معلیٰ صاحب پیر قاسم و پیر بڈھن اور قلعہ کے اطراف کا حصہ گنج شہیداں کہلاتا ہے۔ قلعہ ورنگل کے تین درجہ ہیں اور اندرون قلعہ کے تیسرے حصہ میں (۱۹) دیہات آباد ہیں۔ دوسرے دروازے کی وسعت جو اُس کے مقابل ہے پانچ میل زنجیری فاصلہ پر ہے اور قلعہ کے اطراف و اکناف میں بہت سارے خزانے اور دھینے موجود ہیں۔

حضرت میراں سید حسین بغدادیؒ: مقبول کونین حضرت میراں سید حسین بغدادیؒ آپ حضرت محبوب سبحانیؒ کی اولاد سے ہیں آپ کے بعد دو پشت تک آپ کے صاحبزادے سجادہ رہے اُن کے دو پشت بعد عرس میں شرکت کے لئے بغداد سے آتے تھے آپ کی اولاد دکن کے مشاہیر مقام میں سے ہیں جیسے سید حضرت قادری سید محی الدین احمد قادری قدس سرہ اکثر سیدی سندی سید قطب عالم صاحب سید شاہ

حضرت قادری کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی غوث الصمدانی کا جمال مبارک دیکھنا چاہتا ہے تو چاہئے کہ شاہ حضرت قادریؒ کو دیکھے۔ اُن کا تفصیلی بیان آخری حصہ میں بیان کئے جائیں گے۔ مقبرہ شریف میراں حسین بغداد کا بھاگ نگر (حیدرآباد) میں مشہور ہے جو متصل قلعہ محمد نگر لنگر حوض ہے۔ میراں سید حسین بغدادی اور سید جمال البحر معشوق ربانی ثانی ورنگل میں ہیں ہم زمانہ ہیں۔ ہر دو کے درمیان ایک مقام سے دوسرے مقام خط و کتابت جاری تھی۔

حضرت شاہ امین الدین علیؒ آپ سرچشمہ ولی شاہ امین الدین علی فضل و کمال والے تھے۔ اکثر خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک وقت بادشاہ عالمگیر تمام لوگوں کو نماز کے لئے پابند کیا تو آپ نے اپنا مصلی پانی پر بچھا کر نماز ادا کی۔ اُن تمام لوگوں میں کسی کو یہ طاقت نہیں تھی کہ اُن تک پہنچے۔ آپ ہمیشہ سنتے اور وجد و ذوق کا حال آپ میں پیدا ہوتا اور آپ واجب اور ممکن کے درجوں کو بیان کرتے۔ شاہ اپنے مرید کے معترف تھے اُس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اپنے رب کو پہچانا۔ پانچ جہتوں سے اُن کو من عرف پڑھتے ہوئے سنائی دیتا تھا۔ وہ بھی شاہ امین الدین صاحب کی اولاد سے تھے اور وہ صاحب ظاہر و باطن تھے۔ علی پیر صاحب قصبہ اشٹی میں تھے اور میں عاصی کمتر مرشدی شاہ افضل صاحب کے ساتھ اُن کی ملاقات کیا۔ تصوف کا وہ رسالہ جو علی پیر صاحب نے لکھا تھا حضرت شاہ افضل صاحب کو دے کر یہ فرمایا کہ اس میں اگر کوئی غلطی ہو تو اصلاح فرمائیں شاہ امین الدین صاحب کا مقبرہ بیجاپور میں ہے۔

حضرت جان اللہ شاہ صاحبؒ: آپ کا سلسلہ قادریہ تھا۔ آپ صاحب خرق و کرامات اور صاحب دعوت تھے۔ اتفاقاً راجہ سیوکا جس کا دادا راجہ ساہو تھا آپ کا دشمن تھا۔ جالندہ پور کو آیا اور لوٹا لوگوں نے اپنا مال سب جمع رکے شیخ کی خانقاہ کی باؤلی میں خود ڈال دیا تا کہ دشمن کے شر سے محفوظ رہیں۔ جب شقی دشمن شیخ کی خانقاہ کو آکر اموال باؤلی سے برآمد کیا۔ شیخ اور فقراء کو اذیت دیا اور تین دن تک قید میں رکھا جس

روڈ کوچ کر رہا تھا شیخ کے دونوں ہاتھ باندھ کر تین میل تک گھوڑے کے سامنے دوڑایا اس کے بعد شیخ کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے کہا تو نے مجھے تین میل تک دوڑیا پس تو بھی تین روز سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا۔ آپ اپنی خانقاہ کے اندر آ کر حجرہ کا دروازہ بند کر لیا اور تین دن تک بیٹھے رہے۔ تین دن کے بعد کمرہ سے باہر آئے اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کافر مارا گیا۔ جب تحقیق کی گئی تو ویسا ہی ہوا۔ شیخ اصل میں ہندو قوم کھتری سے تھے اور اُن کے بھائی کا نام شاہ فتح اللہ تھا اور دونوں بھی اسلام سے مشرف ہوئے اور قصبہ جالندہ پورا نہیں کے نام سے ہے۔ شاہ جان اللہ شاہ امین الدین اعلیٰ و شاہ برہان الدین الہی قدس سرہم کے ہم عصر تھے۔ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہا جان اللہ شاہ قدس سرہ کی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے اور اُن کو کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کے روضہ کے خادم اور مجاور سات سو سے زیادہ ہیں۔

حضرت شاہ برہان رازا الہی: آپ سالار قافلہ لامتناہی شاہ برہان رازا الہی۔ آپ شاہ عیسیٰ جنید اللہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے مجاہدات اور ریاضات بے حد ہیں۔ صاحب خرق و کرامات تھے۔ ظاہر و باطن میں آمینت باللہ کی شرح تھے۔ وصیت نامہ ملفوظ تصوف میں اور ثمرات الطیبات مقولوں میں آپ کی لکھی ہوئی ہیں۔ سید عاقل خاں جو آپ کے مرید ہیں انہوں نے جمع کیا۔ مشہور ہے کہ حضرت سید سلیم بیابانی و حضرت سید محمد احمد بیابانی آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ یہ ہر دو صاحبان اس گناہ گار فقیر کے حقیقی چچا ہوتے ہیں۔ شاہ عالم بہادر شاہ اپنے شہزادگی کے زمانہ میں آپ سے کمال درجہ رسوخ و اعتقاد رکھتا تھا۔

ایک روز ایک درویش سیاح جو صاحب کمال تھے شاہ عیسیٰ جنید اللہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اُس وقت شاہ برہان رازا الہی مورچل سے پنکھا جھیل رہے تھے۔ درویش نے حقیقت کا مشاہدہ کر کے کہا کہ ایک مٹی کے پتلے پر نورانی پتلا مکھیوں کو اڑا رہا ہے حیرت پر حیرت ہے۔ اس کے بعد شاہ جنید اللہ نے کہا کہ اس خاکی کی وجہ سے نورانی بنا ہے۔

ایک روز شاہ برہان رازا الہی سخت فاقہ میں مبتلا تھے کہ فرمایا درویش گیہوں اور جوار کے

دانے جو کھیت میں گرے ہوئے ہیں اور غلہ فروشوں کے بازار میں گرے ہوئے ہیں دانہ دانہ چن کر لائیں اور مالی جو ترکیاری فروخت کر کے گھر جاتے ہیں تو زمین پر جو گر پڑتے ہیں تو اُن کو اٹھا کر لائیں اور اُن کو ایک جگہ پکائیں اُن میں تھوڑے بے نمک کے دیگ میں ڈال کر جوش دیں اور خانقاہ کے درویشوں میں تقسیم کریں اور خود بھی ایک پیالہ افطار میں تناول تناول فرمائیں۔ فقراء اُس گھر سے سوال کے لئے باہر نہ نکلتے اللہ پر توکل کئے ہوئے تھے۔ حضرت راز الہی کے چار خلفاء سید احمد نامی تھے۔ ایک سید احمد گجراتی دوسرے سید احمد ایلچیوری تیسرے سید احمد کالیسری چوتھے سید احمد بیابانی انہری جو اس عاصی کے چچا ہوتے ہیں۔ شیخ باب فتح محمد محدث مصنف مفتاح الصلوٰۃ وغیرہ کتب جن کے ملک عرب میں ہزاروں شاگرد ہیں۔ شاہ عیسیٰ جنید اللہ کے فرزند تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین صاحب کمال ولی وقت آپ کے فرزند تھے جو میاں صاحب سے مشہور تھے۔ اس زمانہ میں شاہ کریم اللہ صاحب شاہ برہان راز الہی کے پوتے ان کی ذات آفتاب کے مانند تھے ان سے بہت سارے صوفی فیض یاب ہوئے ہیں۔

ایک روز میر نصر الدین صاحب کی زبان سے سنا گیا جو بزرگ زادگان برہان پور ہیں کہ محمد انور خاں کی حقیقی بہن اور نواسی عبدالستار صاحب کی جن کے برادر بابا فتح محمد محدث عشائے ہیں محمد انور خاں صاحب کے انتقال کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنایا۔ شریف مدینہ اس تعلق سے کہ بابا فتح محمد محدث مدینہ منورہ میں درس دیتے تھے جن کا نام عرب میں مشہور ہے شفقت اور محبت سے پیش آئے۔ چونکہ جن محترمہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب انتقال کر گئیں تو جنت البقیع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے روضہ مبارک سے چالیس گز کی دوری پر شریف مدینہ نے دفن کی اجازت دی پس اُس ضعیفہ کی خوش نصیبی ہے کہ ایسی قبولت کا درجہ پائیں۔

اگر بادشاہ برادر پیرزن نشید تو نوائے خواجہ سلب مکن
اگر کوئی بادشاہ ضعیف بوڑھی کے در پر بیٹھے تو خواجہ کی صدا سلب نہ کرے

فصل سوم

درذکر اولیائے دکن

حضرت شیخ احمد صاحب: مقبول بارگاہ محمدی، حضرت شیخ احمدی آپ سید احمد گجراتی کے مرید ہیں جو شاہ برہان راز الہی کے مرید تھے۔ آپ صاحب عالی مقام تھے اور قطب وقت تھے۔ سلسلہ شطاریہ سے تھے۔ اس کے علاوہ چار اور سلسلوں کے اجازت یافتہ تھے۔ آپ صاحب خرق و کرامات تھے۔ جس میں آپ کا کوئی ہم عصر نہیں تھا۔ آپ کے عزیز واقارب اور نگ آباد میں تھے۔ آپ کے مرشد سید احمد گجراتی احمد نگر میں رہتے تھے۔ اُس وقت آپ کے پاس فصوص الحکم کا درس لیا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ میں چار سبق مقرر تھے۔ ایک روز احمد نگر جاتے اور دوسرے روز اپنے مکان میں سبق یاد کرنے آتے اور نگ آباد احمد نگر سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک مدت تک اسی قسم کی آمد و رفت کی مداومت کی اور فقر و فاقہ اور توکل پر گذر بسر کرتے۔ اگر کوئی غریب یا تو نگر دعوت دیتا تو آپ قبول کرتے۔ صاحب دعوت کی خواہش پر فقراء کے ہمراہ تشریف لے جاتے اور اُن فقراء سے فرماتے آج اپنے نفس کو پیٹ بھر کھلاؤ تاکہ دوسرے دن کوئی خواہش نہ کرے۔

کہا جاتا ہے کہ اتفاقاً ایک روز فقراء کی جماعت کے ہمراہ ایک دعوت میں گئے ہوئے تھے اور وہاں سے واپس آرہے تھے آپ کی عادت تھی کہ آپ بہت تیز قدم چلتے کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی آپ کے برابر نہیں چل سکتا تھا۔ ایک آوارہ شخص جو دہلی کارہنے والا تھا اس غرض سے آیا کہ فقیر شیخ صاحب کی آزمائش کریں۔ دعوت سے واپس لوٹے ہوئے تیز

گام تنہا جا رہے تھے اور آپ کے ساتھی آپ کے پیچھے بہت دور تھے۔ جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے پیچھے آکر آپ کی گردن اور پشت پر سلاخ سے مارا کہ آپ بیتاب ہو گئے۔ اس کے بعد وہ شخص نے کہا ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ پر زخم آجائے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے اور کہا جو لوگ پیچھے آرہے ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے تکلیف پہنچائیں۔ اس لئے فوری چلا جا۔ دوسرے وقت وہ شخص آیا اور میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں دہلی سے آپ کی آزمائش کے لئے آیا اور آپ کو موافق پایا جیسا کہ سنا تھا وہ شخص وہاں سے گیا اور دوسرے روز حضرت کی خدمت میں آیا۔ اُس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ میرے نفس میں زیادہ غرور آ گیا تھا اس شخص کا احسان ہے کہ واقعی اس نے تنبیہ کی وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور آپ کے سلسلہ غلامی میں داخل ہو گیا۔

شاہ محمد صالح جو آپ کے فقیر اور خلیفہ تھے جو شہر دہلی میں رہتے تھے بادشاہ محمد شاہ اُن کے پاس آیا کرتے۔ حضرت شیخ احمد صاحب کی تعریف سن کر ایک اشتیاق کا خط لکھا کہ اگر آپ دہلی قدم رنجہ فرمائیں تو میں آپ کی دست بوسی سے مشرف ہوں گا۔ ایک ہندو کے ہمراہ سات ہزار روپے براہ سفر خرچ بھیجا۔ شیخ نے جواب میں لکھا کہ میں تو کل کی مہندی پاؤں میں لگا بیٹھا ہوں میرا آنا ممکن نہیں۔ حاضرین مجلس نے کہا کہ سات ہزار روپے لے لیجئے تو فرمایا کہ سات ہزار روپے برائے سفر خرچ بھیجے گئے ہیں جب مجھ سے جانا نہیں ہوتا تو کیوں کر لے سکتا ہوں۔

آپ کے خلفاء کامل تھے۔ چنانچہ شاہ مجد الدین صاحب، سید خواجہ صاحب و شاہ غلام حسین صاحب فرزند کلاں و شاہ غلام سجاد صاحب و شاہ ابن صاحب فرزند ان خور و شاہ معین الدین صاحب، محمد پناہ عرف اچھو صاحب آپ کے بھتیجے اور حضرت سید شاہ افضل صاحب اس گناہ گار کے مرشد شاہ عطاء اللہ صاحب بنگوری و حضرت سید شہاب الدین صاحب فرزند سید احمد گجراتی و سید شاہ وجیہ الدین صاحب اور اُن کے بیٹے سید مراد صاحب و میر محمد شاہ صاحب بھانجے اچھو صاحب و شاہ فیض مآب صاحب و شاہ فخر الدین صاحب یہ سب مشہور متنفذ سے ہیں ان کے سوا دوسرے بھی مخالفت سے مشرف ہوئے ہیں۔

جس دن کہ شاہ افضل صاحب مرید ہوئے اُس روز حضرت شیخ احمد صاحب نے فرمایا کہ سید الیاس و سید احمد مرحومین کا بھتیجا میرے پاس آیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔ مجھے اس وجہ سے فخر ہے اور اس سے بہت خوشی ہوگی اور یہ گناہ گار بندہ اکثر حضرت شیخ احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتا رہا اُس وقت اس عاصی کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی۔ آپ آدھی رات کے بعد حقائق کا درس دیا کرتے۔ مثنوی و فصوص و لمعات اور دیوان سید علی گانویہ کا درس دیا کرتے۔ سوائے خاص لوگوں اور خاص خادموں کے دوسرے اجنبیوں کو شرکت کی اجازت نہیں ملتی۔ جس وقت آپ مثنوی کی شرح فرماتے تو اکثر کہتے کہ مثنوی پڑھنے والے بہت ہیں لیکن مثنوی سمجھنے والے کم ہیں۔

مقبول اہل آسمان وزمین شاہ مجد الدین صاحب مرحوم۔
 آپ شیخ احمد صاحب کے خلیفہ تھے آپ نے ایک مدت تک اپنے مرشد کے حضور میں کسب و ریاضت کی۔ اُس زمانہ میں آپ جواہر خمسہ کے عامل تھے۔ جو بھی ذکر و فکر اور اشغال کا طالب ہوتا آپ کی خدمت میں پہنچ جاتا۔ آپ بہتر طریقہ پر سمجھا دیتے اور ذہن نشین کرادیتے اور مجھ گناہ گار کو آپ سے بہت چیزوں کی اجازت اور فیض ملا۔ آپ کے مریدوں میں نور اللہ بیگ اور محمد سعید بیگ صاحب کا سب اور مشاغل تھے۔ سید حفیظ اللہ علوی جو سید جواد صاحب کے بھائی ہوتے ہیں اور شاہ غلام احمد کبیل پوش نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ کا مزار شریف حیدرآباد میں چادر گھاٹ کے متصل ہے۔ جس وقت موسیٰ ندی کی طغیانی آئی اور ایک عالم تہہ وبالا ہو گیا اور بے شمار عمارتیں اکھڑ گئیں باوجود اس کے آپ کے مزار کے ایک پتھر کو بھی نقصان نہ پہنچا۔

مقبول بارگاہ رب غفور میاں عبدالشکور واعظ مرحوم۔
 شاہ عبدالشکور صاحب مرحوم: آپ صاحب حال تھے آپ کی زبان میں اثر تھا جس کسی سے خطاب کرتے اور نصیحت کرتے اس کے دل میں اثر پیدا ہوتا اور اکثر اپنے وعظ میں رویا کرتے اور توبہ کرتے اور گریبان پھاڑ لیتے اپنے بیان سے لوگوں کو رنجیدہ کرتے تھے

آپ کے بعد آپ کے نواسے غلام حسین قائم مقام ہوئے وہ اور یہ عاصی اکثر میاں عبدالشکور مرحوم کے وعظ میں جاتے۔

شاہ عنایت اللہ ٹاٹ پوش: صاحب خرق و کرامات شاہ عنایت اللہ۔ آپ ہندوستان کے باشندے تھے۔ آپ پہلی دفعہ شہر اورنگ آباد کی مسجد

شاہ گنج میں ایک مدت تک مقیم رہے آپ کا جبہ ٹاٹ کا اور ٹوپی کاغذ کی اور دستار سُتلی کی ہوتی۔ آپ کے پاس نذرانے اور میوہ جات کثرت سے آتے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ تین روز چار روز کے بعد کھاتے۔ میوہ حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیتے۔ مولوی سید محمد قمر الدین صاحب عالم بتحر آپ کے شاگرد تھے۔ ساٹھ سے زیادہ لوگ آپ سے تحصیل علم کیا کرتے تھے اور ان کو لڑکے کی آرزو تھی۔ ایک مولوی شاہ عنایت اللہ صاحب سے اعتقاد رکھتا تھا اُس نے التماس کی اور آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ ایک وقت دیکھا کہ سید قمر الدین صاحب شاہ عنایت صاحب کی جوتیوں کا جوڑا اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیتے۔ ایک روز شاہ نے فرمایا میاں قمر الدین بحکم خدا تم کو ایک لڑکا ہوگا تمہارے مانند فاضل اور عمر طبعی کو پہنچے گا۔ ننانوے نام پڑھنے کے لئے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ایک سال یہاں رہوں گا اور تمہارے لڑکے کو دیکھ کر جاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ سے حاجی حساب الدین اور مولوی فصیح الدین شاہ مذکور سے ناراض ہوئے کہ اس کا علم اللہ پر روشن ہے اور یہ بدعتی جاہل اپنے کو کیا سمجھا ہے کہا کہ اس کا علم سوائے اللہ کے کسی اور کو نہیں۔ چنانچہ مولوی فصیح الدین مسجد شاہ گنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے شاہ کو سلام کیا جواب میں آپ نے سلام نہیں کیا۔ مولوی غصہ ہو کر کہا اے بدعتی جاہل میں تجھ پر سلام کہتا ہوں اور تو مجھے جواب نہیں دیتا اور ملحدانہ کلمات اور غیب کی باتیں کہتا ہے یہ جگہ تیرے لئے نہیں ہے۔ پس شاہ مذکور نے مسکرایا اور کہا اے عالم بے خبر تو پہلے مسجد میں ناپاک آیا اور دوسرا یہ کہ سلام علیک کہتا ہے میں تجھ کو کیوں جواب دوں۔ جاحوض میں غسل کرتا کہ نجاست اور خبثت سے تو پاک ہو جائے اور اس کے بعد گناہ کبیرہ سے صحیح توبہ کر کے باطنی خبثت کو دور کر۔ مولوی شرمندہ ہوا اور شاہ کلیم

اللہ کا مرید ہو کر ایک مدت رہا۔ آپ کو اس قدر بھی علم نہ تھا کہ نماز میں الم ترکیف پڑھیں اور آپ کے بے شمار کرامتیں تھیں۔ جو زبان سے کہتے وہ ہو جاتا۔ اس گناہ گار بندے پر اُن کی توجہ بے حد تھی اور اکثر فرماتے تھے میاں فاضل تمہارے پاس کچھ روٹی کا ٹکڑا ہو تو لے آؤ۔ میں اپنے لئے روٹی پکایا تھا دو پہر تک انتظار کیا تا کہ شاہ روٹی طلب کریں۔ اگر طلب کرتے تو روٹی اُن کے پاس لے جاتا۔ وہ دو تولہ یا تین تولہ کھاتے اور مجھ سے پانی مانگتے۔ اُس وقت میری عمر ۱۴ یا ۱۵ سال کی تھی اور میں صرف کی کتاب منشعت پڑھتا تھا۔ جس وقت کہ ناصر جنگ دکن میں تھے اور نظام الملک دہلی میں باجی راؤ اور مرہٹے کی جنگ میں شاہ مذکور نے باجی راؤ کی دیوڑھی پر جا کر بیٹھے رہے۔ وہ شقی دشمن آپ کو اپنی دیوڑھی سے نکال باہر کر دیا اور شاہ نے اُس کے لشکر میں اُس کے نام سے ہلاکت کے لئے پڑھے اور وہ شقی پچیس (۲۵) دن کے اندر جان سے ہلاک ہو گیا۔ شاہ حاکم و عامل ننانوے اسماء حسنی کے تھے۔ جس کام کے لئے بھی جس کو اجازت دے اُس کی مشکل حل ہو جاتی۔

شاہ نظام الدین صاحب چشتی: آپ اہل مشرق سے تھے اور شاہ کلیم اللہ مدنی کے خلیفہ تھے۔ آپ صاحب ظاہر و باطن تھے۔ چہار شنبہ کے روز قوال آپ کی خانقاہ میں جمع ہوتے اور اکثر لوگوں کو آپ کی مجلس میں حال اور رقص آتا۔ جس پر بھی نگاہ کرتے اُس کو حال آ جاتا۔ چنانچہ مولوی فصیح الدین نے کہا کہ محض ایک نظر ہے جو لوگوں کو سکھایا گیا ہے کہ نزدیک آئیں کہ نگاہ کرتے ہی لوگ رقص و حال میں آ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مجھ اجنبی پر نگاہ کرنے پر میں بے ہوش ہو جاؤں تو میں جانوں کہ سچ ہے لہذا مولوی فصیح الدین شیخ کے گھر آزمائش کے لئے گئے اور خانقاہ میں بیٹھے اور شیخ اندر تھے ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے آہستہ آہستہ خانقاہ تشریف لائے۔ راستے کے درمیان مولوی کھڑا ہو گیا اور بغیر سلام کئے دیکھنے لگا۔ جب شیخ اُس کے قریب و مقابل میں پہنچے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا چونکہ وہ ذکر و شغل میں مصروف تھے مولوی پر دم کئے اُس دم کے ساتھ ہی مولوی پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ دو گھڑی تک زمین پر پڑا رہا اور

تڑپنے لگا اس کے بعد شیخ نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا تا کہ اُس کو سکون ہو جائے اور فرمایا کہ آئندہ سے فقراء کو نہ آزمانا آگاہ ہو جاؤ اور وہ شیخ اور نگ آباد کے مشائخ کے رئیس تھے اور اکثر اوقات نظام الملک آصف جاہ مرحوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دل سے اعتقاد رکھتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے تھے اُن میں میاں فخر صاحب فاضل فرزند تھے۔ ابتداء میں اُمراء کے پاس ملازمت اختیار کی اور اُن کے فرزند فخر الدین سالار خاندان ہیں اور شہر شاہ جہاں آباد میں فضل و کمال ظاہر و باطن کی شہرت رکھتے تھے ایک مدت تک میرے مرشد شاہ افضل صاحب اور میاں فخر صاحب ایک جگہ طالب علم تھے اور نیز شاہ نظام الدین صاحب نے اپنے حجرہ سے متصل اُن کو ایک سال تک رکھ کر اشغال و اذکار کی تلقین کی۔ شاہ کا مقبرہ اورنگ آباد میں مشہور ہے اس کے بعد شوق اور محبت حق کی زیادتی سے دُنیا کو ترک کر دیا اور فقیر ہو گئے اور دہلی جا کر مشائخ میں مشہور ہوئے اور نیز آپ خلفاء میں قابل اعتماد تھے جیسے شاہ محمد اسماعیل شیخ کے معتبر اور معتمد خلفاء سے تھے۔ آپ کے داماد لطیف صاحب آپ کے خلیفہ تھے اور دوسرے خلیفہ جیسے شاہ اسماعیل جو شاہ کلیم اللہ کے مرشد تھے مسکین شاہ محمد شریف اور اکثر خلفاء آپ کے اورنگ آباد میں ہیں اور حضرت شاہ نظام الدین کے دوسرے خلفاء قصابات میں ہیں جیسے پیر صاحب خطیب قصبہ بیڑ میں اور شاہ ندیم اللہ سالار بھی قصبہ بیڑ میں ہیں۔

شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم: شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم شاہ نور شکر کوہی کے فرزند ہیں اور وہ شاہ برہان راز الہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ صاحب علم تھے اور علم حقائق میں کمال رکھتے تھے۔

شاہ غلام حسین صاحب: آپ سید حسینی ہیں۔ حضرت غوث الصمدانی کی اولاد سے ہیں اور شاہ علی رضا گجراتی کے مرید ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن صاف تھا کہ ایک سال کے عرصہ میں قرآن حفظ کر لیا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک سید جمال اللہ جو آپ کے جانشین ہوئے۔ چنانچہ سید نے آپ کے بارے میں مثنوی کہی ہے

اے جمال اللہ! اللہ ہوش گیر شاہد مقصود در آغوش گیر
 اے جمال اللہ! اللہ سے ہوش حاصل کر اور اپنے مقصود کے شاہد کو اپنے قریب پا۔
 آپ نے مشائخی طریقہ اختیار کیا، آپ کے دوسرے فرزند سید اسحاق آزادی حاصل
 کر کے ہادی بن گئے۔

سید شاہ فخر الدین صاحب مرحوم: آپ کو خلافت حضرت شیخ احمد صاحب سے تھی وہ
 دراصل مرید ہیں جس کے متعلق نقل کیا گیا ہے۔
 آپ بسا بزرگ تھے۔ صاحب کمال و مشاغل و کاسب تھے۔ آپ کے مریدوں اور فقیروں کی
 تعداد بے شمار تھی آپ صاحب خرق کرامات تھے۔ سید محمد مدنی عرب تھے بہت زیادہ شرح
 کے پابند اور صاحب کمال تھے۔ اتفاقاً شہر اورنگ آباد سے نکل کر معقول عالم کے ساتھ
 گجرات پہنچے۔ راستہ میں ایک دشمن نے آپ پرندی کے کنارے وار کیا بہر و نچہ کے قریب
 جنگ میں شہید ہوئے۔

سید شاہ قفلی صاحب مرحوم: آپ سادات سے ہیں اور صاحب حال تھے اور ذوق و
 شوق میں بھرپور تھے۔ آپ سے اکثر اشعار ذوق معنی کے
 دکن میں مشہور ہیں آپ کا مکان اورنگ آباد میں پنج کوہ متصل ارکٹ میں تھا۔

ایک روز قصبہ متنگی پٹن کے تاجر نے جو آپ کے مرید تھے شادی کی تقریب میں آپ کو
 دعوت دی۔ پٹن میں اس تاجر کی ایک لڑکی تھی جس کو اس کے عزیزوں کے ساتھ جو مفلس تھے
 نسبت کر دی گئی تھی اس کے بعد ماں باپ نے لڑکی شادی کسی مالدار تاجر سے کر دی۔ شاہ اس
 شادی میں موجود تھے۔ سابق میں جس سے نسبت تھی وہ مفلس تھا۔ وہ بھی اپنے ہاتھوں میں
 کنگن پہنے ہوئے اور بدن پر صندل مل کر اور زعفرانی لباس پہنے ہوئے شہر میں گشت کرتا ہوا
 ڈولی کے ساتھ دلہن کے گھر آیا اور مجلس کے نچلے حصہ میں بیٹھ گیا اور چاہا کہ عقد کر کے جلوہ
 دیں اتنے میں گھر کے اندر سے شور و غل اٹھا کہ دلہن مع اپنے لباس عروسی کے چراغ سے خود کو
 جلا کر خاکستر ہو گئی اور مر گئی۔ جب یہ خبر مجلس میں سنی گئی تو وہ دولہا جو مفلس تھا خود کو اس دیگ

میں جو چوہے پر پک رہی تھی سر کو جھونک دیا اور اپنے کو ہلاک کر دیا اور مجلس میں واویلا مچ گیا۔ لوگوں نے شاہ مذکور کو لپٹ گئے۔ اُسی مجلس میں ہر دو موضع کے لوگوں نے عشق کو سچا جانا اور ہندی زبان میں یوں کہا۔

بہرہ کا بہو کا

نام رکھا چنانچہ مشہور ہے کہ دونوں کو متصل قبروں میں دفن کیا گیا۔

ذکر منجلے صاحب: آپ کا نام سید قطب الدین ہے۔ آپ سید سعد اللہ صاحب جانشین مقبرہ شاہ نور ہمدانی کے فرزند ہیں۔ آپ بہترین عالم و فاضل ہیں۔ آپ کے بڑے خلفاء تھے اور بہت سے طالب علموں کو اپنے مطبخ سے وظیفہ خور کی مقرر کیا تھا اور وہاں درس دیتے تھے اُس کے بعد اُن کے بھائی میاں غلام نور صاحب آپ کے قائم مقام ہوئے۔

حاجی حسام الدین صاحب: آپ تبحر عالم و فاضل تھے۔ ہندوستان کے ملک کے مقام سرہند میں آپ مولا کہلاتے تھے۔ آپ نے (۱۷) دفعہ حج کیا اور مصر، شام و بغداد اور روم کے شہروں کی سیر فرمائی اور وہاں آپ درس دیتے رہے۔ علم ہیئت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اورنگ آباد کے اکثر فاضل لوگ حنفی فقہ کے پڑھنے میں آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کی طبیعت کافی جدت پسند تھی اور ناصر جنگ آپ سے محبت رکھتے تھے۔ صاحب قبلہ دین و دنیا شاہ افضل صاحب علم فقہ و حدیث میں آپ کی شاگردی کی ہے۔ آپ مسجد شاہ گنج کے کمرہ میں جس کو عیوض خاں نے بنایا تھا رہا کرتے تھے۔ اور وہیں وفات پائی آپ مرید اور خلیفہ شاہ کلیم اللہ مدنی الدہلوی مصنف کشکول کے ہیں۔

میاں محمد خضر صاحب: علم کے طالب، حق پرست، یوم النثر، راضی بقضاء قدر، میاں خضر۔ واقعی طالب علم تھے کہ اسم بامسمیٰ تھے۔ مفلسی و فقر و فاقہ

میں بہترین جاننے والوں کے باوجود کسی کے گھرا تجماء کے لئے نہ جاتے۔ فقر کے باوجود بدل کے غنی تھے۔ شاہ ولایت کے حکم سے کہ سخاوت دل سے ہوتی ہے یہ عاصی آپ کا شاگرد تھا

ایک وقت ایک غلام میرے پاس تھا میں اُس کو آپ کے نذر کیا وہ بزرگوار چند روز اپنے پاس رکھے اُس کو سفر خرچ دے کر آزاد کر دیا۔ اور مجھ کو یہ لکھا ”ان الله لا يضيع اجرا“ بیشک اللہ تعالیٰ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ہم خود غلام ہیں ہم کو غلام سے کیا کام۔ پھر ہم نے بھی اس کو منع نہیں کیا رخصت دے دی۔ وہ بزرگوار اور نگ آباد میں مسجد شاہ کے کمرہ میں وفات پائی۔

شاہ واجد صاحب مرحوم: آپ قصبہ بھینسہ کے متوطن ہیں آپ صاحبِ حال و صاحبِ ذوق و شوق تھے اور حضرت محبوب سبحانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مسکن قصبہ بھینسہ ہے جو سرکار ناندیڑ میں واقع ہے۔ آپ کے دو بھتیجے سید محمد و سید امجد تھے۔ سید محمد بڑے بزرگ اور بہترین اخلاق والے تھے۔ مومن خاں جس وقت ناندیڑ آیا اُس وقت آپ کا انتقال ہو گیا بھینسہ کے پرگنہ میں پہنچے اُس سفر میں اتفاق سے خواجہ مومن خاں محبت و بندگی و مرشدی میں شاہ افضل صاحب کے مريد تھے یہ عاصی بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ ایک ماہ تک اُن کے مقامات پر مقام رہا۔ کئی دفعہ مومن خاں شاہ کی ملاقات کو گئے اور میرے پیر و مرشد شاہ افضل بھی ایک ہفتہ تک شاہ کے پاس مقیم رہے۔ آپ کی عمر تقریباً سو سال تھی۔ آپ چھریہ بدن کے سفید لباس اور گول دستار پہنتے تھے اور سلسلہ قادریہ سے تھے ایک روز خود خواجہ مومن خاں نے شاہ سے نصیحت طلب کی تو انہوں نے فرمایا:

”اگرچہ کے تخت کے بادشاہ ہوتے ہیں لیکن ان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ آخر میں تمہارے ساتھ دو گز زمین رہے گی اپنا خزانہ درویشوں کے لئے خالی کرو۔ اور اُن کا کاسہ بھر دو کہ یہی چیز کام آئے گی“

ایک روز مجلس سماع میں فقرا کے ساتھ حالتِ ذوق و شوق میں تھے اُس وقت حافظ عماد الدین ثانی جو اہل اللہ کے مطیع و مرغوب تھے۔ شاہ واجد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ انسان دنیا میں کس طرح بسر کرے۔ تو فرمایا۔

”نا معلوم طریقہ سے رہو آسان جیو کہ جب قضاء آئے تو خلق تم پر فاتحہ گزرائے“

مجھ عاصی پر آپ سجد توجہ فرماتے آپ کے گھر میں پہاڑی بکریاں بہت تھیں مجھے بھی ایک جوڑا بکریوں کا عطا فرمایا۔ اُس ایک جوڑے سے دوسو بکریاں ہوئے۔ بہت سے لوگوں کو لویا اور کھائے بھی۔ آپ کے فقیر اور خلفاء تھے آپ کے بنائے ہوئے فقیر بلا نام کے ایلیچور کے نواح میں مشہور ہیں آپ کے مرید فقیر تھے۔

شاہ حسین الکبیر مرحوم: اللہ کا فضل و عطاء آپ پر تھا۔ آپ ناندریڈ میں جلانے کی لکڑیاں بیچتے۔ اور آپ شاہ عبدالقادر صاحب عرف میاں صاحب جو

اولاد شاہ محمد ملتانی ہیں کے مرید تھے۔ ایک روز دسویں محرم کو علم تابوت مبارک کے سامنے شاد حسین جن کا ذکر کیا گیا ہے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر کر رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے سامنے آکر لکڑی سے مارا آپ بے ہوش ہو گئے ایک ہفتہ کے بعد آپ کا زخم اچھا ہوا آپ کے حالات میں تبدیلی ہوئی اور بہتر بدلا ملا۔ آپ سے بہت سے کرامات ظاہر ہوئے۔ آپ کے ہزار ہا مرید تھے۔ اکثر اوقات جنگل سے جلانے کی لکڑی لاتے اور بازار میں بیچتے اور اُس سے اپنی غذا حاصل کرتے آپ کو بے شمار نذرانے ملتے تھے۔ تانبہ کی بڑی دیگ جس کی قیمت سات سو روپے اور نو سو روپے ہوتی بنا کر رکھتے اور چھ ماہ کے بعد اُس میں پخت کرتے جس کو ناندریڈ کی نصف آبادی کھاتی اور دوسرے روز دوسرے محلے میں پخت کر کے باقی نصف آبادی کو کھلاتے۔ آپ بے ریا اور بے حرص آدمی تھے۔ دولت مند اور امراء سے آپ سختی سے پیش آتے۔ اس حکم کے مطابق الحق مر۔ حق بات کڑوی ہوتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اہل دنیا آپ کو اچھا سمجھتے تھے۔ اکثر آپ سماع سنتے اور آپ پر وجد و حال طاری ہوتا تین چار گھنٹے تک بے ہوش رہتے اپنے آپ سے باہر ہو جاتے اور برہنہ ہو کر جنگل میں چلے جاتے اور آپ کے مُنہ سے کف جاری ہو جاتا پھر اس کے بعد جب آپ ہوش میں آتے تو کپڑے پہن لیتے راستے میں اگر ناتوانی کی وجہ سے جلانے کی لکڑیوں کا گھنہ کا باجوار یا باجرہ کا بوجھ ہوتا اور اٹھانے کی حالت ضعیفی اور بڑھاپے کی وجہ ہوتی تو شاہ مذکور اُس کو اپنے سر پر رکھ کر گھر کا راستہ بوجھتے ہوئے لے جاتے۔

ایک وقت حضرت مرشدی قبلہ دین و دنیا شاہ افضل شہر ناندیڑ میں دریائے گنگ کے کنارے جو جنگل میں تھی بیٹھے تھے۔ اُس وقت شاہ حسین آپ کے اُس چلہ میں آپ کی خدمت کرتے تھے وہاں کوئی اور آدمی نہ تھا اور شاہ اپنی بے نفسی میں کمال رکھتے تھے۔ جب اکثر سیر و سفر کے لئے اورنگ آباد جاتے تو شاندار ہر لباس پہنتے، کھادی کا انگر کہا پہنتے۔ ایک روز رنگاپور میں شاہ کے ساتھ شاہ نواز خاں جو وکیل تھے آئے اور چوک میں شاہ حسین کھڑے ہو گئے۔ دیکھنے کے ساتھ ہی کہا کہ تو شاہ نواز خاں ہے انہوں نے کہا ہاں۔ اور پاکی سے اتر آئے اور قدم بوسی کی اور پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا حسین لکڑہارا اس کے بعد کہا کہ آپ میرے گھر تک تشریف لائے تو آپ نے کہا تجھ سے تیرے گھر میں ہم کو کیا کام ہے۔

ایک روز یہ گناہ گار اور میرے مرشد حضرت شاہ افضل صاحب کے فرزند کے ہمراہ انہڑ سے راجپندری جا رہے تھے۔ ناندیڑ کی منزل پر مسجد منڈای میں اترے سنا کہ شاہ حسین صاحب اس مسجد سے متصل مرید کے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کہلوایا۔ جیسے ہی سلام سنا خود تشریف لائے اور شفقت اور محبت سے حالات دریافت کرنے لگے۔ میرے ساتھ تقریباً چالیس آدمی تھے ان سب کی آپ نے دعوت کی۔ پس مرید کے گھر تشریف لے گئے (۲۵) سیر چاول گوشت اور گھی ملا کر دیگ دم دی ایک طرف آپ اور دوسرے طرف سات لوگ دیگ کوری سے باندھ کر اُس میں لکڑیاں لگائی اور دیگ اٹھالائی۔ اور اُن سب کو جس میں بوجھ بردار اور نقارچی جو مسلمان تھے ایک مقام پر بٹھایا۔ یہ فقیر اور میرے بھتیجے ایک جگہ بیٹھے اور وہ خود بھی ہمارے ساتھ کھائے اور شہر ناندیڑ کے دوسرے بزرگوار اور دوسرے لوگ بھی شامل تھے مثلاً لاڈلے صاحب، شریف صاحب جو حضرت مخدوم سعید الدین حاجی سیاح سرور صاحب کی اولاد ہیں اور شاہ فتح اللہ ساکن مسجد جامع و شاہ معین الدین عرف اچھو صاحب جو حضرت شیخ احمد صاحب کے بھتیجے ہیں۔ شاہ سلیم جو افغانی تھے اپنا گذر توکل پر رکھتے تھے مسجد چوک میں رہتے تھے۔ آپ متشرع۔ طالب علم اور متورع تھے۔ شاہ نور صاحب جو کہ شاہ نظام الدین صاحب کے خلیفہ تھے اور شاہ ندیم اللہ چشتی وغیرہ جو صاحب

کمال تھے شہر ناندیڑ کی نماز جمعہ میں گاؤں کے لوگ بھی رہتے تھے۔

سید ابراہیم صاحب مرحوم: قندھاری۔ آپ صاحب کمال و صاحب حال تھے۔ تفرید و تجرید کے سمندر کے غوطہ خور، مشائخ کبیر اور آزاد لوگوں کو ہدایت دینے والے اکثر فارسی زبان اور ہندی زبان میں محققانہ کلام کیا ہے۔

کیا بے خبر کون معلوم اسرار عاشقاں کا سمجھے وہی کہ ہوئے نت یار عاشقاں کا تسبیح زاہدوں کی ہے چل پہ چل آپس میں جب سوں کیا ہے غلبہ زنا و عاشقاں کا آپ حضرت مخدوم حاجی سیاح سرور کے فرزندوں میں سے ہیں اور روضہ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کے والد کے دادا شاہ برہان اللہ و شاہ سرور ہیں۔

شاہ عبدالستار صاحب مرحوم: مقبول بارگاہ کردگار شاہ عبدالستار صاحب قندھاری آپ حضرت ساکنڑے سلطان کی اولاد سے ہیں۔ میری پھوپھی آپ سے منسوب تھیں آپ کے تین لڑکے تھے۔ ایک اشرف صاحب جو بزرگ آدمی تھے۔ دوسرے سید غلام حسین جو بزرگ کامل و شاعر و کاتب تھے۔ اُن کے تین لڑکے تھے۔ ایک شاہ عبدالستار جو ۱۱۹۰ھ میں قندھار میں انتقال کر گئے۔ شاہ برہان اللہ و شاہ سرور سلمہا۔ ہر اہل طریق اور طریقت و عرفان کے حامل تیسرے فرزند شاہ عبدالستار جو سید شاہ ہاشم بڑے مشائخ قبیلہ پرورد و اقرباء نواز بارعب آدمی تھے شاہ عبدالستار صاحب غازی الدین خاں فیروز جنگ کے ہمراہ شہر احمد آباد گجرات میں وفات پائی اور آپ کی قبر وہیں ہے۔

فصل چہارم

(در ذکر مشائخان بلدہ حیدرآباد)

حضرت سید شاہ قادریؒ: صاحب قدر قدرت اور ظاہر و باطن پر تصرف رکھتے تھے۔ اور دل کے مالک تھے۔ آپ دکن کے بڑے مشائخین میں سے تھے آپ میراں سید حسین بغدادی کے فرزند ہیں اور سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ محی الدین بادشاہ صاحب، میراں صاحب، شہزادہ صاحب و شاہ صاحب میراں اور محی الدین بادشاہ کو ایک لڑکا تھا صاحب حضرت نام کا جو سالار خاندان تھا۔ آپ کے بے شمار مریدین تھے جن کے نام لکھے نہیں جاسکتے۔ آپ کے وفات کے روز قبر کو غیر سے بھر دیا گیا تھا۔ سیدی و سندی سید قطب عالم صاحب مفتی و مدرس صدر بلدہ حیدرآباد آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ جناب حضرت محبوب سبحانی کا دیدار کرنا چاہے تو وہ حضرت شاہ قادری صاحب کو دیکھے۔ مجھ عاصی اور اُس کے حالات پر آپ کی توجہ اور عنایت تھی۔ اکثر ہاتھ سے اشارہ کر کے مجھے اُس جماعت میں بٹھاتے۔ مجھ گناہ گار کو آپ سے سسرالی قرابت تھی اس طرح کہ میری خوشدامن سلطان بی صاحب آپ کی حقیقی بھانجی تھیں۔

سید درویش محی الدین قادریؒ: آپ معدنِ عمل و علم اور گنجینہٴ سخا و حلم تھے اور آپ قلب طاہر سلیم رکھتے تھے۔ آپ بڑے مشائخین سے تھے۔ مروت و تمکنت کے آپ پہاڑ تھے اور مشائخِ اعظم تھے۔ خرق و تصرفات آپ کے بہت زیادہ تھے۔ دکن کے امراء آپ کے مرید تھے۔ آپ کے تین فرزند تھے محی الدین بادشاہ، قادر بادشاہ اور شاہ پیراں صاحب۔ سید موسیٰ قادری بن سید قادر بادشاہ آپ کے خاندان میں

نامور اکابر سے تھے۔ قادر پادشاہ کی لڑکی میرے لڑکے سید حسین سے منسوب تھی۔

شاہ فتاح صاحب مرحوم: آپ صاحب ورع و عبادت گذار وقت تھے۔ اکثر اوقات چلہ کشی میں بسر کرتے تھے تیل اور کھجڑی کھاتے۔

حاکم ایک سو نو موچہ میاں افغان آپ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک روپیہ کی نذر پیش کی جس کو آپ نے چند روز تک فقراء میں تقسیم کرتے رہے۔ آپ کے بڑے فرزند سید شاہ فضل اللہ عرف محمدی صاحب صاحب صفات و اخلاق تھے۔ غوث خاں صوبہ دار اپنے زمانہ صوبہ داری میں آپ کے مرید تھے۔ شاہ موصوف خلیفہ شاہ علی رضا گجراتی کے بھانجے تھے۔

حافظ ابراہیم صاحب مرحوم: آپ درویش تھے کامل اور صاحب دعوت اور عامل

تھے۔ آپ اپنی اصل حالت یعنی کھانے پینے اور کپڑوں کو اپنے دوست و احباب کی مروت کی وجہ تبدیل نہ کرتے۔ آپ اپنے سابقہ بزرگوں کی طرز پر تھے باوجود اس کے کہ صلابت جنگ آپ کے مرید تھے۔ لباس میلا کچلا پہنتے، چنے کی روٹی مسور کی دال اور کڑی اور وہی تناول فرماتے اور کسی کی شادی میں نہ جاتے ہر جاننے والے کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کے اخلاق بے حد تھے۔ آپ قلعہ گوکنڈہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ حافظ سید میراں بن سید قطب عالم حفظ کلام اللہ میں آپ کے شاگرد تھے۔ مجھ عاصی پر آپ کی عنایت و کرم بے حد تھا۔

ایک وقت ایک شخص ظالم و جابر مدعی سے پریشان تھا۔ میں اپنے بھائیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا تو فرمایا آیت ”افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد“ میں حرف الف کا ایک عدد اور آخر حرف دال کے چار عدد اس طرح جملہ پانچ دفعہ ہر نماز کے بعد ہمیشہ پڑھتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن عدوت سے باز آجائے گا۔ جب میں نے اس پر عمل کیا تو ویسا ہی پایا۔ ہم کو ان ہی کی اجازت یادگار ہے۔

حضرت سید معین قادری مرحوم: آپ دلی صفت اور تمکنت والے اور خلق و متین تھے آپ کے والد سید محی الدین جو سید میراں محی الدین

بغدادی کی اولاد سے تھے۔ میرے چچیرے بھائی بھی اور حضرت قادری صاحب کی بہن بھی اُن سے منسوب تھی۔ سید سعد الدین قادری آپ کے بھانجے اور داماد بھی تھے۔ آپ صاحب حال بھی تھے مجھ گناہ گار پر آپ کا فیض بے شمار تھا اور مجھے حضرت محبوب سبحانی کا دو گنا قصیدہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو سقانی اور مسبغات عثمانی ہی بزرگ سے اجازت ملی ہے اور اپنے خدمت میں مجھے طلب کئے اور خلافت قادریہ اپنے ہاتھ سے معہ جُبہ و دستار و رکلاہ جو سید محی الدین عرف شاہ میراں صاحب کے والد ہیں مجھ عاصی کو عطا ہوئی۔ میری اہلیہ جن کا نام شہزادی بی بی امۃ الخیر فاطمہ مرحوم ہے سید سعد الدین صاحب کی حقیقی بھانجی تھیں۔ آپ کے بڑے فرزند علی پیراں صاحب جن کی سکونت ستیا کول میں تھی اور شاہ بڈے صاحب وغیرہ اور چار لڑکے حیدر آباد میں رہتے تھے۔

سید عبدالوہاب صاحب مرحوم: آپ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں آپ صاحب باطن و اہل نصرت تھے اور گجرات کے باشندے تھے آپ نے بلدہ حیدر آباد میں سکونت اختیار کی آپ کا مسکن و تکیہ متصل قلعہ محمد نگر جو گولکنڈہ سے مشہور ہے میں تھا۔ آپ کے ایک عزیز سید عبداللہ مدنی جو صاحب طالب حق اور صاحب ذوق تھے اور مجھ گناہ گار کے احوال پر شفقت رکھتے آپ کے فرزند بادشاہ صاحب اور سید احمد صاحب خصوصاً بادشاہ صاحب بہترین اخلاق والے اور خلق عظیم کے مالک تھے اور بے ریا تھے۔ سید عبدالوہاب صاحب مرحوم کے دو فرزند تھے ایک سید انور عرف سید صاحب دوسرے سید عبدالقادر صاحب تھے ہر دو بزرگ اور سعادت مند اور ولی صفت تھے۔ سید انور کے فرزند سید پیراں صاحب باطن و نظر تھے۔

شاہ ابوالحسن صاحب: آپ صاحب کسب و مرد باکمال تھے۔ آپ کے اوقات شغل عبادت میں گذرتے۔ اکثر صاحب قبلہ دین و دنیا شاہ افضل صاحب اپنی مجلس میں آپ کے اوصاف و بزرگی بیان کرتے۔ آپ کے فرزند بادشاہ صاحب صاحب کمال مجذوب تھے جن سے بہت سے کرامات ظاہر ہوئے اور دوسرے فرزند شاہ

عبدالقادر صاحب جملہ اوصاف سے متصف تھے آپ خلیفہ شاہ نظام الدین صاحب "چشتی" کے مرید تھے۔ جن کا مقبرہ شہر اورنگ آباد میں دال کی منڈی میں مشہور و معروف ہے۔ آپ شاہ کلیم اللہ مدنی مصنف کتاب کشکول کے خلیفہ تھے آپ اہل نویت سے تھے آپ کا مسکن و تکیہ بیرون شہر دبیر پورہ میں مشہور ہے۔

سید قطب عالم صاحب مرحوم: آپ عالم تبخرا اور بخارا کے سادات سے تھے۔ آپ کے والد سید میراں بخاری بیجا پور کے ساکن تھے اور مشائخ اعظم تھے آپ مفتی و مدرس صدر بلدہ تھے۔ آپ صبح کی نماز کے قریب دو پہر تک درس دیتے۔ آپ کے اوقات مقررہ تھے۔ درس کے درمیان میں کوئی بھی دنیوی معاملات کا ذکر نہ کرتا۔ اور بہت سارے علماء آپ سے تحصیل علم کی ابتداء کی آپ علم حقائق اور تصوف کے عالم تھے۔ اکثر مشائخ زادگان بلدہ حیدرآب نے فصوص والواری و لمعات و مکتوبات سخی منیری قدس سرہ کی سند آپ سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ شاہ باجن صاحب قدس سرہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو پانچ (۱۰۵) سال تھی۔ آپ اپنی کثرت اولاد میں اپنی آنکھ سے پانچ پشت تک دیکھا۔ چنانچہ ایک خود دوسرے سید قطب عالم۔ تیسرے اپنے پوتے حافظ سید میراں چوتھے شہزادی بی بی پانچویں شہزادی بی بی کی اولاد جن کا نام حافظہ بی بی اور سید حسین عرف صاحب پیراں جو مجھ عاصی کے فرزند ہیں اپنے گود میں بٹھاتے تھے۔ اور ان سے ہمیشہ شفقت سے کھیلتے تھے اور اکثر نماز پڑھتے اور ہمیشہ تسبیح و درود پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز نظام آصف جاہ نظام الملک چھاؤنی حیدرآباد میں گوشہ محل کے باغ میں تفریح کے لئے گئے آپ کے ہمراہ امراء اور علماء تھے اور آپ بھی تھے۔ جب باغ کی سیر سے فارغ ہوئے تو واپسی کا ارادہ فرمائے اپنے ہاتھی کے عمامہ (ہاتھی پر بیٹھنے کی کرسی) میں خواص کے لئے بیٹھنے کا سید قطب عالم صاحب کو حکم دیا تو جواب میں آپ نے کہا کہ فقیر خواص کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ پیر میں درد ہے قاضی نصر اللہ خاں اس حکم کی تعمیل کریں اس کے بعد قاضی صاحب حکم کے مطابق خواص میں بیٹھ گئے۔ جب سید صاحب اپنے گھر واپس آئے تو

فرمایا کہ اس علم و فضیلت کے ساتھ گس رانی مناسب نہیں۔ آپ کو اپنی اہلیہ سے ایک فرزند سید میراں اور اُن کو ایک لڑکی امۃ الخیر عرف شہزادی بی بی مرحومہ تھیں۔ جو میری اہلیہ تھیں۔ حافظ میراں صاحب قرآن بہت خوش الحانی سے پڑھتے اہل درد اور صاحب دل تھے۔

آپ میراں حسینی کے لڑکے اور شاہ خداوند نماشاہ کے سید سلیمان صاحب مرحوم: خلیفہ تھے آپ عالم تھے خصوصاً فرائض کے علم میں شہر کے اندر آپ یکتا تھے۔ اپنی وضع مشائخین سلف کی طرح بے تکلف رکھتے تھے۔ آپ کی عمر شریف تقریباً سو سال تھی۔ آپ میراں حسینی کے چھوٹے فرزند تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید برہان الدین جن کے دو لڑکے تھے۔ ایک سید محمد دوسرے سید محی الدین تعظیم ترک میراں حسینی کے تیسرے فرزند سید امین الدین تھے۔ جو راجپوت ری کے قریب موضع مورم بوندی میں مدفون ہیں۔ اُن کو تین لڑکے تھے ایک سید محی الدین عرف مولا صاحب جو صاحب کمال تھے دوسرے سید عبدالرزاق تیسرے سید علی اللہ۔

آپ یسوم السنت کے حق پرست عالم ظاہر و باطن تھے آپ شاہ ظہور اللہ مرحوم: فصوص الحکم کے محقق تھے۔ آپ کے ہم عصروں میں آپ کی طرح کوئی نہیں بیان کرتا تھا آپ اہل مشرق سے تھے اور مشرق کے لوگوں کو دوست رکھتے تھے۔ غذا بہت کم بوزن تین چار تولہ کھاتے ایک دو گھڑی کے بعد اُس کھانے کو نکال دیتے اور اپنی جگہ سے دوسرے کے گھر بہت کم جاتے۔ حقیر لوگوں کی زیادہ عزت کرتے۔ بہت کم زور خیف تھے اپنے اوقات شوق و ذوق الہی اور تجرید و تفرید میں گزارتے جب کبھی بھی مرشدی حضرت شاہ افضل صاحب حیدر آباد تشریف لاتے ایک دفعہ شاہ ظہور اللہ صاحب میرے مرشد جہاں مقیم تھے وہاں تشریف لائے اور میرے مرشد اُن کے پاس کئی دفعہ گئے۔ اور تمام شب شاہ ظہور اللہ صاحب کے پاس موجود رہے اور فصوص الحکم آپس میں ایک دوسرے سے سُننے اس وجہ سے مجھ فقیر عاصی پر نظر رکھتے تھے آپ کی قبر چار مینار سے متصل چوک کے میدان میں ہے آپ مرید و خلیفہ شاہ محمد صاحب کے تھے۔ جو شاہ ملتان قدس سرہ کے خلفاء میں ہیں جو دہلی

میں تھے آپ سلسلہ قادریہ رکھتے تھے۔

شاہ نور اللہ صاحب مرحوم: آپ مرد عارف و کامل تھے۔ شاہ غلام محمد دہلوی کے فقیر اور خلیفہ تھے اور شاہ عنایت تہنوی کے خلیفہ تھے۔ مثنوی شریف کے بیان کرنے میں حیدرآباد میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ شاہ برہان اللہ اور شاہ میراں صاحب نے مثنوی میں آپ سے سند حاصل کی۔ آپ کا مزاج تصنع و بناوٹ سے خالی تھا اور آپ کا قیام مسجد چوک کے کمرہ تھا۔

ایک روز آصف الدولہ صلابت جنگ ریاست دکن میں شاہ کی ملاقات کے لئے آئے اور ایک ہزار روپے اشرفیوں کی نذر پیش کی۔ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ جب بہت کوشش کی تو ایک روپیہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا اور کہا کہ اس کو میں لیتا ہوں محتاجوں اور بھوکوں کو تلاش کرو اور ان کو دے دو تاکہ اُس سے آپ کو بڑا ثواب ملے گا اس کے بعد صلابت جنگ نے پوچھا کہ صاحب سرکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں داخل ہوں تو فرمایا۔ اس کے بعد کہا وہ کون ہے کہا کہ ہر وقت قال علیہ السلام کل شئ من نوری و انا من نور اللہ ہر وقت مجلس محمد ہے۔

ایک روز یہ عاصی اور مولوی عزت اللہ صاحب جو اُس وقت صدر حیدرآباد تھے۔ مکہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھے۔ شاہ مجد الدین صاحب کی خدمت میں گئے اور ملاقات کی۔ اُس مقام پر شاہ نور اللہ صاحب نے مجھ عاصی سے پوچھا آپ کے ساتھ جو بزرگوار ہیں وہ کون ہیں تو میں نے کہا مولوی عزت اللہ صدر صوبہ اس شہر کے ہیں اور میں مولوی سے یہ بھی کہا کہ شاہ سے ملاقات کریں۔ جب مولوی شاہ کی ملاقات کے لئے اُٹھا تو شاہ نور اللہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسی قسم کا ایک ہاتھ مصافحہ کے لئے ظاہر ہوا بس مولوی بہت خوش ہوئے اُن کے اعتقاد میں اضافہ ہوا۔

شاہ رضا صاحب مرحوم: آپ صوفی باصفا تھے یہ بزرگوار ایک عظیم شان رکھتے تھے آپ صاحب تصرف تھے۔ اہل دل کا ہجوم آپ کی خدمت میں رہتا

تھا غریبوں کے آشنا اور سیاحوں کے دوست تھے جو کوئی سلوک کرنا چاہتا اُس پر آپ آخر تک نظر رکھتے۔

ایک روز رکن الدولہ بہادر اور میر موسیٰ خاں آپ کے گھر آئے تھے اُن کے چوب دار ہر روز آپ کی خدمت میں آیا کرتے شاہ مذکور نے اس بڑے ہجوم کو دیکھ کر خفا ہوئے اور کہا کہ غرباء میرے چاہنے والے ہیں ان کے آنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اگر تجھے آنا ہے تو دوسرے لوگوں کی طرح آئے ورنہ نہ آئے۔ آپ شہر کے قوالوں کو دوست رکھتے تھے بعض وقت مجلس بھی کرتے اور سماع کی حالت میں وجد بھی کرتے۔ آپ پر قص و حال طاری ہو جاتا عین حالت وجد میں شاہ کپڑے شملہ و شال اور مجلس میں کا ہر شخص اپنے کپڑے نکال کر قوالوں کے حوالے کرتا۔ دوسری بار جو کوئی کپڑے دیتا نئے شاہ اُسے کپڑے خرید کر دیتے۔ جو کوئی آپ کی مجلس میں کبھی بھی آتا اُس کو جو بھی میسر آتا خرچ کریتا اور شاہ فقراء میں صرف کر دیتے۔

ایک دن آپ کوہ مولا شاہ ولایت علیہ تحیہ و تسلیم کی فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے آپ کی روح اس سرائے فانی سے پرواز کر گئی آپ کا سلسلہ شطاریہ تھا۔ آپ کے مرشد کا نام اسرار اللہ ہے۔ جو آزاد درویش اور صاحب کمال تھے۔ شہر اورنگ آباد میں جب کہ نظام الملک دہلی گئے ہوئے تھے اور ناصر جنگ شہید جو ریکس دکن تھے اس زمانہ میں شاہ اسرار اللہ ہندوستان سے اورنگ آباد آئے آپ کے ہمراہ شاہ رضا صاحب تھے اور چند مدت کے بعد اُس شہر مذکور میں رہ کر دہلی چلے گئے اور شاہ رضا صاحب کو شہر مذکور میں چھوڑ گئے۔ اُن کی توجہ سے شیخ وقت بن گئے۔

سید عسکر اللہ صاحب حسینی: آپ شاہ علی حسینی کے فرزند اور شاہ راجو حسینی کے پوتے تھے جو سلطان ابوالحسن کے مرشد تھے۔ سید عسکر اللہ قلندر وضع اور پاک روشن دل صاحب باطن تھے کسی کے گھر نہ جاتے اور علم میں کامل عبور رکھتے تھے ہر جڑی بوٹی کے خواص آپ پر ظاہر تھے۔ فارسی اور دکنی زبان میں بہتر اشعار کہتے۔ نعت نان

پالودہ کے جواب میں آپ نے نان حلوہ لکھا ہے آپ کی لکھی ہوئی رباعی مجھے یاد آئی۔

تو وہ اقلام تراشیدہ ام حرف غلط را بخراشیدہ ام
حاصل دنیا کہ بجز روزیست برسر این روز بٹاشیدہ ام

قلموں کا انبار چھیلا ہوں غلط حرفوں کو مٹایا ہوں۔ دنیا کا حاصل ایک روز سے بڑھ کر نہیں اُس روز خوش رہا ہوں۔ اور یہ عاصی ایک روز دیوان حافظ اور کتاب سلوک السالکین جو شاہ راجو حسینی کی تصنیف ہے آپ کے پاس دیکھا۔

شاہ اکبر حسینی عمر راجو حسینی و شاہ جھاڑو جن کا حیدر آباد میں تکیہ مشہور ہے جو سید اکبر حسینی کے مرید اور فقیر تھے سالک مجذوب تھے۔ سلطان عبداللہ کے عہد میں حالت جذب میں اُس کے محل کے نیچے آئے بادشاہ مذکور کو گالی دینے لگے۔ بادشاہ مجبور ہو کر بندوق اپنے ہاتھ میں لے کر اُن پر گولی چلائی۔ اُن پر گولی کا کوئی اثر نہ ہوا اس کے بعد بارہا اُن کو ہدایت دی گئی اور تعلقہ ملنگور کو بھیج دیا اُس وقت اکبر حسینی فوت ہو چکے تھے۔ شاہ راجو حسینی موجود تھے۔ سلطان عبداللہ نے راجو حسینی کے پاس ایک آدمی کو بھیجا کہ اُن کو نصیحت کریں کہ وہ تمہارے چچا کا مرید ہے۔ شاہ راجو اپنے ہاتھ میں بید کی چھڑی لے کر دو ضرب لگائے اُس وقت اُن کا جذب کم ہو گیا اور پاکی میں بیٹھ کر سر رکوں اور کوچوں کو جھاڑو دینے لگے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام شاہ جھاڑو ہو گیا۔ آپ صاحب کمال تھے۔ ایک روز شاہ راجو حسینی کی سواری ابوالحسن کے گھر سے واپس ہو رہی تھی ایک مجذوب راستے میں تھا اچھل کر شاہ راجو کی پاکی میں بیٹھ گیا۔ شاہ نے پوچھا کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی کا ایک بال اس کے بعد شاہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے داڑھی کو پکڑ کر اُس کے سامنے کر دیا اور کہا جتنا چاہتے ہو لے لو۔ درویش کو چاہئے کہ اپنے مئے پن کو دور کر دے اور بے نفسی کو کام میں لائے۔

شاہ عبدالنبی صاحب مرحوم: آپ سالک و عارف شاغل و کاسب سلسلہ قادریہ سے تھے شاہ رحیم اللہ و شاہ فتح اللہ شہر نانند پڑ میں جو جامع مسجد قدیم کی از سر نو تعمیر اور نعمت خانہ و خانقاہ و حجرہ کو نیا تعمیر کیا شاہ رحیم اللہ شاہ مصطفیٰ و شاہ شمس

الدین و آپ کے فرزند آپ کے خلفاء تھے۔ شاہ فتح اللہ صاحب آپ کے نامور خلیفہ تھے۔ اخراجات و مصارف آپ کے پاک تھے۔ شاہ فتح اللہ صاحب کی قبر جامع مسجد نانڈیڑ کے کونے میں ہے اور شاہ عبدالنبی صاحب مرحوم بحکم الحق مظہر کلمہ حق کے میر تھے۔ آپ کے پاس امراء گدا غریب تو نگر سب برابر تھے مجھ عاصی کو یاد ہے کہ غوث خاں حیدر آباد کے صوبہ داری کے زمانہ میں شاہ عبدالنبی صاحب کی خدمت میں گیا تھا۔ رمضان المبارک کی وجہ سے شاہ کے فقراء اگالداں شاہ کے سامنے نہ لائے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ناصر جنگ اپنی ریاست میں آئے ہوئے تھے اُن سے بھی شاہ اور اُن کے فقراء نے ایسا ہی سلوک کیا۔

شاہ عطاء اللہ صاحب مرحوم آپ حضرت شیخ احمد شطاری صاحب کے فقیر تھے۔ آپ صاحب دعوت تھے چہل اسم کے عامل تھے۔ اور شیخ احمد صاحب کے حضوری میں سفر کرتے تھے اور خدمت خاص کرتے۔ اکثر چلہ کشی و نماز تہجد پڑھتے۔ مسکراہٹ سے جہاں تک ہو سکے اجتناب کرتے۔ جب فقراء کی جماعت میں بھنگ افیم استعمال ہوتا تو آپ اپنے گھر میں رہتے اور آپ اُس سے احتراز کرتے آپ مرشدی شاہ افضل کی خدمت میں حاضر ہو کر وصیت نامہ و شرح آمنت باللہ جو شاہ برہان الدین راز الہی کی تصنیف ہے پڑھتے اور سند کی تختیوں پر لکھتے اور یہ عاصی بھی اُس کو سُنتا تھا آپ اُن کی طرف متوجہ ہو کر ظاہری سکون کے لئے دعا پڑھتے۔ ایک دفعہ آپ تمام مشائخین کے امیر بن کر حیدر نائک کے پاس جو آپ کا معتقد تھا ایک جمعیت لے کر آئے جو فقراء کی جماعت مشائخین و بے کار منصب داراں و پاکی نشیناں و بے روزگاروں پر مشتمل تھی کسی کو چار روپے کسی کو پانچ روپے روزمرہ مودی خانہ سے ملتے دیوڑھی پر نقار خانہ تھا اور دوز بخیر ہاتھی اور پچاس گھوڑے طویلہ میں تھے اور باورچی خانہ کا خرچ روزانہ تین پلہ پخت تھا آپ نے بنگلور میں اپنا ٹھکانہ بنایا اور وہیں فوت ہوئے۔

شاہ کلیم اللہ صاحب: آپ صاحب تقویٰ و اہل باطن و صاحب نصیبہ تھے اور آپ گراماجی پیٹھ موضع کے باشندے تھے جو قلعہ درنگل سے متصل ہے آپ کے

کے جد سید جمال البحرؒ کی اولاد سے ہیں۔ قبیلہ پروری اور اقرباء نوازی کی صفت میں آپ یکتا تھے۔ شناسائی کی قدر میں آپ بے نظیر تھے صاحب ذوق و شوق تھے اور شاہ اسماعیلؒ کے مرید تھے اور اُن ہی سے خرقہ پہنا۔ شاہ اسماعیلؒ نے شاہ محمد شریف صاحب کشمیری سے اور وہ نظام الدین صاحب سے سلسلہ چشتیہ رکھتے تھے اور بہت جگہ آپ کے طالب علم ہیں۔ اکثر سماع میں حالت وجد میں رقص کرتے۔ آپ نے فقیری کا کافی حصہ حاصل کر لیا تھا اور ہزاروں لوگوں کو آپ نے فیض پہنچایا اور مرید کیا۔ زبان ہندی میں مراقبہ احمدی کے نام سے لکھی۔ علم تصوف و سلوک میں و حقائق میں حضرت شاہ افضل مرشدی کے شاگرد ہیں آپ کے اخلاق و مروت بیان کرنے سے زبان و قلم قاصر ہے۔ شاہ افضل صاحب و شاہ کلیم اللہ صاحب کا تکیہ راجپندری میں قلعہ کے پیچھے مشہور ہے۔ دریا گنگ کے کنارے آپ دونوں کے درمیان اتفاق و محبت بے حد تھی۔ ہر شخص شاہ کلیم اللہ صاحب کو شاہ افضل کا بھائی سمجھتے اور کہتے تھے۔ اپنی طلب کے مطابق اپنے پیر پادشاہ کے پاس جو درنگل کے ساکن تھے سلسلہ قادریہ کو خود رواج دیا۔ الحاصل آپ کی ذات جملہ صفات کا مجموعہ تھی مشاغل و کسب میں یکتا تھے۔

بادشاہ صاحب مرحوم: آپ ساکن راجپندری ہیں آپ ایک درویش سالک و مجذوب تھے۔ آپ کی رہائش و سکونت راجپندری میں تھی اکثر پہاڑ پر پکوان کر کے مجلس کرتے اور درویشوں کو کھلاتے ایک روز ایک فرنگی موسیٰ ہونسی جو قوم نصاریٰ سے تھا راجپندری کا عامل ہو کر داخل ہوا ایک روز بادشاہ صاحب اپنے گلے کو شمشیر سے خود ذبح کر لئے اور اپنے ہاتھوں سے سر کو علیحدہ کر دیئے۔ اُن کو اُسی پہاڑ پر دفن کیا گیا انہوں نے ہرگز اُس فرنگی کی صورت نہ دیکھی۔

پیر پادشاہ صاحب مرحوم: یہ بزرگ صاحب باطن و اہل دل تھے اور آپ حضرت سید جمال البحر معشوق ربانی ثانیؒ کی اولاد سے ہیں اور مجھ عاصی پر محبت و شفقت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خود اور معشوق ربانی ثانیؒ میں پانچ پشتوں کا واسطہ ہے آپ میں مکر فریب دوستوں کے ساتھ مطلق نہ تھا۔

ایک روز جب شیخ شکر اللہ صاحب عامل ورنگل تھے اتفاقاً اس مجلس میں حاضر تھا کہ پیر پادشاہ صاحب برائے ملاقات عامل مذکورہ کی آئے۔ وہ پیادے اور سواروں کو دیکھنے میں مصروف تھے جیسا کہ چاہتے کہ تعظیم کے آداب بجا نہیں لائے اُس وقت عامل مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شیخ جی دیکھو مجھے یاد آیا سنو

تکبر عز ازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر عز ازیل کو ذلیل کیا اور لعنت کے زندان میں قید کیا۔

عامل مذکور آگاہ ہو کر عذر خواہی کیا۔ ایک روز احقر عاصی شاہ کی ملاقات کو گیا دیکھا کہ سر پر سے دستار اتار کر عامل کے حق میں بدو عا کر رہے ہیں کہ اے اللہ تو اس کو معزول و علیحدہ کر دے میں آپ کی اتباع میں آمین کہا۔ حقیقت میں تین ماہ کے بعد تبدیلی آئی اور تباہ ہو گیا۔

آپ صوفی اور مظہر کلمات حنفی اور سادہ لوح بزرگ خواجہ ابن شاہ محمد درویش آپ کا مقبرہ شامی پیٹھ کے متصل ورنگل میں

پانی کے مقام پر ہے شاہ مذکور کو مہارت و یقین تھا وہ گوہر ملت و دین شاہ معزال دین جو ولی صفت اور زمانہ سے بے تعلق تھے بلوغ سے آخر عمر تک سندی اور تارڑی نہیں پی حتیٰ کہ معجون اور دوا میں بھی استعمال نہ کئے۔ اور کبھی رمضان کا روزہ بھی نہیں توڑا اگرچہ مریض بھی ہو جاتے۔ بھائیوں پر باپ سے زیادہ شفقت رکھتے تھے ماں کی رضا مندی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اور اپنے بچوں کو عام لوگوں کے اقرباء کی طرح جانتے تھے۔ اپنے اوقات معمورہ میں یاد حق و ذکر و شوق میں مصروف رہتے آپ رفیق و شفیق اور محسن علی التحقیق تھے۔

ایک وقت میں آپ کے اقرباء و دوستان بیگانوں کی طرح ہو گئے تھے اور وہ اللہ کے واسطے شفقت کرنے والے اللہ کے واسطے مدد و یاری کئے اور باطنی و ظاہری حالات سے بھی ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کی دعا کی وجہ سے ہم کامیاب ہوئے اور شاہ عبدالکریم صاحب کے فرزند اور بھتیجے خواجہ صاحب اپنے دادا کی طرف سے سلسلہ چشتیہ میں شاہ امین الدین کے فقراء کے سلسلے سے تھے اور اُن کو دوسری جگہ سے بھی فیض تھا اُس کے منجملہ اور تین

بھائی تھے ایک شاہ جنید نام کے فرشتہ خو عالم حدیث تھے۔

مشرع چنانچہ می باید متورع چنانچہ می شاید

ایسا چاہئے ویسے بلند شریعت اور متورع تھے اور اکثر ایسا ہی گذر کرتے اور آپ کے مزاج میں شریعت پسندی بہت تھی۔

شاہ تمیم مرحوم: آپ حق داں و حق پرست یوم الست تھے آپ سالک مستقیم شاہ تمیم تھے اور راجپند ری کو باشندے اور متوطن تھے اور سید درویش صاحب چشتی کے مرید تھے اور آپ ایک عرصہ تک حالت جذب میں تھے کہ پہاڑ پر رات گزارتے اور جھاڑوں کے پتے کھاتے اور اُس کے بعد سلوک کی طرف آئے اور شاعری کا سب ہوئے۔ ایک دفعہ میرے پاس نزہۃ الارواح پڑھے۔

ایک روز بلوارم کے قصبہ تعلقہ ریڈی کا زمین دار جو خلیل خاں مرحوم کے صوبہ داری میں تھا اور مجھے حکومت ضامنی بلوارم کی تھی۔ راستہ پر بنگلہ کی عمارت بنایا تھا وہاں شاہ تمیم نے سبق نزہۃ مجھ سے پڑھا۔ ایک شخص جو قوم کمہ سے تھا وہی کا ملکہ سر پر لئے فروخت کر رہا تھا شاہ مذکور نے دور سے دیکھ کو فرمایا کہ اُس کا وہی زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو میرے روبرو زمین پر گرے۔ اُسی وقت وہ مرد کمہ شاہ کے سامنے آیا اور وہ ملکہ زمین پر گرا اور ٹوٹ گیا۔

فصل پنجم

دراحوال مجذوبان

شاہ حنیف صاحب مجذوب: آپ قصبہ پاہتری کے ساکن ہیں۔ حضرت شاہ اسماعیل قادری قدس سرہ کی اولاد کے بزرگ زادہ ہیں۔ آپ طالب علم و خوشنویس تھے اور شوق الہی کے غلبہ سے مست ہوئے اور زبان سے جو کہتے وہ ہو جاتا۔ لوگ آپ کا ادب کرتے تھے (۳۰) سال تک حالت جذب میں رہے اس کے بعد سلوک کی طرف آئے اور متشرع ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے۔

ایک روز قصبہ انبڑ متصل چاہ کانودی تکیہ آئے اور مجذوبوں میں شامل ہو گئے اُس جگہ سے مسکن مرشدی حضرت سید افضل شاہ تھا۔ آپ آواز دیتے کہ شاہ حنیف صاحب فقیر آپ کا مشاق ہے اُس وقت وہ برہنہ تھے کہنے کے ساتھ ہی فقیر سے لنگی طلب کرتے اور باندھ لیتے اور شاہ افضل صاحب کے پاس آتے اور سلوک کے کلمات کی گفتگو کرتے اس کے بعد کچھ کھاتے اور چلے جاتے اور پھر فقیر کو لنگی دیتے اور برہنہ ہو جاتے۔ آپ کے فرزند شاہ عبدالرؤف عرف ملکہ صاحب مرحوم صاحب کمال تھے آپ سے بہت کرامات ظاہر ہوئے ہیں جس سے عالم متعجب ہوتا تھا آپ شاہ عاقبت محمود کے مرید تھے۔ شہر اورنگ آباد میں عید گاہ سے متصل ہیں۔

شاہ ہول صاحب: شاہ ہول خادم مقبولان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ طبقاتی مجذوب تھے آپ کی طویل عمر تھی۔ آپ کا مسکن قصبہ انبڑ میں ہے۔ جب عمر شریف حضرت قبلہؒ کی (۹۳) یا (۹۴) سال ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن سے شاہ ہول کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں آپ کے کرامات بے حد ہیں بعض لوگوں نے دیکھا کہ رات کو آپ کے پاؤں اور سر جدا جدا ہو جاتے بس اس وجہ سے معلوم ہوا کہ آپ کی عمر تخمیناً (۱۵۷) سال ہے آپ کو بدیع الدین شاہ مدار ثانی کہتے ہیں۔ یہ کمتر عاصی نے اپنی بیس سال کی عمر میں قصبہ انبڑ میں شاہ ہول صاحب کو دیکھا۔

محبوب صاحب: آپ کا نام معلوم نہیں آپ کا نام اور سلسلہ کسی کو نہیں معلوم ہو سکا۔ قلعہ ورنگل آئے ایک عرصہ تک رہے قریب ایک سال تک کچھ بھی نہیں کھایا۔ مگر تمباکو اور گانجہ اکثر پیتے۔ آپ کے انتقال کے وقت جملہ حاضر لوگوں کو وصیت کی اور قسم دی کہ مرنے کے بعد غسل و کفن نہ دیں اور نہ دفن کریں پاؤں میں رسی باندھ کر چہرہ کالا کر کے بھیجیں اسی طرح کیا گیا۔ چھ ماہ تک آپ کی نعش خراب نہ ہوئی اور کسی حیوان اور کتوں نے جسم کو نہ پھاڑا چھ ماہ کے بعد وہ لاش غائب ہو گئی۔

شاہ کڑک میاں صاحب مرحوم: آپ محبوب تھے شہر حیدرآباد میں غوث خاں صوبہ دار کے زمانہ میں رہتے تھے۔ میرے مرشد حضرت شاہ افضل صاحب بھی شہر میں رہتے تھے اور میاں صاحب آتے اور ایک مدت تک قبرستان میں عمر گزارے اور درختوں کے پتے کھاتے اور لوگوں کی صحبت سے علیحدہ رہتے۔ انہوں نے حضرت مرشد صاحب کو پہچان کر آپ سے خلوص رکھتے تھے اکثر آتے۔ ذوق و شوق الہی کی وجہ سے دو روز تین روز کے بعد آکر رات گزارتے۔ جسم پر ایک کھادی کا پاجامہ اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی۔ ایک روز میرے مرشد نے کہا کہ جب حاضر ہے جو دھوبی کے پاس سے دھل کر پاک ہو کر آیا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس کو پہن لیں۔ اصرار پر آپ نے قبول کر لیا۔ اس لئے آپ نے آدم کے ذریعہ بچہ (پوٹلی) سے جبہ منگوایا۔ باوجود اس کے کہ ایک ہی جبہ تھا آدم نے ہر چند تلاش کیا پر نہ ملا آخر مجبور ہو گیا تیسرے دفعہ آدم پھر گئے پر نہ ملا۔ اس کے بعد حضرت مرشدی خود تشریف لے گئے دیکھا کہ جبہ موجود ہے لائے اور اُن کے آگے رکھ دیئے انہوں نے کہا غریب نواز اُٹھ کر گئے اور جو تھا لے آئے۔

ایک روز بنگلہ میں سید سفیر اللہ پیر صاحب مرحوم اور ہم حضرت کے ساتھ تھے کہ کویلو کا بوجھ گدھوں کی پشت پر لاد کر گھروں کو چھانے کے لئے ایک قطار میں لئے جا رہے تھے اور قطار جا رہی تھی اور میاں صاحب وہاں موجود تھے۔ اور آپ اسلامی طریقہ پر گدھوں کی قطار کو سلام کر رہے تھے اور ہم لوگ مسکرا رہے تھے اس عرصہ میں پیچھے سے کوئی آکر ایک گدھے کو

لکڑی سے مارا اور شاہ میاں صاحب نے آہ کی اور کانپنے لگے اور دیکھا کہ اس مار سے اُن کے پٹھے پردھم آیا اور خون اُس مقام سے بہنے لگا۔

ایک روز کہا کہ شاہ افضل میں غوث خاں کو نہیں دیکھا ہوں چاہتا ہوں کہ اُن کو دیکھوں حضرت مرشدی اپنے ساتھ مجھے لے گئے غوث خاں نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو کہا شہر کے کوچہ و بازار میں تمام بچے مجھ کو میاں صاحب موسیٰ کہتے ہیں کو تو ال کے ذریعہ انہیں منع کروائیں کہ وہ ایسا نہ کہیں انہوں نے منظور کر لیا۔ کو تو ال کو تاکید کر کے منادی کے ذریعہ منع کیا گیا۔ جب شہر کے بچے میاں صاحب کو دیکھے تو پیچھے سے اور زیادہ کہنے لگے۔ پھر میاں صاحب نے کہا کہ کو تو ال اور غوث کا حکم تین ماہ سے زیادہ نہ رہیگا اور ایسا ہی ہوا۔

شاہ محمد شاہ صاحب: آپ مجذوب کامل و عالم ظاہر و باطن تھے اور علوم معقولات میں کمال رکھتے تھے اور خوش نویس تھے۔ اور مشرق کے رہنے والے

تھے اور شاہ نظام الدین صاحب چشتی کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ہمیشہ اپنے ساتھ چھری رکھتے تھے ہر ایک سے کہتے کہ مجھے اس چھری سے مار ڈالو۔ اتفاقاً سلطان پور میں بازار میں گئے اور حجام سے حجامت کروانے لگے اور اُس سے کہا کہ تو مجھے اس چھری سے مار تو اُس نے کہا آپ خود اپنے ہاتھ سے کیوں نہیں مارتے یہ بات اُن کے دل میں بیٹھ گئی تو انہوں نے کہا کہ اے حجام آج تک کسی نے ایسی بات نہیں کہی اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں ہے اب ہم ایسا ہی کریں گے۔ پانی کے کنارے گئے اور غسل کئے اپنی چھری سے پیٹ کو چاک کیا اور اُس سے نفس امارہ کو باہر کیا۔ لوگوں کے بُرے بھلے باتیں سُننے اور جان حق کے سُپردہ کردی۔ حضرت مرشدی شاہ افضل سے محبت رکھتے تھے اور اکثر قطعہ اشعار عربی خط ثلث میں آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔

مجزوب صاحب: آپ کا نام معلوم نہیں ایک روز یہ فقیر عاصی گھوڑے پر سوار جا رہا تھا اور راستے میں مجذوب سے ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم سے کہا کہ کچھ ہم کو دو تو میں نے کہا کہ تم میرے ساتھ آؤ تا کہ فقیر اپنے گھر میں تمہاری خدمت کر سکے۔

تو کہا پانچ عدد بال اور پانچ عدد جام اپنی ملکیت سے جو آپ کے خدمت گار کے پاس ہیں وہ مجھے دو اور مجھے یاد نہ رہا۔ جب میں خدمت گار سے دریافت کیا تو کہا کہ سچ ہے اور میں اُس کو اپنے ہاتھ سے دیا۔ مجھ سے لئے اور چلے گئے اور دوسرے دس لوگوں کے ہمراہ اُن کی تلاش تمام شہروں اور محلوں میں کیا لیکن نہ ملے

یعقوب صفت گریہ کنایں مکینم افغان کا باخبر یوسف گم گشتہ کہ دارد

میں حضرت یعقوب کی طرح روتے ہوئے آہ وزاری کروں گا کہ گم شدہ یوسف کی خبر مل جائے
شاہ کامل دادا صاحب: آپ ماں پیٹ سے ولی تھے شاہ کامل دادا نام تھا۔ آپ افغانی تھے شہر ناندیڑ میں سکونت پذیر تھے آپ مجذوب باکمال تھے۔

اکثر آپ سے کرامات ظاہر ہوتے۔ ایک دفعہ چکنہ نامی دشمن چالیس ہزار سواروں کے ہمراہ ناندیڑ آکر محاصرہ کیا اس وقت شاہ کامل نے شہر کے بچوں کو جمع کیا اور بیلوں پر جھنڈے بلند کر کے شہر کے بارہر دشمن کے مقابلہ کو نکلے خود آپ اور بچے پتھروں سے دشمن کا مقابلہ شروع کئے دشمن کی فوج کی نظروں میں آپ کی طرف سے ہنر پوش ایک بڑی فوج ظاہر ہوئی دشمن کو اُن کی ہیبت سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اُسی وقت اپنے ڈیرے اکھاڑ کر واپس ہو گئے اور دشمن کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور شاہ کے بچوں میں سے جس کسی کو بندوق کی گولی کا زخم آتا تو کچھ اثر نہ ہوتا اور جو بچہ اس حال میں آپ کے سامنے آتا اُس زخم پر خود اپنا لعاب لگا دیتے۔ چنانچہ سب اچھے ہوئے اور لوگ شہر میں آ گئے۔

اولیاء را ہست قدرت ازالہ تیر جستہ بازگرداند زراہ

کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹاتے ہیں اللہ نے اولیاء کو یہ قدرت دی ہے اور ہمیشہ قندھار میں روضہ حاجی سیاح سرور قدس سرہ پر تشریف لے جاتے۔ سید ابراہیم صاحب سجادہ نشین جو اُس مقام پر تھے اور اُن کے نانا برہان اللہ شاہ تھے آپ اُن سے محبت رکھتے تھے۔ آپ کا مقبرہ ناندیڑ کے شہر میں مشہور ہے۔

امان اللہ صاحب مجذوب: آپ ہندوستان کے باشندے ہیں اور حضرت شاہ افضل صاحب کے مرید و فقیر تھے۔ ایک دفعہ جذب کی حالت غالب آئی۔ تقریباً دو ماہ تک دریائے گنگ کے ریت میں پڑے رہے اس کے بعد راجپندری سے حیدرآباد تشریف لائے۔ گوردھن کے باغ کے بازو قبرستان میں (۱۲) سال تک سکونت پذیر رہے۔ اتفاق سے رئیس دکن نواب نظام علی خاں اُن کی ملاقات کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد امان اللہ شاہ وہاں سے چلے گئے اور چار محل کے قریب سکونت اختیار کی اور انتقال کر گئے اور مجذوبوں کے زمرہ میں شہرت پائی۔

چمن شاہ صاحب: آپ مجذوب تھے ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ اکثر مجذوبانہ الفاظ اپنی زبان سے نکالتے تھے۔ راجپندری میں رہتے تھے اور حسن علی خاں کا بنگلہ جو بازار میں پنجہ شریف سے قریب بنائے تھے وہاں رہتے تھے۔ ایک روز کہا کہ یہ مکانوں کے ملکیت گر پڑیں گے اتفاق سے اُسی روز دیوار کے پتھر گر پڑے اور چمن شاہ اُس کے نیچے سلامت رہے۔ بہت سارے لوگ آپ کے معتقد تھے بادشاہ غلام حسین جو میرے مرشد زادے ہیں اُن سے محبت رکھتے تھے اور وہیں انتقال کر گئے۔

سید محمود شاہ: وہ سید صحیح نسب کے تھے۔ آپ سید عبداللہ کے پوتے تھے۔ ایک روز سید عبداللہ ساکن بیڑ مجلس میں بیٹھے ہوئے یاد حق میں مصروف تھے کہ آسمان سے پانچ پھول تازہ جمیلی کے آپ کے زانو پر گر گئے آپ کے پانچ بھائی حقیقی تھے۔ ہر ایک نے کہا کہ یہ پھول تقسیم کر کے لینا چاہئے۔ سید عبداللہ نے کہا کہ یہ ہماری قسمت کے ہیں میں پانچ سال تک زندہ رہوں گا اور یہ تازہ رہیں گے۔ اسی طرح ہوا پانچ سال کے بعد فوت ہوئے اور پھول تازہ رہے آخر وہ پھول آپ کی قبر میں آپ کے سینہ پر رکھ کر دفن کر دئے گئے۔

سید محمود شاہ صاحب سالک و مجذوب: آپ مجذوب سالک تھے۔ ہماری بہن جو شاہ یسین صاحب کی لڑکی اُن سے منسوب تھی ایک روز شہر اورنگ آباد میں میرے مرشد شاہ افضل صاحب کے پاس آئے اور کہا۔ کب

تک فقر و فاقہ کرتا رہوں میں چاہتا ہوں کہ آج نظام الملک آصف جاہ سے ملوں اور اُن کو توجہ دلا کر کچھ اُن سے حاصل کروں۔ حاضرین نے کہا کہ وہ اہتمام کے ساتھ اُن کے سامنے گئے کہ اُن سے گفتگو کریں پس اُٹھے اور ہتھیار کمر میں لگائے ایک ٹٹو پر سوار ہو کر اتفاق سے نواب صاحب بھی اُسی وقت شکار کے لئے سوار ہو کر نکلے تھے کہ سواری محلے باجی پورہ کے باہر نکلی۔ مجذوب اپنے ٹٹو سے اتر پڑے اور ہاتھی کے سامنے گئے۔ سب سے پہلے یہ کہا کہ میں سید لطیف صاحب کا بھانجہ ہوں نواب ہاتھی پر سوار تھے ہاتھ سے اشارہ کیا اور دوسری دفعہ یہ کہا کہ میرا ٹٹو ایک آثار باجرہ کھاتا ہے تو نواب صاحب نے مسکرایا اور سواری پر سے ایک سو روپے آپ کو دیئے۔ سید مجذوب مرشدی سید شاہ افضل کے پاس آئے اور کہا کہ بہت سارے شاہ صاحبان سپہ گری کے حالت میں نظام الملک سے بے قاعدہ کچھ خیرات حاصل نہیں کئے اور میں بغیر طلب کے اُن سے حاصل کیا۔ شاہ مذکور نے مجذوب سے کچھ نہ کہا۔ وہ طبقاتی مجذوب اور صاحب تصرف تھے شہر اورنگ آباد میں بمقام چوک شائستہ خاں کی مسجد میں مقیم تھے۔ آپ کے بہت سارے امراء معتقد تھے۔ نظام الملک آصف جاہ دہلی سے واپسی کے بعد دو دفعہ اُس سے ملنے گئے۔ آپ نے اواخر سہرہ دو ہاتھ بھر کر دیا تو نواب نے اُس کو اپنے دامن میں تہرکا لے لیا۔ آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور ہوئی ہیں اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

شاہ بوریا صاحب: آپ مجذوب صاحب حال و صاحب باطن تھے اور دلوں کے مالک تھے ہر شخص کے دل کے خطرات بیان فرماتے وہ بھی مسجد چوک اورنگ آباد میں متصل مسجد شائستہ خاں میں سکونت رکھتے تھے اُن کے پاس ایک کتا تھا اُس کا نام پر دل خاں رکھا تھا۔ ایک ہفتہ تک کوئی شخص کوئی چیز نہ دیتا تھا اور وہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھتا جب وہ کتا مر گیا بوریا شاہ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی اور اُس کو دفن کیا علماء نے شور مچایا اور انہیں پکڑ لیا۔ آخر شاہ بوریا نے کہا اگر اُس قبر میں کتا نہ رہے بلکہ آدمی رہے تو تم پر سزا جاری کی جائے گی پہلے اس وعدہ کو لکھ دیں آخر لوگ اس واقعہ سے دستبردار ہو گئے اور شاہ بوریا نے بھی وہیں وفات پائی۔

باب پنجم

در بیان توحید و اشغال ذکر و لطائف و خاتمہ پنج گنج

فصل اول

(توحید کے بارے میں)

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن ارواح و ملک جن و حواس این تن
افلاک و عناصر و موالید اعضاء توحید ہمیں است و دگر شیوہ و فن
اللہ تعالیٰ مثل جان کے ہیں اور سارا جہاں جسم کے مانند ہے اور ارواح ملائکہ جن اس کے
حواس ہیں۔ آسمان اور عناصر دیگر اعضاء کے مماثل ہیں اور یہی توحید ہے اور دوسرے فن کے
اقسام ہیں۔

دیگر

واجب چوتنزل کنذا حضرت ذات پنج است تنزلات او رادرجات
غیب است و شہادت بوسط روح و مثال والخاص جمعیت ملک الحضرات
جب واجب اپنی ذات سے تنزل کرتا ہے تو اُس کے پانچ درجے ہیں۔ غیب و شہادت کے
درمیان روح و مثال ہیں اور پانچواں فرشتوں کی جماعت ہے۔ وحدت تعینات کا پہلا درجہ
ہے اور اُس کو علم مطلق بھی کہتے ہیں اور یہی حقیقت محمدی ہے اور سارے قابلیات کو ملانے والا
ہے اور حد فاصل برزخ جامع و غیرہ تعینات کے نام ہیں اور وہ اجمال اور مطلق ہیں۔
دوسرا تعین واحدیت ہے جس میں تفصیل، قابلیت کثرت اور اسمائے الہی (اللہ تعالیٰ کے

نام) وغیرہ ہیں جام جہاں نما کے مصنف وحدت کو مقدم کئے ہیں کہ وہ تمام اشیاء کی حقیقت ہے اور واحدیت اُسی سے نکلی ہے اور یہ برزخ ہے۔ ”مرج البحرین يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان“ وازفی الازال ”دونوں سمندروں کو ملا کر چلایا اور اُن کے درمیان حد ہے جو ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کرتے اور وہ سارے ابتداؤں کی ابتداء ہے۔

اور لایزال یعنی ابدیت یعنی ہمیشگی جو سارے صفات و افعال کا مرکز ہے۔

صفات الذات والافعال طر قدیمات مصنوعات الزوال

احد بہ اعتبار ذات یکتا ہے اور واحد بہ اعتبار صفات یکتا ہے۔ احد اور واحد کے درمیان وحدت ہے اور وہ برزخ کتاب جام جہاں نما میں ایک چھوٹے سے دائرے میں (۱) وجود (۲) علم (۳) نور (۴) شہود کا اظہار اُسی درجہ سے ظہور پایا۔

الوجود وجدان الحق۔ لذاته العلم۔ وهو اطلع على معرفة النور
هو الظاهر لنفسه و المظهر بعزة الشهود

روية الحق للحق

وجود حق کے (وجدان) کا نام ہے اور اُس کی ذات کا علم ہے اور وہ نور کے پہچانے جانے کی اطلاع ہے اور وہ اپنی ذات سے ظاہر ہے اور عزت و شہود کا مظہر ہے۔ حق کی رویت حق کے لئے مقید کا متوجہ ہونا مطلق کی طرف یہ ہے کہ اطلاق کا اپنے تقید پر غالب کرنا ہے اور وہ ہمیشہ بوجہ اطلاق مراقب رہتا ہے اور وہ کسی طرح دیکھنے میں بھی اپنے آپ کو مقید نہیں کرتا اور وہ کام جو راستہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والا ہے اُس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ابتداء اور انتہاء کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ مٹی پانی سے ہے اور پانی ہوا سے اور ہوا آگ سے اور آگ نور سے ہے اور نور ایک سر یعنی بھید ہے اور وہ حق سے ہے اور یہی آخرت کی قسم ہے۔

فصل دوم

(وحدت الوجود کے بارے میں)

اے عزیز جو صوفیہ وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ اپنے ذوق و وجدان سے اس کے قائل ہوئے ہیں اور اس ہی پر اُن کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ہی وجود ہے حقیقتاً وہ مقید اور متعین نہیں ہے بلکہ اُس کا وجود مطلق ہے اس معنی سے کہ وجود باعتبار حقیقت وجود ہے نہ اُس کے لئے عام قید ہے نہ خاص قید ہے اور نہ اُس کو قید اطلاق ہے اور نہ قید تقید۔ پس وہی وجود مطلق واجب ہے اور اُس ہی وجود کے لئے جملہ صفات الہی ثابت ہیں اور وہ وجود بے چوں و چرا لانہایت اور غیر محدود ہے اور کسی پر منحصر نہیں ہے اور یہ صفات واجب کے لئے ضروری ہیں پس اُس کے سوا کوئی غیر موجود نہیں ہے اور وہی تمام موجودات کا اصل ہے اور اُسی سے ساری کائنات وجود میں آئی ہے اور وہ اپنی ذات سے ساری کائنات کو متعین اور ظاہر کرنے والا ہے اور وہ مخلوقات کے لباس میں ظاہر ہوا اور جب تمام صفات کے ساتھ ذات مقید ہوئی تو خود خلق نما بن کر بغیر کسی حقیقت و صفات کی تبدیلی کے ظاہر ہوا کہ بظاہر اس قید کیساتھ اور ان تقیدات کے لوازمات کے ساتھ اور باطن میں ان تمام لوازمات کے اطلاق کے باوجود مطلق ہے۔ پس تقیدات کے ساتھ بظاہر جمع (اصطلاح تصوف) ہوا اور باطن میں تمام اطلاقات جمع ہوئے۔ پس حقیقت میں بندہ نہ ہوگا۔ چنانچہ اُس کی حقیقت اور صفات الہیہ کی حقیقت بدلتی نہیں اس لئے کہ حقیقت کا بدلنا محال ہے اور صفات کا حقیقت سے علیحدہ ہونا بھی ناممکن ہے پس بندہ نما ہوا۔ جب بندہ تمام توجہات کے ساتھ اپنے باطن میں اپنے اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے اور یہ تمام تقیدات کو اٹھا دیتا ہے اور باطن میں اُس کی ذات و صفات جو مقید ہیں اور پھیل جاتی ہیں اور ذات و صفات کے ساتھ بندہ اُس وقت گویا کہ وہ حق ہو جاتا ہے اور عبد الہ نما بن جاتا ہے اور یہی بندہ کا کمال ہے۔ حقیقت میں وہ کبھی الہ نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے کہ بندے کے وہ صفات اور وہ قیود بالکلیہ آزاد ہو جاتے ہیں اور وہ خود بالکلیہ

باقی نہیں رہتا۔ جب وہ بالکل یہ باقی نہیں رہتا تو کون پھیل جاتا ہے جو حق کے ساتھ متحد ہو پس یہی بندہ کا کمال ہے اور حق اُس کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جب بندہ حق کے ساتھ اتحاد و انبساط حاصل کرتا ہے تو گویا کہ وہ وہ ہو جاتا ہے اور عبدالہ نما ہو جاتا ہے یہی محققین کی تحقیق اور صوفیہ کا عقیدہ و عارفوں کا ذوق و وجدان ہے اور اگر عارف اپنی حقیقت کو گم کر دیتا ہے تو اپنے کو وہی دیکھتا ہے اور ہوشو کہنے لگتا ہے اس معاملہ میں وہ معذور ہے اور اپنے حقیقتِ حال سے واقف نہیں اور جب ہوشیار ہوتا ہے تو اپنے حقیقتِ حال سے واقف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ بندہ ہوں میرے کمال کی انتہاء یہی ہے کہ بندہ الہ نما ہوتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے کہا کہ میں سبحان ہوں میری بڑی شان ہے اُس وقت میں مجوس (کافر) بن گیا اور میں توڑ دیا زنا رکوا اور کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ جب سلطان العارفین اپنی حقیقتِ حال کو دریافت کر لئے تو کہا کہ اب میں مسلمان ہوا اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ مطلق کی حقیقت کو پا لئے۔ بے اتحاد اور تباین سمجھے تاکہ حقیقی مسلمان بن جائے اور کلمہ طیبہ کے کمال کو جان لے ورنہ صرف لا الہ الا اللہ حاصل ہوگا اور محمد رسول اللہ حاصل نہیں ہوگا میرے سمجھانے کو سمجھ۔

فصل سوم

(ذکر و اشغال کے بارے میں)

شغل سے پایہ: جب کسی کی آواز بھی سنوت تو یہ تصور کرو کہ حق سنتا ہے۔ جب کسی چیز کو دیکھے تو یہ تصور کرو کہ حق دیکھتا ہے اور جب کوئی خیال دل میں گزرے تصور کرے کہ حق جانتا ہے اور اُس میں محو ہو جائے کہ وہ سمیع، بصیر اور علیم ہے۔ علیم وہ ہے جو

سنتا ہے۔ سنتا ہے وہ جو دیکھتا ہے دیکھتا ہے وہ جو جانتا ہے جانتا ہے جو دائم ہے۔ دائم وہ ہے جو ہمیشہ قائم ہے۔ قائم وہ ہے جو حاضر ہے۔ حاضر وہ ہے جو دیکھتا ہے دیکھتا ہے جو موجود ہے اور مشاہدہ کا مرتبہ یہ ہے کہ خود کو عین سمجھے۔ آنکھ بند رکھے اور خود کو گم کر دے اور ہوش میں آئے تو اپنے کو موجود کرے اس طریقے پر کہ دیکھنے والا حاضر ہے۔ دیکھنے والا دیکھ رہا ہے دیکھنے والا قائم ہے دیکھنے والا ہمیشہ ہے دیکھنے والا جاننے والا ہے۔ دیکھنے والا بینا ہے۔ دیکھنے والا سننے والا ہے۔ دیکھنے والا علیم ہے دیکھنے والا بصارت والا ہے۔ دیکھنے والا اللہ ہے۔ اس کے بعد پھر ان صفت کو مرتبہ صفات میں پہنچا دے۔ یہاں تک کہ ان تمام چیزوں کو اپنے مرشد کی طرف سے وضاحت نہ کی جائے اور کتنا ہی قابل ہو جب تک کہ اجازت نہ دی جائے اپنے پیر کی جانب سے بغیر تعلیم و فہم کہ کچھ نہ کرے۔

بے پیر مرد درین خرابات ہر چند کہ سکندر زمانے

اس دنیا میں بے پیر کے مت چلو اگر چیکہ تم زمانہ کے سکندر ہو۔ قبلہ دین و دنیا حضرت شاہ افضل صاحب شغل سہ پایہ کو اور ان کے جد کے شغل سلطان الاذکار کا ذکر دیتے تھے ان کے اکثر اوقات بہترین اشغال میں دیکھا اور ذکر کئے ہوئے اشغال علیحدہ رسالہ میں بتلائے گئے ہیں جن کا نام وجودیہ بہ راز عشق رکھا گیا ہے۔ اس سے معلومات ہوں گے اور یہ ایک راز ہے۔

خوشتراں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگران

دل برکار از بہتر وہ ہے جو دوسروں کی زبان سے بیان کیا جائے۔

اس شعر سے اذکار کی تشریح کی جاتی ہے: برزخ و ذات و صفات وحدود شد و تحت و فوق

می نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق ذات و صفات و برزخ اور شد و مد تحت و فوق۔ یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ ہر نفس کے لئے ذوق و شوق ضروری ہے اب یہاں برزخ کا منفی مقصد یہ ہے کہ وہ صورت شیخ ہے اور ذات سے مراد جو مطلق ہے اور صفات سے مراد صفات کی اصل ہے یعنی۔ حیات، علم، قدرت، ارادت، سمع، بصر، کلام اور تحت سے یہ مراد ہیکہ کلمہ لا کو سر کے سیدھے جانب سیدھے گھٹنے سے لے

جانا اور فوق سے مراد کلمہ اللہ کو سر تک پہنچا کر کلمہ الا اللہ کی ضرب دل کی فضاء پر لگانا اور یہ ذکر اثبات و نفی اپنے مرشد کے تعلیم و تربیت کے بعد کرے۔

ذکر خفی پاس انفاس: سانس کو ناف سے کھینچ کر سینہ تک پہنچا دے اور سینہ سے بند آنکھ

تک اور آنکھ سے سر کی تالو کے اوپر تک پہنچائے اور ذکر جہر اور ذکر خفی و پاس و انفاس میں مرشد سے ہدایت حاصل کرے بلکہ سارے ذکر و اشغال میں مرشد کی تعلیم و تفہیم و تربیت حاصل کرے اس ذکر میں کچھ مدت کے لئے ہمیشگی کرے اور اُس کے بعد قلب کے ذکر کی تلقین ہوگی۔ اُس پر چند روز تک مداومت کرے اُس کے بعد دل کے ذکر میں اللہ کو اپنے اندر تصور کرے اور اُس کے بعد مرشد سے توحید کی تعلیم حاصل کرے۔ اگر وہ توحید کی تربیت کے قابل نہ رہے تو ذکر و اشغال میں مشغول رہے۔ اگر کسی کو اس مقام پر تفرقہ اور تلوین پیدا ہو جائے تو چاہئے کہ ریاضت کرے اور جس قدر ہو سکے کھانا ترک کرے اور ہر ماہ ریاضت کرتا رہے۔

نگویمت کہ ہمہ سال مئے پرستی کن سہ ماہ بخور و نہ ماہ پارسامی باش
میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ تمام سال مئے پرستی کر۔ تین ماہ کھا اور نو ماہ پارسا بن اور ہمیشہ مبداء و معاد کے شغل میں رہے اور ذکر جہر کرے تاکہ باطن کا ہوش بڑھے۔

ذکر مسبغات عشر: سات بار سورۃ فاتحہ اور سات بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سات بار سورۃ اخلاص اور سات بار

قل یا ایہا الکفارون سات بار آیت الکرسی
سات بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ایک بار عَدَدَ مَا عِلَّمَ اللَّهُ وَزِينَةَ مَا عِلَّمَ اللَّهُ وَمَلَأَ مَا عِلَّمَ اللَّهُ سات بار درود شریف سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا

کَمَارَبَّائِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ يَا رَبِّ اِفْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ
لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ حَلِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَزْرُوفٌ رَحِيمٌ اس
دعا کو پڑھیں اور تین بار سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْأَيَّانِ - سُبْحَانَ اللَّهِ الْخَنَّانِ
الْمَنَّانِ - سُبْحَانَ اللَّهِ شَدِيدِ الْأَرْكَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ كُلِّ مَكَانٍ
وَزَمَانٍ - سُبْحَانَ اللَّهِ مَنْ لَا يَشْغُلُهُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ - سُبْحَانَ اللَّهِ مَنْ
يُذْهِبُ بِاللَّيْلِ وَيَأْتِي بِالنَّهَارِ شام کے وقت یہ پڑھیں سُبْحَانَ اللَّهِ مَنْ
يُذْهِبُ بِالنَّهَارِ وَيَأْتِي بِاللَّيْلِ اور بعد نماز اشراق دو رکعت نماز ہدیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھے جو ورد کرنا چاہے وہ حسب تعلیم و تفہیم و تربیت شیخ کرے۔

حضرت سلمان فارسیؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے
گئے اس کے بعد اس کو پکڑا اور ہلایا اس کے پتے جھڑے اُس وقت فرمائے کہ اے میرے
صحابی میں اس درخت کے پتے کیوں جھڑایا ہوں تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے۔
فرمایا کہ جب کوئی مسلمان وضو کر کے پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے تو اُس کے گناہ اسی طرح
جھڑتے ہیں جیسے کہ اس درخت کے پتے جھڑے ہیں۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو شخص
نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اُس کے گناہ سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو
اس کے گناہ بھی جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں گر جاتے ہیں۔ جب وہ نماز سے
فارغ ہوتا ہے اُس کے جملہ گناہ گر جاتے ہیں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو کرتا
ہے اور گھر سے مسجد کو جاتا ہے اور جو قدم بھی رکھتا ہے اُس پر گناہ مٹ جاتے ہیں اور اُس کے
گناہوں کے بدلے نیکیاں اُس کے اعمال نامہ میں لکھ دی جاتی ہیں اور جو کوئی چاشت کی
نماز پر ہنگامی کرے تو اس کے بے حساب نیکیاں ہوں گی۔ اُس کے بعد اگر روزہ دار نہیں ہے تو
کچھ کھالے اور اُس کے بعد کچھ دیر قیلولہ کرے کہ حدیث شریف میں آیا ہے القیلولۃ تزید
العقل کہ قیلولہ کرنے سے عقل بڑھتی ہے اور اُس سے سالک کے باطن کا نور بڑھتا ہے۔

روزہ سالک کے لئے بہتر ہے اور کم بولنا اور لوگوں کے ساتھ کم رہنا اختیار کرے

دل زیر گفتن، مردوزیدن گرچہ گفتارش بود در عیان

دل سے گفتگو کرنا یعنی کم گو ہونا اور لوگوں سے کم ملنا اگرچہ کہ اُن کی گفتگو صاف ہو

من سکت سلم ومن سلم نجاہ۔ وہ جو خاموش رہا جو سلامت رہا وہ نجات پایا اُس کے بعد ظہر ادا کرے اور اُس کے بعد کے وظائف پڑھے اور قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ اُس کے بعد دینی کتابوں کا مطالعہ کرے اور دنیا کے ضروری کاموں میں مشغول ہو اور ضرورت ہو تو بات کرے۔ جب وقت عصر آئے تو چار رکعت نماز ادا کرے اور نماز عصر پڑھ کر وظائف کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے بعد نماز مغرب ادا کر کے نماز قلاقل ادا کرے وہ چار رکعت ہیں حضرت شاہ کلیم اللہؒ اپنے کشکول میں لکھتے کہ قلاقل کا پابند اگر چاہے تو پہاڑ کو تراش دے اور اُس کے بعد دو گانہ نماز غوثیہ محبوب سبحانی پڑھے۔ جو حاجت ہوگی مانگے پوری ہوگی اور اُس کے بعد وظائف پڑھے اور ذکر خفی و جلی میں مشغول ہو جائے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد جو کچھ وظائف ہادی وقت کی طرف سے دیئے گئے ہیں وہ ادا کرے۔ اگر نیند آجائے تو جائے نماز پر ہی اونگ لے۔ دو رکعت نماز باحالت مراقبہ نیند اور بیداری کے درمیان ادا کرے۔ اُس سے تجلی الہی کی لذت حاصل ہوگی۔ پس میری ہدایت کو سمجھو۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آرام کرے۔ اس کے بعد پھر مکرر وضو کرے اور دعا مانگے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار پڑھے یہاں تک کہ صبح صادق ظاہر ہو جائے اور صبح کے وقت اُٹھے۔

صبح صادق مرہم کا فورہ در بغل گر علاج زخم عصیاں مکینی بیدار باش

صبح صادق اپنے بغل میں کا فورہ رکھتا ہے اگر تم اپنے گناہوں کے مرض کا علاج کرنا چاہتے ہو تو

بیدار ہو

دعاء عاشورہ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ دَعَا كَسَانَا جَنَّتْهُ وَاَمِنْ فَهْدِيْتَهُ وَاَرْغَبُ
اِلَيْكَ فَاَعْطَيْتَهُ وَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ كَلَفِيْتَهُ وَاَقْرَبَ مَا ذِيْتَهُ

اَللّٰهُمَّ اُمِّدْ نَفْسِيْ مَدًى وَاَجْعَلْنِيْ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ
اِلَّا يَمَانَ بَكَ وَاَسْأَلُكَ الْفَضْلَ مِنَ الرِّزْقِ وَاَسْأَلُكَ الْعَاقِبَةَ مِنَ الْبَلَاءِ
وَاَسْأَلُكَ حُسْنَ الْعَاقِبَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ..

دیگر

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ وَعَدَدِ حَاسِدٍ
وَبُغْضِ قَاهِرٍ وَسَلْطَانٍ جَابِرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مَفَاسَاتِ الْهُوسِ وَمَعَادَاتِ
النُّفُوْسِ وَحِدَّةِ الشُّقْمِ وَشَلَّةِ الْاَلَمِ وَمَوْتِ الْاَحْيَاءِ وَقِفْدِ الْمَجَابِ
وَكِرِ التَّوَانِبِ وَسُوَالِ الْعَوَاقِبِ وَصُرُوفِ الضَّمَنِ وَصُوفِ الْمَحَنِ وَكِفَايِكَ
كَافِيَا لِمَنْ اسْتَكْفَاكَ وَهَادِيَا لِمَنْ اسْتَهْدَاكَ وَوَافِيَا لِمَنْ اسْتَوْفَاكَ وَمَجْهَرًا
لِمَنْ اَلْتَجَاءَ اِلَيْكَ وَمَنَا لِمَنْ تَوَكَّلَ اِلَيْكَ يَا اِلَهَ الْعَالَمِيْنَ ..

اور عاشورہ کے روز تین بار یہ عا پڑھیں.. اللہ چاہے تو اس سال نہیں مرے گا اور مرنے کا حکم ہو
گا تو اُس کو یہ عا پڑھنے کی توفیق نہیں ہوگی.. دعا یہ ہے.. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.
سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلَاءِ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهٰى الْعِلْمِ وَمَنْبَعِ الرِّضٰى وَزِيْنَةِ الْعَرْشِ لَا مَنْ
جَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشُّفْعِ وَالْوَثْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ
اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا وَاسْأَلُهُ السَّلَامَةَ بِرَحْمَةٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ اَجْمَعِيْنَ ..

اگر کوئی روزانہ ستر (۷۰) بار حَسْبِيْ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھے گا تو بخش دیا جائے گا۔

دیگر

اگر کوئی اُس دن لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

فصل چہارم

(نمازوں کے بارے میں)

(صلوۃ عاشورہ)

چاہئے کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام یوم عاشورہ احتسب اللہ ان یکفوا الذنوب السنہ جو کوئی یوم عاشورہ روزہ رکھے گا تو اس کے ایک سال کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں

اس کو روایت کیا مسلم نے اور اسی طرح مشکوٰۃ میں ہے جب آفتاب بلند ہو جائے تو دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ حشر کی آخری آیتیں یا جو چاہے پڑھیں اس کے بعد یہ دعائے گے .. یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِینَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِینَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَ فِیْ هٰذِهِ الْیَوْمِ وَتَخْلُقُ اٰخِرَ مَا تَخْلُقُ هٰذَا الْیَوْمَ اَعْطِنِیْ فِیْهِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْهِ اَنْبِیَآئِکَ وَاصْفِیْ اَنْکَ وَاَسْمُهُمْ مَا اَعْطِیْتَهُمْ فِیْهِ مِنَ الْکِرَامَةِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

وہ چیز سنت است ز عاشورہ یاد گیر بشنو تو اے عزیز تر زادہ مناصحہ

صوم و صلوٰۃ و غسل و دعا و عیادت است اطعام و صلح و سرمہ مسح و مصافحہ

۱. روزہ ۲. نماز ۳. غسل ۴. دعا ۵. عیادت ۶. کھانا کھلانا اور ۷. صلح کرنا ۸. سرمہ لگانا

۹. مسح (بیتوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا) اور ۱۰. مصافحہ کرنا۔

وَمَا بَيْنَ هُمَا وَتَحْتِ الشَّرَىٰ پڑھے تو خداوند تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھے گا۔
دعا آخری چہار شنبہ: آخری چہار شنبہ کو بعد نماز صبح غسل کرے اور نماز چاشت کے بعد
 یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اصْرِفْ عَنِّيْ شَرَّ هٰذَا الْيَوْمِ وَاَعْتَصِمْنِيْ مِنْ شُوْمَةٍ وَجَنَبِيْ عَمَّا
 اَخَافُ مِنْ نُّحُوْسَاتِهِ وَكُزْبَاتِهِ بِفَضْلِكَ يَا دَافِعَ الْفَقْرِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
 الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَى الْاٰلِہٖ وَبَارَكَ وَسَلِّمْ ..
 اور

سات سلام لکھ کر پی لے ۱. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱. سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ
 رَبِّ الرَّحِيْمِ ۲. سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی وَهَارُوْنَ ۳. سَلَامٌ عَلٰی الْیٰسِیْنَ ۴
 ۴. سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَاَدْخَلُوْهَا خَالِدِیْنَ ۵. سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ ۶
 ۶. سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ ۷. سَلَامٌ هٰی حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

نماز رجب لیلة الرغایب: اس ماہ پہلے پنجشنبہ کو روزہ رکھے جب جمعہ کی رات آئے
 تو بعد نماز مغرب بارہ رکعت دو گانہ ادا کرے اور ہر رکعت

میں بعد سورہ فاتحہ انا انزلنا تین بار اور سورہ اخلاص بارہ مرتبہ اور نماز سے فارغ ہو کر ۷۰
 دفعہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ اور سجدہ میں ۷۰ دفعہ سُبُوْحُ
 قُدُّوْسُ رَبِّنَا وَرَبِّ الْمَلَائِکَةِ وَالتَّوْحِیْدِ پڑھیں اور ستر ۷۰ بار پڑھیں رَبِّ اغْفِرْ
 وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ پھر دوسری دفعہ سجدہ کرے
 اور ۷۰ بار سُبُوْحُ قُدُّوْسُ رَبِّنَا وَرَبِّ الْمَلَائِکَةِ وَالتَّوْحِیْدِ پڑھیں

نماز شب معراج: رجب کی ستائیسویں (۲۷) شب کو بارہ رکعت نماز چھ دو گانہ سے ادا
 کرے اور ہر رکعت میں جو چاہے وہ سورت پڑھیں بعد سلام سو ۱۰۰

بار استغفار وَاتُوبُ اِلَیْہِ اور ۱۰۰ بار درود شریف پڑھے اور اس کے بعد سجدہ کرے اور اپنی
 حاجت طلب کرے اور صبح کو روزہ رکھے۔

ذکر نماز شعبان: چودھویں شعبان کو دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور سورہ اخلاص ۱۵ بار پڑھے نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اور بیٹھ کر **يَا جَارَ الْمُسْتَجِرِينَ يَا صَرِيحَ الْمُسْتَخْرِجِينَ يَا مَأْمُنَ الْمُصْحَلِينَ وَيَا دَلِيلَ الْمُتَوَجِّهِينَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ** پھر دوبارہ سجدہ کرے اور حاجت طلب کرے اور اس شب میں سورہ یاسین کی تلاوت تین بار کرے پہلی مرتبہ درازی عمر کے لئے دوسری مرتبہ غنی کے لئے اور تیسری مرتبہ بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے۔

نماز لیلۃ القدر: رمضان المبارک کی ستائیسویں ۲۷ شب میں بارہ رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ انا انزلنا تین بار اور سورہ اخلاص (۱۰) بار اور نماز کے بعد (۱۰۰) بار **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ** پڑھیں اور اس رات میں دعائے نگوں روز چاہئے کہ یہ دعائے نگوں **اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاتِ الْكَرَامَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ اَنْكَ عَفْوُكَ حُبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفُ عَنَّا يَا عَفُورُ يَا غَفُورُ اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَلِيٍّ تَقَرُّبًا إِلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ**۔

نماز شوال بروز عید الفطر: خطبہ اور نماز کے بعد چار رکعت نماز ایک سلام سے پڑھیں پہلی رکعت میں **سُبْحَانَكَ يَا أَعْلَى السَّمَوَاتِ** کی سورت اور دوسری میں **وَالشَّمْسِ** اور تیسری میں **وَالضُّحَى** اور چوتھی میں سورہ اخلاص اور عید کے دوسرے دن یعنی دوسری شوال سے چھ روزہ رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے بعد اگر کوئی چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اُس نے سال بھر کے روزہ رکھا۔

نماز ذی الحجہ: ۸ ذی الحجہ اور ۹ ذی الحجہ کو روزہ رکھے اور بعد نماز ظہر دو رکعت اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ انبیاء اور دوسری

رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ حج اور اگر یہ سورتیں یاد نہ ہو تو جو چاہے پڑھیں اور سجدہ میں جا کر جو حاجت چاہے طلب کرے اور بوقت قربانی یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هَذِهِ اَصْحٰیةٌ لِّحَمَّہَا بَلِّحْمِیْ وَدَمَّہَا بِدَمِّیْ وَعَظْمُہَا بِالْعَظْمِیْ اِنَّ صَلَوَتِیْ وَنَسِکِیْ وَمَحِیَّایْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ . اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ . اور اگر وہ مسکین ہو اور قربانی نہ دے سکے تو جب عید گاہ سے گھر لوٹے تو دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ انا اعطینا تین ۳ بار پڑھیں قربانی کا ثواب پائے گا۔

نماز ہول: حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرنے والے کیلئے پہلی رات بہت سخت ہوتی ہے چاہئے کہ ان کے لئے ایصالِ رحمت کرے اور دعا میں یاد رکھے .. چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین ۳ بار اور دوسری رکعت میں اَلہٰکُمُ التَّکَاثُرُ دس بار پڑھیں اور اس کا ثواب مردے کو بخش دے حق تعالیٰ ہزار فرشتوں کو نور کے ہدیہ کے ساتھ اس قبر پر بھیجے گا اور قبر کو تاقیامت روشن رکھے گا۔ اس نماز کو ادا کرنے والا بخشا جائے گا۔ اور چالیس دوزخیوں کو اس کی نماز کے طفیل میں بخش دے گا اور اس کو ہزار شہداء کا ثواب ملے گا۔

نماز استخارہ: اول دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ قل هو اللہ احد اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں دعا کے اول و آخر گیارہ بار درود شریف پڑھے اور جہاں ہذا الامر لکھا ہو وہاں اپنے مقصد کا تصور دل میں کرے۔

دعا یہ ہے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاسْأَلُکَ مِنْ

فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَانْكَ تَقْدِرُ لَا أَقْدِرُ أَنْتَ تَعْلَمُ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْاَمْرَ (اس مقام پر اپنے کام کو دل میں تصور کریں) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنٍ وَنِيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةُ اَمْرِيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ حَيْثُ كَانَ اَرْضَنِيْ بِهِ اَوْ اَسْ كَبَعْدَ تَاْزِهِ وَضَوْ كَرِيْ اَوْ اِنْ اَسْمَاءُ كُوْپَرُ هِيْسَ يَسَا خَيْرٌ اَخْبِرْنِيْ يَابَشِيْر اِبْشِرْنِيْ يَا عَلِيْم عَلِمْنِيْ يَا مَبِيْن بِنِيْنِيْ

نماز تہجد: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دو رکعت نماز تہجد ادا کرتا اس کا نام تہجد گزاروں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جس نے چار رکعت پڑھے اس کا نام نمازوں میں لکھا جاتا ہے اور جو کوئی چھ رکعت پڑھتا ہے اس کا نام روزداروں میں لکھا جاتا ہے اور جو آٹھ رکعت پڑھے اس کا نام ان لوگوں میں لکھا جاتا جن کو نہ خوف ہے نہ غم۔ چاہیے کہ آدھی رات کو بیدار ہو تازہ طہارت کرے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے اور اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہ پڑھے اس کے بعد تہجد کے دو گانہ کی نیت کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں امن الرسول تا کافرین پڑھے اس طریقہ سے چھ دو گانہ یعنی بارہ رکعت پڑھیں اور ہر دو گانہ کے بعد پانچ بار اللہ حاضری اللہ ناضری اللہ شہادی اللہ معی پڑھیں اور پہلے دو گانہ کے بعد سو بار یا غفار پڑھیں دوسرے دو گانہ کے بعد سو بار یا وہاب پڑھیں تیسرے دو گانہ کے بعد سو بار یا کریم چہارم دو گانہ کے بعد سو بار یا فتاح پڑھیں اور پنج دو گانہ کے بعد سو بار یا عزیز اور ششم دو گانہ کے بعد سو بار یا معز پڑھیں اور دس بار اس دعا کو پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبْکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ...

بعد فراغت سجدہ میں جائے اور اپنی مراد طلب کرے تو مقبول ہوگی.....

نماز تہجد کا دوسرا طریقہ: چاند کی پہلی سے پندرہ تاریخ تک تہجد کی چھ دو گانوں کی ہر رکعت میں قل هو اللہ احد کو ایک ایک اضافہ کیا جائے یہاں تک کہ آخری رکعت میں بارہ بار قل هو اللہ احد پڑھیں جو پندرہویں شب کے بعد

سولہویں شب سے پہلی رکعت میں بارہ بار قل هو اللہ احد اور اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک کم کرتے جائے بارہویں رکعت میں ایک دفعہ پڑھیں.....

نماز قلاقل: بعد فراغت نماز مغرب چار رکعت ایک سلام سے پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون چار بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ

کے بعد قل هو اللہ احد چار بار اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق چار بار اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد میں قل اعوذ برب الناس چار بار پڑھیں اس کے بعد سجدے میں اپنی حاجت طلب کرے۔ حضرت کلیم اللہ مدنی اپنی کتاب کشکول میں لکھتے ہیں کہ قلاقل کی نماز کا اس قدر اثر ہے کہ اُس کا عامل چاہے کہ پہاڑ کو ناخن سے تراشے تو تراش سکتا ہے....

نماز چاشت: یہ نماز آفتاب کے بلند ہونے کے بعد ہے اور یہ بارہ رکعت ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد سلام پھیر دے۔ اس کے سوا جیسا چاہے پڑھے لیکن روایت میں چار رکعت بھی آئے ہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد والشمس اور دوسری رکعت میں واللیل اور تیسری رکعت میں والضحیٰ اور چوتھی رکعت میں الم نشرح چاشت کے کم از کم رکعت چار ہی ہیں اور بعض آٹھ رکعت بھی کہتے ہیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بارہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھیں تو ہر رکعت کے بدلے حج و عمرہ کا اور غلام آزاد کرنے کا ثواب پائیگا۔ یہ نماز چھ پہروں کے پہلے پہر میں پڑھیں جبکہ آفتاب ایک نیزہ پر بلند ہو جائے..

نماز دوگانہ غوثیہ: پہلے تنہائی کے کھلے مقام پر جائے۔ اس کے بعد طہارت کبریٰ یعنی غسل کرے اور صاف دھلے ہوئے کپڑے پہنے اور گیارہ قسم کی شیرینی پر روح مبارک کی نیاز کرے اور چالیس دن دوگانہ مغرب اور عشاء کے درمیان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ آیت الکرسی تا خالدون ایک بار اور سورہ قل

یا ایہا الکافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ قل هو اللہ احد گیارہ بار پڑھیں اور التحیات میں عبدہ و رسولہ پڑھ کر سیدھے جانب یہ کہتے ہوئے سلام پھیرے کہ السلام علیکم یا ولی اللہ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ پھر اس کے بعد کھڑا ہو کر قطب کی جانب یعنی شمال کی جانب گیارہ قدم پاؤں کے انگوٹھے سے گنتی کر کے چلے کہ وہ روضہ مبارک کا فاصلہ ہے ہر قدم پر گیارہ نام پڑھیں گیارہ نام اس عبارت کے ساتھ لے۔

۱. الہی بحرمت قطب الاقطاب الارض والسماء سید عبد القادر جیلانیؒ
۲. الہی بحرمت شیخ محی الدین خواجہ عبد القادر جیلانیؒ
۳. الہی بحرمت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانیؒ
۴. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الملائکہ سید عبد القادر جیلانیؒ
۵. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الجن والانس سید عبد القادر جیلانیؒ
۶. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب المشرقین والمغربین سید عبد القادر جیلانیؒ
۷. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الشجر والحجر سید عبد القادر جیلانیؒ
۸. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب البر والبحر بازاہب مجیب سید عبد القادر جیلانیؒ
۹. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الکواکب سید عبد القادر جیلانیؒ
۱۰. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب لکل شیء ابو محمد سید عبد القادر جیلانیؒ
۱۱. الہی بحرمت شیخ محی الدین قطب الجبوب والشمال سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه اس کے بعد فاتحہ اس طرح پڑھیں

بروح سلطان الاولیاء حجۃ الاسلام والمسلمین قطب الآفاق بالانفاق وارث النبی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه۔

اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور پندرہ بار سورہ اخلاص تین بار درود شریف پڑھیں اور بارہ قدم پر سجدہ کرے اور اپنی حاجت طلب کرے یہ سمجھے کہ حضرت کی روح مبارک اپنے قریب موجود

ہے حاجت پوری ہوگی کوئی شک نہیں بشرطیکہ اس نماز کی اجازت کسی بزرگ سے حاصل ہو۔
اس عاصی کو سید معین الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت ہے اور اُن کو
درویش محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ عاصی دو گانہ کو چوبیس سال تک مسلسل بلا ناغہ
ادا کیا ہے۔ میری بندگی اور میری غلامی، بارگاہ شہنشاہ اعظم میں قبول ہوئی میری اس مقبولیت کا
اظہار میں اپنے تذکرہ میں کیا ہوں۔

ختم غوثیہ: پہلے درود شریف ایک سو گیارہ بار قل یا ایہا الکافرون ایک سو گیارہ بار
یا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک سو گیارہ بار قل یا ایہا
الکافرون ایک سو گیارہ بار یا قاضی الحاجات ایک سو گیارہ بار یا کافی المهمات ایک سو گیارہ
بار پھر آخر میں درود ایک سو گیارہ بار اور شیرنی پر فاتحہ حضور غوث اعظم کی دے۔

ختم خواجگان: پہلے فاتحہ خواجگان کی ارواح پر پڑھی جائے یا شافی کے بعد جو بھی نام یاد
ہو پڑھیں اس کے بعد ایک سو بار درود شریف پڑھے جو یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
کُل ذَرَّةٍ مَّا تَهَ الْف الْف مَرَّةً وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

سورہ فاتحہ سات بار ۷

سورہ الم نشرح نو بار ۹۰

قل هو اللہ احد ہزار بار ۱۰۰۰

الحمد سات بار ۷

یا قاضی الحاجات ایک سو بار ۱۰۰

یا کافی المهمات ایک سو بار ۱۰۰

یا خفی الملطیف ان رکنی بلطف الحق ایک سو بار ۱۰۰

اس کے بعد موجود شیرنی پر خواجگان کے نام کی فاتحہ پڑھیں حاجت پوری ہوگی۔

نماز کفارہ عمری: امام محمد غزالی کتاب زاد المعرب میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی کی بہت ساری نمازیں قضاء ہوئی ہوں تو اس کو چاہیے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ سے قبل چار رکعت بیک سلام پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور انا اعطینا پندرہ بار پڑھیں تو دو سو سالہ دور گزشتہ کے نمازوں کا کفارہ ہوگا۔ صحابیؓ نے عرض کیا ہماری عمر 70 اور 80 سال کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ماں باپ اور اجداد کی قضاؤں کا کفارہ ہوگا۔

وَعَائے رَجَعْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .. عَلَیْكَ .. یَلْقَا .. خَالِقًا ..
 مخلوقًا .. کافیا ارتضیٰ ارتحی مرتضیٰ امرتھی مرتضیٰ
 میرنجی بحق یا بدوح وتنزل من القرآن ما هو شفاء رحمة اللومنین
 ولا یزید الظالمین الا خسارا انا جعلنا فی اعناقهم اغلالا فھی الی الذقان
 فہم مقمحون وجعلنا بین ایدیہم سدا وومن خلفہم سدا فاغشینا فہم لا
 یسرون یا حمید الفعل ذالمن علی جمیع خلقہ بلطفہ یا حیدر حقہ ورد کل
 بية ورد جمال الغیب بحق. ک. ہ. ی. ع. ص. و بحق ح. م. ع. س. ق. و بحق
 ایاک نعبد و ایاک نستعین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و آلہ اجمعین.
 پڑھنے کے وقت اول و آخر یہ دعا مذکور پڑھیں اپنے مقدمہ کی روداد و حالات خود لکھے۔

فصل پنجم

جاننا چاہیے کہ ایمان ایک درخت ہے جس کی کئی شاخیں ہیں ایک حیا ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ الحياء من الايمان حیا ایمان سے ہے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضور ﷺ سے مصافحہ فرمایا اور اس ہاتھ کو کبھی شرمگاہ سے مس نہیں کیا اور نہ تمام عمر شرمگاہ کی جانب نظر کی۔

دوسری امانت: فرمایا سرکار ﷺ نے لا ایمان لمن الامانته له جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو بعثت سے قبل امین کہتے تھے مخلوق پر شفقت بھی ایمان کی شاخ ہے۔ تیل کو محبت سے کھانا بھی ایمان ہے۔ قال علیہ السلام خذ الدھن هن الرهن تیل کو رہن رکھو۔ شیرینی سے محبت ایمان کی شاخ ہے۔ قال علیہ السلام الممنون خلو یحب الحلو حضور ﷺ نے فرمایا مومن شیرین ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے۔ بلق بھی ایمان کی علامت ہے کہ وہ سانپ بچھو وغیرہ سے پاک رکھتی ہے۔ قال علیہ السلام حب الطهرة من الايمان پاکی سے محبت ایمان ہے وطن سے محبت ایمان ہے۔ سفید مرغ سے دوستی ایمان ہے یہ اللہ کے مقربوں کو آخری شب بیدار کرتا ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا کہ زبان سے کسی کو گالی نہ دو اور اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کر۔ سرکار ﷺ نے فرمایا وہ مومن نہیں جب تک کہ اپنے لئے جو چیز پسند کرتا ہو دوسروں کے لئے وہی پسند نہ کرے۔ پس ان کو جنت بھی ہے اور اللہ کا دیدار بھی ہوگا۔ کسی کو سال میں ایک دفعہ روز عید اور کسی کو ہفتہ میں ایک بار اور کسی کو صبح و شام۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تسعة وتسعين اسماء من قراءها واحصاها دخل الجنة بلا حساب وعذاب۔ ابو

ہریرہ سے روایت ہے فرمایا ان رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ کے نام نود گئے گئے ہیں جو کوئی ان کو پڑھے اور اس کا احاطہ کرے تو وہ بلا حساب و عذاب جنت میں جائے گا اور اس حدیث کے راوی ہیں جن کے متعلق مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو ہریرہ ہم میں ایسے ہیں جیسے انبیاء میں عیسیٰ علیہ السلام چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں کوئی مکان نہیں رکھے نہ پیالہ نہ کنگھی اور اسی طرح ابو ہریرہ ہیں۔ جاننا چاہیے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام بتلائے گئے ہیں اور ایک نام پوشیدہ ہے اور وہی اسم اعظم ہے۔

حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ وہ آخری سورہ حشر میں ہے اور سہیل تستری فرماتے ہیں کہ یاتحیٰ یا قیوم ہے اور بعض کے نزدیک یا اللہ اسم اعظم ہے اور بعض کے نزدیک یا ہو ہے اس میں اختلاف ہے اور اسم اعظم کے دوسرے نام بھی ہیں مثلاً دھری۔ دیومی اور بعض ہزار نام بتلائے ہیں جب کا فر اٹھتے بیٹھتے تو بتوں کے نام لیا تو مومنوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس نام سے شروع کریں ارشاد ہوا قل اودعوا اللہ اودعوا الرحمن اللہ پکارو یا رحمن پکارو جس کو چاہے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔

سری سقطی فرماتے ہیں کہ ہر ایک نام کا ایک محل ہوتا ہے یعنی ایمان کے اثبات کے لئے یا ہادی برائے مغفرت یا غفور یا غفار برائے عطا یا شکور و یا باسط اور بطلب رزق یا رزاق بہر حال نام اللہ جس جگہ بھی کہیں بہتر ہے اس کے جملہ صفات اس میں شامل ہیں شمس الدین تبریز اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی تین ہزار بار اللہ اور یا ہو ہو کہے تو اسکے دل کے آنکھ روشن ہوں گے اور صاحب یقین ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ اسم اللہ اسم اعظم ہے ہر اسم کی افتتاح اُسی سے ہے اور اس میں تین نام اللہ رحمن اور رحیم ہیں

حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرماتے تھے اور ہر اجبہ اور کالی کبیل اوڑھتے تھے اور موسم گرما میں ہاتھوں پر رکھتے اور تہہ بند آدمی پنڈلیوں تک اور جب کرتہ پہنتے تو پہلے گلے سے شروع کرتے اس کے بعد سیدھی آستین میں ڈالتے اور کبھی ننگے پاؤں چلتے اور کبھی نعلین اپنے ہاتھوں سے سی لیتے کالے جوتے کو پسند فرماتے اور کبھی شملہ ٹوپی کے ساتھ پہنتے

اور کبھی بغیر ٹوپی کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مسلسل گوشت تناول نہ فرماتے۔ ایثار کی وجہ سے نہ کہ بخل کے باعث۔ آپ گوشت کو پسند فرماتے اور فرماتے کہ کھانوں کا سردار گوشت اور پرند ہے۔

سید الطعام اللحم والطیر: اور دودھ کو بھی پسند فرماتے اور کہتے کہ خدا برکت عطا فرمائے دودھ اور شہد میں اور شہد کو پسند فرماتے اور میوہ میں خر بوزہ پسند کرتے اکثر اس کا پوست نکال دیتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبی کو دعوت مرحمت فرمائی تو خر بوزہ کو پاک کیا اور اس پر شکر چھڑکا اور عطا فرمائی اور روٹی تیل میں ترکی ہوئی کھلائی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میوہ کھا کر پانی نہ پیئیں کہ پانی میوہ پر دیر ہضم اور خرابی پیدا کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھیرے اور ککڑی کو نمک سے تناول فرماتے جو بھی ککڑی کو نمک سے کھائے تو جزام کو دور کرتا ہے اور کھجور روٹی کے ساتھ یا بغیر روٹی استعمال کرتے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم شہد روٹی سے اور کبھی بے روٹی استعمال کرتے اور کبھی روٹی کو شہد میں چورتے اور چور کر کھانے کو پسند فرماتے۔

الشريد بين الطعام كعائشة بين النساء (گوشت کا شور بہ اور چوری ہوئی روٹی) کھانوں میں ایسا ہی ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ عورتوں میں اور چاول کے کھانے کو بھی پسند فرماتے اور سرکہ کو بھی پسند کرتے کہتے کہ وہ شہوت کو دور کرتا ہے اور شیطان کو بھگاتا ہے لباس کو پیوند لگا پہنتے اور کبھی امہات المومنین کیلئے گوشت منگواتے جب کوئی شخص سرکار کو تحفہ اور ہدیہ کے طور پر بھیجتا تو قبول فرماتے اور اس کی عزت کرتے اچھا بدل فرماتے۔ ایک شخص ایک دن مال غنیمت لے آیا اور دوسرا شخص ایک پیالہ میں منگی بھر کر لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا اور اس کے پیالہ کو چاندی سے بھر دیا۔ مہمان کو پسند فرماتے اور اس کی عزت کرتے اور اپنے کھانے میں دیر فرماتے بعض اوقات اپنے صحابہ کو اپنے ہاتھ مبارک سے خود لقمہ ان کے منہ میں ڈالتے اور مہمان کے لیے بور یہ بچھاتے اور بعض کو اپنی

جگہ بٹھاتے اگر وہ ادب کی وجہ سے نہ بیٹھے تو انہیں قسم دیتے۔

ایک روز حضرت وحیہ کلبیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بورے پر جگہ نہ تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ان کے لئے بچھا دیا وحیہ کلبیؓ نے کہا کہ میرے لئے یہ درست نہیں کہ اس پر قدم رکھوں۔ قسم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں زانو اس پر رکھ دیئے اپنے دونوں قدم زمین پر رکھے اور ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ چادر مجھے عطا ہوتا کہ میں اپنا کفن بنالوں جیسے ہی مجلس درخواست ہوئی تو وحیہ کلبیؓ نے چادر کو لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو بخش دیا۔ وحیہ اپنے سر پر رکھ لئے اور بوسہ دیکر اپنے کفن کے لئے محفوظ رکھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عمر احتلام نہیں ہوا۔

من رضی والدہ فامراض عنہ۔ جس نے اپنے والد کو راضی کیا پس وہ اس سے راضی ہے۔ من تفسیر حسینی۔ لیس فی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجبة عشرون وشعرہ۔ تفسیر حسینی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس سفید بال سے زیادہ نہیں تھے۔ جب کوئی شخص کسی سے پانی مانگے اور وہ اس کو دے تو بخشا جائیگا اور وہ جنت میں جائیگا۔ قبل اسکے کہ مانگنے والا پانی پی لے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اولیا کون ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آ جائے یہ لوگ اور ان میں اکثر زرد رنگ کے چہرے والے ہوتے ہیں۔ اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہوتی ہیں ان کے رونے کی زیادتی کی وجہ سے فاقہ کی کثرت کی وجہ سے پیٹ پیٹھ سے چپکا ہوتا ہے اور ان کے ہونٹ شوق کے پیاس کی وجہ سے خشک ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اولیاء وہ ہیں جب شہر میں داخل ہو تو کوئی شخص ان کو پہچان نہ سکے۔ اگر وہ شہر سے باہر چلا جائے تو کوئی ان کو واپس نہ بلائے۔

نبوت کی خلافت تیس سال رہی اس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت دو سال تین ماہ اور خلافت حضرت عمرؓ دس سال چھ ماہ اور خلافت عثمانؓ بارہ سال اور خلافت حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہم چار سال نو ماہ اور خلافت حضرت حسنؑ چھ ماہ۔

انچہ فرمود مصطفیٰ نگر پنج بوداے برادر اندر باب
ختنہ و بردالدین دم دام دان طہارت از پئے خواب
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں اس کا لحاظ کر ختنہ والدین کے ساتھ نیکی دم
یعنی قربانی اور سوتے وقت طہارت۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حبیب اللہ فی الدنیا غریب کہ یوم و اسرا عجیب
اللہ کا حبیب دنیا میں مسکین ہوتا ہے اور اس کے دن اور رات عجیب ہوتے ہیں۔
وعند الناس مقہور ذلیل وفي العقبی الی المولیٰ قریب
اور وہ لوگوں کے پاس ذلیل اور عقبی میں مولیٰ کے قریب ہوتا ہے

لیس العید لمن ركب المطایا انعم العید لمن غفر الخطایا
عید اس کی نہیں جو سوار ہو کر جائے بلکہ عید اس کی ہے جس کے گناہ بخشے گئے۔

ولیس العید لمن لبس الجدید انعم العید لمن غفر الوعید
جو نیا لباس پہنے اس کی عید نہیں بلکہ عید اس کی ہے جس کے گناہ بخشے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمیں پانی پر اور پانی مچھلی پر اور درخت پر ہے اور
درخت بیل کے سنگھ پر ہے بیل مٹی پر ہے اور مٹی فرشتہ کے سر پر ہے اور فرشتہ مچھر کے پر پر
ہے اور مچھر ہوا پر ہے اور ہوا جہنم پر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کے ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوگی جن میں ۸۰ صفیں
میری امت کی اور چالیس ۴۰ باقی تمام امتوں کی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے کہ
دنیا ایک پونجی ہے اور بہترین پونجی ایک نیک عورت ہے۔ حضرت مسلمؓ سے روایت ہے کہ اور
اسی طرح مشکوٰۃ میں ہے کہ روایت کی ہے عبداللہ ابن عباسؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو اپنے اہل کے ساتھ رہتا ہے اس نے نصف دنیا صدقہ دیا جس کو روایت کیا ترمذی نے اور اسی طرح مشکوٰۃ میں انسان حیوان ناطق کو کہتے ہیں جو جز اور کل کا ادراک کرتا ہے اور حیوان نام ہے اس کا جو اپنے ارادے سے حرکت کرتا ہے اور محسوس کرتا ہے اس کے ابعاد تین ہے طول، عرض اور گہرائی۔

نماز میں سات چیزوں کا مارنا جائز ہے ۱. سانپ ۲. بچھو ۳. چمکلی ۴. پسو ۵. چھڑی یا گوچڑی ۶. جوہ ۷. ڈکوری (ڈنک مارنے والی مکھی)

ہر مردار چیز میں آٹھ چیزیں پاک ہیں ۱. بال ۲. پوست ۳. سم (کھر) ۴. سینگ ۵. چونچ ۶. ہڈیاں ۷. جربی ۸. دودھ نتھارا ہوا۔

سنت ہے کہ مہر کم باندھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو تھا اور مہر فاطمہ الزہراءؑ میں اختلاف ہے صحیح یہی ہے کہ آپ کا مہر ۴۸۰ درہم تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۰۰ تھا اور بعض ۲۰۰ کہتے ہیں

اگر کوئی شخص قاضی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد کرے تو عقد منعقد نہیں ہوتا اگرچہ کے وکیل اور شہادت بھی ثابت ہو تو جائز نہیں سوائے قاضی کی اجازت کے۔

جاننا چاہئے کہ جب ناپاک نہیں ہوتا اس لئے کہا گیا ہے کہ جنابت کی وجہ پلید نہیں ہوتا جب کا کلمہ شہادت پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا جائز ہے۔

کتاب مجموعہ عقد النان میں لکھا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہے کھائے ماتم اور مصیبت زدہ کے گھر میں تین دن گزرنے سے قبل مگر جو شخص کہ اس تقریب میں شرکت کے لئے جائے اور داخل مجلس ہو تو اس کے لئے کھانا جائز ہے۔

پانی کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تیمم کر کے قرآن پاک کو چھو لے اور مسجد میں داخل ہو تو فتویٰ سراجی میں جائز کہا گیا ہے

صدقہ کیلئے پانچ چیزیں شرط ہیں دو شرطیں دینے سے پہلے اجلال وجہ ۲. نیک آدمی کو دینا تا کہ وہ نجس چیزوں میں خرچ نہ کرے اور دیتے وقت مسرت سے اور انکساری کے

ساتھ کھلے دل سے دے اور دوسرا چھپا کر دے اور ایک شرط صدقہ دینے کے بعد یہ ہے کہ لینے والے پر احسان نہ رکھے اور زبان پر نہ لائے تم اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو۔

عقد سے پہلے پھولوں کا سہرا جو دلہنوں کے سر پر باندھا جاتا ہے جائز ہے حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ اپنے صاحبزادوں حسنین رضی اللہ عنہما کے سروں پر آپ نے سہرا باندھا۔

در بیان لطائف: ایک بوڑھیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت مجھے جنت نصیب ہوگی کہ نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڑھاپے اور ضعیفی کے ساتھ داخل جنت نہیں ہوگی تو وہ عورت رونے لگ گئی اور زمین پر لوٹنے لگی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نو جوان ہو کر جنت میں داخل ہوگی پس وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی۔

لطیفہ: ایک روز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک برتن میں کھا رہے تھے فرمائے کہ کون زیادہ کھاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھا کر بعض خراب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دئے جب کھانا ختم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے سامنے بہت گٹھلیاں ہیں اور میرے سامنے بہت کم۔

لطیفہ: حضرت جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں کہ مجھے والد نے وصیت فرمائی کے پانچ قسم کے لوگوں سے دوستی مت کرو۔ ۱. ایک پیٹ کے غلام سے جو لقمہ بھی کم نہیں کھاتے کمتر لقمہ سے کیا مطلب تو کہا کہ وہ شخص طلب کرتا ہے اور اس کو مل جاتا ہے۔ ۲. بخیل کی صحبت سے جب تو محتاج ہو جائے اور تجھے کچھ کام پڑ جائے تو وہ تجھ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ۳. جھوٹا جس کی مثل سراب (موسم گرما میں ریت بمثل تالاب معلوم ہونا) کی سی ہے کہ اس کے دکھلا دے پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ ۴. بے وقوف ہر وقت تجھ سے فائدہ کی امید رکھتا ہے۔ ۵. وہ شخص جو اپنے حق داروں کا حق ادا نہیں کرتا وہ غضب کرنے والا ہے۔

لطیفہ: الالبہام قبیح الکلام (ابہامی) مبہم گفتگو خراب گفتگو ہے یعنی وہ ہتھیار ہے نالائق اور بیوقوفوں کا بری باتوں سے دل زخمی ہوتے ہیں۔

لطیفہ: حضرت امام سے منقول ہے پوچھا گیا کہ روزہ کیوں فرض ہے تو کہا تو نگر لوگ بھوکوں کو بھی محسوس کریں اور ان پر رحم کھائیں۔

لطیفہ: امام عسکری نے فرمایا ہمارا فقر دوسروں کی تو نگری سے بہتر ہے ہمارا قتل بہتر ہے دوسروں کی زندگی سے۔

لطیفہ: ایک حکیم نے کہا کہ چار برے چیزوں میں بُری چیز یہ ہے حکام کا غصہ عالم کی جھوٹ مالداروں کی کنجوسی عورتوں سے بدکلامی۔

لطیفہ: دو چیزیں مفت حلال ہے اور وہ شرع میں بھی درست ہیں۔ ۱۔ پڑوسی کے گھر کا سماع ۲۔ راستہ سے گزرنے والے کا حسن۔

لطیفہ: دیور نہ کو دیکھے کہ وہ دوڑ رہا ہے پوچھے کہ تو کدھر جا رہا ہے تو اس نے کہا من الدنيا الى الاخره دنیا سے آخرت کی طرف پوچھنے والے نے کہا وہ بہت دور ہے کہا اسکے لئے دور ہے جو ٹھیرا ہوا ہے غرور کے گھر میں کچھ حاصل نہ ہوگا اسکے لئے دور نہیں۔

لطیفہ: عبداللہ شاہ ایک درویش اپنا تکیہ حیدر آباد سے قریب ورنگل کے ایک موضع میں بنایا تکیہ کے خان صاحب انکے سامنے آئے اور سواری پر پہنچ کر دو روپے نذرانہ پیش کئے خان مرحوم مسکرائے اور کہا فقیر اپنے بغل سے قرآن نکال کر کہا اگر کوئی شخص رشوت نہیں لیا ہے تو اس کی قسم کھائے تو خان صاحب ہنس دیئے تو کہا کیا غرض رکھتا ہے کہا تکیہ کی زمین کی رجسٹری کیلئے۔

یہ کتاب ۱۱۹۰ھ شعبان میں مکمل ہوئی۔

ختم شد

email: contact@afzalbiabani.net

